



CH

رباعی

کی تو نے رباعی عناصر پیدا  
پھر شہنوی باطن و ظاہر پیدا  
کر متن سے تو متین طبیعت پیدا  
کر شرح سے انشراح خاطر پیدا

پیشتر مجموعہ سخن کے دو حصے خداوند نعمت فلانوں جستان گلست۔ واقف اسرار علم و ہنر  
ہمدوان و ہم پیر و رنخور شہید ذرہ تو ذرہ قبایہ اہل نیاز۔ بر سنگ پیدست و پایاں تنگے جہیلایان  
واناسے رموز و انانی کیتا ہے جہاں کیتائی۔ قدر و ان ارباب سخن قدر شناس اصحاب فن  
قائل تحریر قابل تحریر۔

قطوع

اور ذریعہ حکمت مہربان رحمت  
اگر نام نامی کوئی مجھے پرچھے  
اصحاب فضیلت ہمارے تجھ سے  
ہو کالں بروننگ صاحب بہادر

ایلم اسے

ذہب کرم اور دوم تنہا کے حکم سے بلج ہو کر گرون مدروس بن کامل اور چون صاحب

طرح کے مضامین شامل ہوئے۔ لیکن اکثر کنندہ انہماں اُسکے خاتمہ معافی کے لب بام تاک  
 نہ پہنچی اور پہلو انانہ منتخوان سخن نے اس بھاری تھکر کو چوم کر چھوڑ دیا۔ لہذا صاحب  
 مدد و روح الاقواب کے حکم کے موافق امیر غریب پرور۔ دوست دشمن نواز۔ مغسز سخن  
 جان فرد۔ نقود علم و ہنر کے سکھ زن۔ آشناے رموز سفاین۔ جناب سہل دست  
 شیونر این صاحب بہادر ڈیوٹی اسپیکر لکھنؤ دم اقبالہ کی شبہ پاکر بھیران  
 نکات خوش کلامی سید غلام حسین قدر حسینی واسطی بلگرامی نے حصہ اول کی شرح  
 حامل اہتن لکھکر تھکر کو موم موم کو پانی کیا اور اس رسالہ سفید عام کا نام عطر مجبوعہ  
 رکھ دیا۔ اب فشیان باتکلیں اور شعرا سے باریک بین سے التماس ہو کہ اس میدان  
 سے سہند فکر کی باگیں روکے ہوئے نکلیں گیٹ سجا ئیں کیونکہ اکثر بہت چھیننے سے  
 بھی گھوڑا بٹنا اور اڑتا ہو اور بیت دوڑ کر چلنے والا گر بھی پڑتا ہو بقول جدنا میر آواز  
 بلگرامی سے آزاد سو اد سخن سر سری مروہ صد بار گر نگہ زدہ باز کن کا طابہ رہی  
 خطا اور نیام وہ ترکیب انسان ہو۔ جہاں کچھ کہ ورت پائین صاف فرمائیں یا  
 صاف فرمائیں۔ وا شد استخوان۔

## مقدمہ

اول۔ یہ شرح صفحات مجموعہ سخن مطبوعہ کے موافق مرتب ہوئی ہو۔ جس مقام  
 سے متن مجموعہ کا صفحہ بدلا گیا ہو وہاں وہاں شرح میں بھی لفظ صفحہ لکھکر صفحہ متن  
 کے ہندسہ پیشانی کا نشان کیا ہو۔ دووم متن کے ہر صفحہ میں جتنے شعر ہیں اُنکے  
 موافق اس کتاب میں بھی لفظ (ایضاً) لکھکر شمار شعر متن کا اسی پر ہندسہ  
 دیا ہو۔ ان دونوں امور سے یہ فائدہ کہ جس شعر کی شرح مطلوب ہو وہ بذریعہ  
 صفحہ و ایضاً آسانی ملے۔ سوم جہاں کہیں کسی لفظ کا حوالہ بیان صدر پر رکھا ہو  
 وہاں یہ لکھا ہو کہ شعر فلان صفحہ فلان دیکھو، اُس سے یہ غرض نہیں کہ کوئی

اسی شرح کی پیشانی کا بندہ دیکھنے لگے بلکہ یہ مراد ہے کہ متن کے اسی صفحے کی شرح کو اور اُس صفحے کے اسی شعر کو نکال لو۔

## آغاز کتاب

صفحہ ۲ مجموعہ سخن حمد سجد اُس خدا سے پاک کو بہ نور ایمان جسے بنجنا خاک کو بہ حمد اصطلاح میں خدا کی بزرگی اور جلال اور وہ فعل جس سے منہم حقیقی کی تعظیم ثابت ہو خواہ وہ فعل زبان سے ہو خواہ ہاتھ سے ہو خواہ دل سے ہو۔ سجد اسم صفت جسکی کچھ انتہا نوینی بیت۔ خاک سے مراد اس شعر میں انسان ہے کیونکہ آدمی میں خاک کا عنصر بنیاد سے زیادہ ہے جس طرح جنات میں نار یعنی آگ کا عنصر زیادہ مشہور ہے اسلئے انسان خاک کے عنصر دسے خاکی کہلاتے ہیں اور جنات نار کا نور روشنی۔ ایمان کی ہندی وہ ہم یہ مطلب شعر جس خدا نے انسان خاکی کو با ایمان پیدا کیا ہے وہ اسی قابل ہے کہ بے انتہا اسکی حمد کیجاسے۔

ایضاً ۲۔ خاک کو پر نور ستا یا کیا بہ قطرہ ناچیز کو دریا کیا بہ سرتاپا کے اول سے حرف (ازم) نکل گیا یعنی از سرتاپا اور اسکی صفت سرتاپا ہے یعنی بالکل۔ ناچیز صفت مرکب یعنی بے حقیقت و مقدر۔ پہلے مصرعے سے لفظ فیدہ مراد ہے جو یعنی انسان میں خدا نے اپنی روح ڈالی ہے اور روح سے غرض حکم خدا ہے اسی سے انسان سر سے پاؤں تک پر نور ہو گیا۔ درحقیقت انسان نہایت بے حقیقت ہے اسلئے شاعر نے اُسے قطرہ ناچیز کہا۔ دیکھو ذرا ذرا سے کپڑے اور درندے اس پر غالب ہیں ایک چھوٹی سی گنجشک کو دوڑ کر پکڑ لیتا آدمی کے اختیار سے باہر ہے۔ باوجود بے اختیار ہی خدا نے اس ذرا سے قطرہ کو دریا کیا یعنی اشرف المخلوقات بنایا۔ ہاتھی سے بڑا کوئی جانور نہیں اسکو بھی یہ خاک کا پتلا جس کل چاہتا ہے بٹھاتا ہے۔ وہ ہے منی بہ بین کہ جسے ایک روایت سے

نامے نثرین نکلتی ہیں ایسے ہی ایک آدم سے بچو بہت آدمی پیدا ہوتے جاتے ہیں تیسرے  
 معنی یہ کہ جس طرح دریائے نوگاموئی وغیرہ بہت نشہ تیز ہیں اسی طرح حضرت  
 انسان سے بھی بہت علوم فتون اور مستغنیوں بہت ہوتے ہیں۔ خدا لائق اور اگر کوئی  
 خالق اشیاء بجز دیکر جو ہر وہ اور اگر کسی بہت ہوتے۔ حاکم بیان مراد خدا ہے۔  
 یوں پوچھو تو دنیا میں بہت حاکم ہیں۔ حاکم کلہم ہی۔ حاکم دیوانی۔ حاکم  
 فوجداری وغیرہ لیکن تمام حکام سے خدا بڑا حاکم ہے۔ اسی لیے وہ اور اگر خدا ہی کو کہتے ہیں  
 جکا ترجمہ حکم الحاکمین بھی ہے۔ کبیر و پرست مراد کل مخلوق۔ حمد لائق جو پہلے  
 مصرع میں مذکور ہے وہ مصرعہ دوم میں بھی مقدر کہہ لو۔ مطلب بہت بڑے حاکم  
 یعنی خدا اور دنیا کی چیزوں کے پیدا کرنے والے کو حمد زیبا ہے اور کیسے  
 واسطے حمد نہ کرنی چاہیے (مقدور) وہ علمہ یا کلام کہ عبارت میں نہو اور  
 اسکے معنی وہاں لیے جائیں ایضاً ہے یہ اونے وصف اس خلاق کا  
 یا عیان ہو گلشن آفاق کا بند آفاق از کران تا کران یعنی گرداگرد  
 عالم مراد کل دنیا ہے جو مطلب جو تعریف شعر ما قبل میں کی ہے وہ اس  
 خدا کا ایک کسر و وصف ہے جو تمام عالم کا راستہ کرنے والا ہے۔ باغبان  
 گلشن آفاق خدا سے مراد ہے۔ گلشن آفاق دنیا کو از روے استعارہ  
 کہا ہے۔ نظم میں استعارہ کے سمجھنے کی عایت کسر پڑتی ہے لہذا اسکا  
 بیان اس مقام پر مفصل کیا جاتا ہے۔ آئندہ مقام استعارہ بتایا جائیگا  
 مگر اسکی تعریف کر رہے کیسی ایگی کہ تحصیل حاصل کیوں ہو (استعارہ)  
 اسکے لغوی معنی سنگنی مانگنا اور اصلاح میں مجاز کہتے ہیں۔ یہاں مجاز کو  
 سمجھ لینا ضروری ہے کیونکہ استعارہ اسیکی شارح ہے اور مجاز ظاہر ہے کہ ترکیب  
 اضافی مضاف اور مضاف الیہ سے بنتی ہے۔ پس جب کسی مجملہ میں

ترکیب انخافی واقع ہو اور اسکے مضاف کی قوت اصلی حقیقی کو ترک کرین یعنی مضاف کی رعایت سے کچھ غرض نہ رکھیں اور معنی بیان کرنے میں فقط مضاف الیہ کا کام رہ جائے یعنی اگر مضاف کو نکال بھی ڈالیں جب بھی جملہ بے معنی نہوسکے۔ اسے ایسے مضاف کو مجاز کہتے ہیں مثلاً ہم تیغ ابرو پر عاشق ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم تیغ پر عاشق ہیں۔ بلکہ تیغ جو کہ مضاف ہے اسکی قوت اصلی حقیقی سے کچھ غرض نہ رہی فقط برائے نام ہے۔ اگر غرض ہے تو ابرو سے غرض ہے جو کہ مضاف الیہ ہے۔ یعنی متکلم کا عشق ابرو پر ثابت ہوتا ہے۔ اس حالت میں لفظ تیغ مجاز ہے۔ حجاز کی دو قسمیں ہیں۔ ایک استعارہ۔ دوسرے مجاز مرسل۔ جب مضاف سے مضاف ایسے کو کچھ تشبیہ کا لگا دھو جیسے گل رخسار۔ یا تیغ ابرو۔ یا مازنک۔ یا جام چشم۔ تو اس مضاف کو استعارہ بولتے ہیں۔ یہاں رخسار کو پھول سے اور ابرو کو ٹکڑا سے اور زلف کو سانپ سے اور آنکھ کو پیالے سے تشبیہ کامل ہے۔ پس گل و تیغ و مار و جام یہ چاروں الفاظ استعارہ ہیں۔ اور اگر مضاف و مضاف الیہ سے کچھ تشبیہ کا لگاؤ نہ ہو مگر دونوں میں باہم سبقت نسبت ہو جیسے چشم دولت۔ یا ابرو کرم۔ یا باغ و اشتر یا چین و اصفاف۔ تو اس مضاف کو مجاز مرسل کہتے ہیں۔ یہاں دولت کی صورت آنکھ کے مثل نہیں کرم کی شکل بادل کے مثل نہیں و اشتر کی تشبیہ باغ سے نہیں اصفاف کی صورت کچھ چین کی سی نہیں ہے جو ان چاروں کی اپنے اپنے مضاف سے تشبیہ ہو کے۔ پس ایسے مضاف یعنی چشم اور ابرو اور باغ اور چین چاروں مجاز مرسل کہلاتے ہیں (تشیبہ) استعارہ اور مجاز مرسل بالکل یکساں بھی نہیں ہوتے انکا اثر اُنکے افعال یا انکی خبر سے ثابت ہوا کرتا ہے جیسے تیغ ابرو نے ہمو قتل کیا + اگرچہ قتل کرنے کا فعل ابرو سے یہاں

متعلق ہو مگر ابرو چند موسے بالاسے چشم ہیں اُس سے قتل انسان کیونکر ہو سکے لہذا  
 شیخ کا لفظ گو یا سنگنی مانگ کر لفظ ابرو کے ماقبل لگا دیا تاکہ قتل کا فعل اُس سے  
 خبری ثابت ہو سکے۔ اس طرح ع مار گیسوے بار موذی ہو بہ اگرچہ لفظ موذی گیسوے  
 بستہ کی خبر ہو اور گیسوے سے متعلق ہو لیکن گیسوے بھی چند بال ہیں وہ کیا موذی ہونگے  
 لہذا ماقبل لفظ گیسوے کا لفظ لگا دیا تاکہ موذی ہونے کی خبر خبری اُس سے ثابت  
 ہو سکے۔ بعضوں نے استعارہ اور مجاز مرسل دونوں کا نام نقطہ استعارہ رکھ لیا ہے  
 اور ظاہر ہے کہ ان دونوں میں تشبیہ اور نسبت کا فرق ہے۔ مولف کو یقین ہے کہ اگر  
 استعارہ کا بیان طلباء کے ذہن نشین کر دیا جائے تو وہ بلا در اشتاء و اکثر اشعار  
 کے معنی خود سمجھ لیتے اور یہ امر نیز امتحانی ہے۔ واضح ہو کہ استعارہ کے اقسام  
 بہت ہیں مگر یہاں اختصاراً ان سب کو بیان کرنا چند ان ضرور نہیں۔ آئندہ  
 کہیں کہیں اپنے مقام پر مع تعریف بیان ہونگے ایضاً ہے عجب وہ صائم  
 رنگین نگار بہ جسے پیدا کہیں بہارین ہیشمار بہ رنگین نگار اسم فاعل سماعی رنگ  
 برنگ نقش کرنے والا صانع رنگین نگار یہاں خدا سے مراد ہے۔ ہندوستان میں  
 چیت و بیباک کے مہینوں میں نسبت کی رت ہوتی ہے اور وہی ہند کی بہار ہے  
 اور ایشین ایام میں یہاں گلاب پھولتا ہے۔ اور اور ملکوں میں بہار کے موسم  
 مختلف ہیں اسی لیے شاعر ہیشمار بہارین بتاتا ہے۔ یا کبھی کسی پھول کی بہار  
 ہوتی ہے اور کبھی کسی پھول کی بہار۔ جیسے گل زکس موسم خزان میں پیدا ہوتا ہے۔  
 اس رعایت سے بھی ہیشمار بہارین ثابت ہو سکتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کا اگر  
 رنگ برنگ کے پھول پیدا کرنے والا ہے جسے تمام تر وہ زمین پر بے شمار  
 بہارین پیدا کہیں ایضاً ہے نگارستان عالم کا چین ہے جو نسیم لطیف سے  
 ہندوستان میں رنگ برنگ صورتیں آشکار ہیں لہذا نگارستان

تصویر خانہ اُسکا مجاز مرسل ہے۔ پھر نگارستان کا مجاز مرسل چین ہے۔ چین بین چوں  
 نسیم سے کہتے ہیں اسلئے لطف حق کا مجاز مرسل نسیم ہے۔ مطلب۔ عالم کا چمن خدا کے  
 لطف کی ہو اسے کہلاتا جاتا ہے۔ اُسکا خلاصہ یہ کہ خدا کی مسرت بانی سے دنیا آباد  
 ہوتی جاتی ہے۔ خندہ زن اسپم فاعل سماعی ہو ہنسنے والا اور مراد می مننی اُسکے  
 یہاں کہنے والا ایضاً اُسے دکھلاؤں بہا رہن ہیشمار بہ گل کھلائے  
 سیکڑوں لاکھوں ہزار بہ گل کھلائے ناپا فاختہ بہرا کرنا اور نئی چیز پیدا کرنی یہاں  
 معنی دوم جتنے ہیں۔ ہزار وہ عدد و جسکو دس سو بھی کہتے ہیں اور یہاں اسی معنی سے  
 مراد ہے۔ ہزار بلبیل کو بھی کہتے ہیں بہرا اور گل کے ساتھ ہزار کا لفظ بطور ایہام  
 واقع ہوا ہے اور ایہام میں اسے تختانی معروف و جہم بین و المنا اور اصطلاح میں  
 اسے صنوت معنوی کا نام ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں ایک اُس مقام سے  
 قریب ایک بعید۔ اور ایسے موقع پر اُسکا وقوع ہو کہ دونوں معنی اُس لفظ کے  
 اُس مقام پر جمع کئے ہوں مگر وہاں شاعر کی مراد معنی بعید سے ہو جیسے اس شعر میں  
 ہزار سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید بلبیل کے معنی پر ہے لیکن شاعر نے دس سو کے  
 معنی پر اُسے صرف کیا ہے۔ مثال آئینہ بھی بتائی جائیگی اور تریبت کی جائیگی  
 مطلب۔ خدا نے بہت سی بہاریں دنیا میں بنا کر ہی ہر کی ہیں کیونکہ سیکڑوں ہزاروں  
 لاکھوں طرح کے پھول کھلائے ہیں پس بہا رہن بھی جداگانہ ہیں ایضاً  
 جو وہی بس قابل حمد و ثنا ہے جبکی ہو خواہ بہت انوار امتداد ایتدا شروع  
 اہتمامی۔ یہاں اہتمام سے غرض خود وجود عدم ہے۔ مطلب۔ یہ کیسکو  
 تینوں معلوم کہ خدا کی ہے اور کب تک رہیگا پس وہی خدا حمد و ثنا کے  
 لائق ہے۔ واضح ہو کہ جب حرف (نہ) معنی کو اشباہ کہتے ہیں تو اسے معنی  
 یاں بچوں سے تبدیل کرنے ہیں اور بچل نے فی لکھے ہیں ایضاً

و ہم اس رہ میں قدم فرمودہ ہو بہ اور پائے فہم خواب آلودہ ہو بہ و ہم جو اس شمسہ باطنی کی ایک قسم جو بناغ کے ابلن اوسط کے اخیر میں اسکا مقام ہو۔ یہ دکھی آن دکھی طاہری۔ باطنی۔ مجبونی۔ سچی۔ سب چیزوں کو قبول کر لیتا ہو۔ فہم کسی چیز تک غسل کا پوٹھ جانا۔ قدم فرمودہ ہونا ایزدیان رگڑنا۔ پانوں کا خواہ سب آلودہ ہونا اسے شہر میں پانوں سو جانا اور نصبات میں پانوں میں ہو جانا اور گنوار پانوں جتنا نا ہوتے ہیں۔ مطلب۔ خدا کے حمد کی راہ میں وہم و تمسک گیا ہو اور فہم یعنی سبکی سحر بیان چل نہیں سکتی۔

حصہ ۳۔ درک و عقل و فہم جو بیان نارسانہ و عاقرخان کا جو محض افترا ہے۔ درک وہ قوت جو چیزوں کی باریکیوں کی تمیز کرے او عام صدر باب افتعال سے دعوی کرنا۔ مطلب۔ اگر کوئی دعوی کرے کہ خدا کی معرفت مجھے حاصل ہو تو یہ خالی افترا یعنی ہستان کر ایضاً۔ حمد کیا گھون بیعت و نگ ہو بہ خانہ میدان شتا میں لنگ ہو بہ ونگ فارسی یعنی دیوانہ و عمق و حیران۔ یہاں معنی آخر مقصود وہاں میدان شتا استعارہ جو یعنی شتا۔ خاصہ کی شکل اس شخص کی سی ہو جو ایک ہی پانوں سے پہلے پس وہ لنگ کہلائے جو ونگ ہو وہ راہ بخوبی طو نہیں کر سکتا۔ مطلب۔ یہی حال جو قلم کا کہ میدان شتا سے خدا کو طو نہیں کر سکتا ایضاً اس سے اسکی قدرتوں کا جو حساب ہو چسکے دریا کا فلک جو اک جباب ہو جباب یہ لفظ مرکب جو جب بالفتح گوی۔ آب پانی۔ جب میں فک اٹھافت ہو اسے اردو میں پانی کا بلبل کہتے ہیں۔ بیان قدرت خدا کو دریا سے اور فلک کو جباب سے استعارہ ہو۔ مطلب۔ کسی سے اس خدا کی قدرتوں کا شمار نہیں ہو سکتا جسکی قدرت کے سامنے آسمان کی کچھ حقیقت نہیں ہے دریا کے تہ کے پانی کے پیلے کی کچھ اصل نہیں ایضاً تیرے سوا استہابی نہیں اسرا





اول خدا نے قلم اور لوح کو پیدا کیا قلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور خدا کی تعریف کی  
 مطلب۔ قصہ کہنے سے پہلے اس خدا کی تعریف بیان کرتا ہوں جسکے سجدہ کرنے کے وقت  
 روز انزل سب سے اول قلم جھکا تھا ایضاً سر لوح پر رکھ بیاض چین بدہ کسا  
 دوسرا کوئی تجھسا نہیں بدہ لوح وہ تختی جو سب سے اول پیدا ہوئی لوح کو  
 لوح محفوظ بھی بولتے ہیں۔ بیاض سفیدی۔ مطلب۔ جب قلم نے اپنی پیشانی  
 کی سفیدی یعنی مقام قلم لوح کے سر پر رکھا تو دوسرے سرے کا مضمون لکھ دیا  
 یعنی دوسرا کوئی تیرے مثل نہیں ایضاً قلم پھر شہادت کی انگلی اٹھا  
 جو حرف زن یون کہ رب العلاء بدہ رب العلی پروردگار برتر۔ اٹھا محاورہ قدیم  
 ماضی معطوفہ اب اس مقام پر اٹھا کر بولتے ہیں۔ شہادت کی انگلی انگلیٹے کے  
 پاس والی انگلی کو کہتے ہیں جسکی عربی سببا ہے گو اہی کے واسطے اکثر  
 سببا پر اٹھا کر باتیں کرتے ہیں۔ چونکہ قلم کو از رو سے طول انگشت شہادت سے  
 تشبیہ ہو اس واسطے شاعر کہتا ہے۔ مطلب۔ جب قلم سجدہ کر چکا تو پھر خدا کی  
 وحدانیت پر گو اہی کی انگلی اٹھائی یعنی خود اٹھکر کھڑا ہوا اور حرف زن ہو یعنی کہا  
 جو کچھ کہ آئندہ اشعار میں ہے۔ ظاہر ہے کہ جب قلم ایک عبارت لکھ چکتا ہے تو اپنی انگلی  
 سے اٹھکر پھر دوسری عبارت لکھنے کو جھکتا ہے ایضاً نہیں کوئی تیرا ہونگا  
 شہدیک بدہ تیری ذات ہو وحدہ لا شریک بدہ شریک کی ہندی ساجھی ہے  
 وحدہ لا شریک ایک ہے وہ جسکا کوئی شریک نہیں یہ شعر قلم کا مقولہ ہے مطلب۔  
 ای رب العلی نہ تو اب کوئی تیری وحدانیت میں شراکت رکھنے والا ہے اور  
 نہ آئندہ ہوگا پھر تیری ذات شراکت سے پاک ہے ایضاً پرستش کے قابل  
 ہے تو ای کریم بدہ کہ ہو ذات تیری غفور رحیم بدہ پرستش پرستیدن کا حاصل ہے  
 پوجنا اور مراد ہی معنی اٹھکے عبادت۔ غفور بخشنے والا۔ رحیم مہربان ہے

مطلب۔ اسی کو ہم عبادت کے قابل ٹھہرائی ہے کیونکہ تو غفور و رحیم ہے پہلا مصرع  
**اَلَا اِنَّكَ تَعْبُدُ كَمَا تَرْجَمُ** یعنی تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم **اَلَيْسَ اَرَاهُ**  
 حمد میں تیرے فرو و جل پہنچے سجدہ کرتا چلون سر کے بل، غرغریز یعنی غرت وار  
 ہے وہ۔ جل جلیل یعنی بزرگ ہے وہ۔ سر کے بل۔ اس بل کے مقام پر لکھنویوں  
 جل بولتے ہیں اور اُس کے معنی طرف اور کر وٹ کے بتاتے ہیں۔ لیکن دہلی والے  
 اس لفظ کو بل کہتے ہیں بمعنی طاقت۔ قلم کی چال از جانب سر ہے لہذا قلم کو  
 کاغذ پر چلنے سے شاعر سجدہ کرنے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ یہ شعر بھی قسَم کا  
 مقولہ ہے۔ مطلب۔ اسی غر و جل راہ حمد میں جب پہن چلون تو سر کی طرف سے  
 سجدہ کو سجدے ہی کرتا چلون سر کے بل چلنا کمال اطاعت سے مراد ہے۔  
**اَلَيْسَ اَرَاهُ** وہ الحق کہ ایسا ہی مبعود ہے، قلم جو لکھے اُس سے افزو دے، اکتی  
 خدا کی قسم۔ اب اس شعر سے شاعر کا مقولہ شروع ہوا۔ مطلب۔ خدا کی تعریف  
 جو کچھ قلم لکھے اُس سے بھی خدا کا رتبہ زیادہ اور بلند ہے و حقیقت وہ خدا ہی قابلِ  
**اَلَيْسَ اَرَاهُ** کہ گونگی ہر یان انبیاء کی زبان، زبانِ قلم کو یہ قدرت کہاں ہے،  
 یان بمعنی اینجا یہ لفظ (یہ) اور زبان اسے مرکب ہر یان کے معنی ہندی میں  
 جگہ کے ہیں جیسے گویان اور کھربان۔ پس یہاں کے معنی اس جگہ اور وہاں کے  
 معنی اُس جگہ یان وان اُنکا مخفف ہے۔ عاجزی زبان اشارہ ہے طرف  
 ماعرفناک معنی معرفت کے۔ جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ ہے سچے  
 تیرے پہچاننے کے حق بھرنین پہچانا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبیوں کی زبان بھی  
 خدا کی معرفت کے بیان میں عاجز ہے۔ زبانِ قلم استعارہ ہے یعنی نوکِ قلم۔  
 یہ شعر شعرِ ناقص سے قطعاً بند ہے۔ مطلب۔ قلم خدا کی تعریف کیونکہ لکھنے کے لیے کہ  
 جب انبیاء کی زبان پر کلمہ ہرگز گزرے تو زبانِ قلم کی کیا اصل اور کیا قدرت

**ایضاً** اس عہد سے کوئی بھی نکلا نہیں ہے، مگر عجز پیش یا ان کچھ نہیں ہے۔  
 اس عہد سے غرض اس شعر میں خدا کی معرفت ہے اور وہ یہاں مقدر ہے اور  
 عبارت شعر یوں ہے۔ مطلب۔ خدا کی معرفت سے کوئی عہدہ بر نہیں ہو سکتا  
 جب پیش ہوگا تو عجز ہی پیش ہوگا جو کہ گاہی کہے گا کہ ہم معرفت خدا میں  
 عاجز ہیں۔ اس شعر میں تین غلطیاں ہیں۔ اول قافیہ مکرر ہو گیا ہے اور  
 مکرر قافیہ بیک معنی اصلاً جائز نہیں یعنی دونوں مصرعوں میں لفظ انہیں مکرر  
 بیک معنی موجود ہے اور دوسرا قافیہ نادر و دوم پہلے مصرعے میں شعر وض  
 کی ایک سخت غلطی کی جسے (سقوط عین) کہتے ہیں یعنی اس شعر کی تقطیع جب  
 متقارب مثنوی مقصود سے ہوتی ہے بروزن فعلن فعلن فعلن فعلن۔ مظاہر ہے  
 کہ ہر فعلن پنج حرفی ہے پس اس عہد سے کی تقطیع رکن فعلن سے ہوگی یوں  
 اس (ع) ہ دے = ف ع و ل ن۔ دیکھو عین کے بعد عین تلفظ میں  
 دب جاتا ہے اور حالت تقطیع میں یوں ہوتا ہے۔ (ا س ہ دے)۔ ف ع  
 و ل ن۔ اگر اس عہد سے کے لفظ سے عین نہ گراؤ تو چھ حرف ہونگے اور  
 فعلن میں پانچ ہی حرف ہیں پس کیونکر برابر ہو سکے ضرور ہے کہ عین گرسے اور  
 سین متحرک ہو کر باسے تلفوظ سے وصل ہو۔ ایسے مقام پر سو اے الف  
 وصل کے عین کا گرا نا ہرگز جائز نہیں اسے کا نام سقوط عین ہے۔ بعض  
 عوام الناس سقوط عین کو صحیح جانکر مولانا ظہوری تشریح تیری کا یہ شعر مثال میں  
 لاتے ہیں سے بدہ ساقی آن رشک یا قوت را بہ کہ سازم علاج عقل  
 قوت را بہ اور نا واقف ہیں کہ خود ظہوری نے اپنے عین حیات اس سے  
 آگاہ ہو کر مصرع یوں بنا لیا ہے ع۔ کہ سازم جو ان عقل فر تو سے را بہ  
 کذافی آئندہ عامرہ وغیر ہم۔ اور بھی بہتروں نے اس عین میں غلطی

کھاٹے ہیں اور معرض اعتراض میں آئے ہیں پھر انکا کیا اعتبار۔ اصل یہ ہے کہ عین کا  
 مخرج الف کے مثل ہے اسیلے رو اور وی میں انسان دھوکا کھا جاتا ہے۔ سوم غلطی  
 مصرع دوم میں فاک اضافت کی ہے یعنی لفظ سو ابین نہ تو یا سے اضافی موجود  
 یعنی سو اسے عجز۔ اور نہ علامت اضافت آرد ہے یعنی سو اعجز کے۔ لیکن بعض کے  
 نزدیک فاک اضافت فارسی جائز ہے و اعظ قزوینی نعت و نسبت میں فرماتے ہیں  
 ۳۵ دوسرے قول قلم لیکن از جان کے بہ زبان شان و توان سخن شان کے بہ بعضوں کا  
 قول ہے کہ فاک اضافت ہائے محقق میں ہو تو چند ان مضائقہ نہیں جیسے ضمیری  
 بلگرامی ع خرد گفتہ سنہ ہشتاد و نہ صد بہ لفظ سنہ میں اضافت ضرور ہے کیونکہ  
 اسکی اصل سنہ ہے (التماس) مولف اس رسالے میں اکثر شعرا سے تازہ کی غلطیاں  
 بتاتا ہے لیکن اس سے عیب بینی اور نکتہ چینی مقصود نہیں کیونکہ ہر بزرگش  
 نحو اہند اہل خرد بہ کہ نام بزرگان بزرگتی برد بہ بلکہ میری غرض یہ ہے کہ طلباء و پیران  
 علوم کے غلط و صحت سے آگاہ ہو جائیں ورنہ یوں تو بے عیب خدا کی ذات ہے  
 ایضاً اشکر صد شکر اے خدا سے ذوالجلال بہ اے کریم و بے مثال و بیروال  
 خدا سے ذوالجلال موصوف صفت یعنی خدا سے صاحب عزت۔ بے مثال جسکا کوئی  
 مانند نہو بیروال اسم صفت جو کبھی نہٹے۔ یہ سب اسمایمان منادی ہیں۔ مطلب  
 اے خدا و اے کریم و اے بے مثال و اے بیروال میں تیرا ایک شکر کیا بلکہ  
 سو شکر کرتا ہوں۔

صفحہ ہم۔ کس زبان سے ہو اور تیری شتا بہ ہو چنے کیا بندے کی عقل نارسا  
 عقل موصوف نارسا صفت یعنی ایسی عقل جس میں فہم کامل نہو۔ کس زبان سے  
 تعریف کرنا نہایت عاجزی اور کمال مدح کے مقام پر بولتے ہیں۔ مطلب۔  
 اے خدا سے ذوالجلال میری زبان اور میری عقل اس قابل نہیں کہ تیری ثنا کر کے

یا تیری معرفت کو دریافت کرے ایضاً تو نہیں محتاج تو صیفت جہاں ہے ہے  
کیا ہو تیری قدرت کا بیان ہو۔ مطلب - اگر تمام جہاں ملکر تیری تو صیفت یعنی تو صیفت  
کرے جب بھی تو اسکا محتاج نہیں پھر ہم اکیلے تیری قدرت کے اوصاف  
کیا بیان کریں گے ایضاً ذات تیری بے عدیل و بی مثال ہو پاک بے ہمتا قدرت  
تو و اجلال ہو بے عدیل از روے قدر و مرتبہ جبکا کوئی ہوسر نہ ہو۔ ہمتا یہ لفظ در اصل  
مرکب ہے اولیٰ یعنی تہ اور پرت کے ہے جیسے دو تا وہ چاند جو دو ہری یا خمیدہ ہو  
و تا کے مقام پر لاء بھی بولتے ہیں جیسے دولائی - تا فارسی میں اکثر بجا سے  
حد کے بھی آتا ہے پس ہمتا یعنی ہمہ دو برابر - قدر ہر چیز کا اختیار رکھنے والا  
اس شعر میں حرف ربط یعنی (ہو) مقدر ہو۔ مطلب - اسی خدا تیری ذات  
بے مانند اور لائقانی اور پاک یعنی صمد اور غیر برابر ہو اور تو صاحب اختیار اور  
صاحب عزت ہو ایضاً بے ترے حکم اے اللہ العالمین ہو ایک بتا اے  
نہیں سکتا کہیں ہو اے اللہ العالمین سب عالموں کا خدا - عالم اتھارہ ہزار قسم کے  
اور بعضوں نے ایک لاکھ پچیس ہزار قسم کے بتائے ہیں اس واسطے عالمین اسکی  
جمع ہو۔ بے حکم تیار نہ ہنا کمال قدرت اور حکم سے مراد ہو۔ مطلب - اے اللہ العالمین  
تیرے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ایضاً تجھ سے روشن ہے زمین و آسمان ہو  
تیری قدرت کی ہیں سب نیزگیان ہو زمین و آسمان کا روشن ہونا تلخ ہے  
لَیْسَ اِلَّا السَّمَاءُ الدُّنْيَا مَصْبُوحٌ مِّنْ رُّوْحِ دَیِّ سَمْتِ دَیْنِیَاکَ اَسْمَانُ کُو  
چراغوں سے۔ مصلح سے مراد اس آیت میں ستارے ہیں۔ نیزگی میں ہے  
اخیر مصدری ہے نیزنگ کا سرب نیزنج ہے سحر و طلسم اور تصویر کا خاکہ و چہ  
پیمان معنی اخیر مقصود ہیں۔ مطلب - اسی خدا تو نے آسمانوں کو ستاروں سے  
اور زمین کو انسان سے زینت دی ہے یہ تیری قدرت کی تصویر کے گویا خاکہ ہے

یعنی ان باتوں سے نہایت تیری قدرت ثابت ہوتی ہے (ملحج) کلام بین معنی  
 آیات یا احادیث کا اشارہ کرنا ایضاً کن کے کہنے سے کیا عالم پناہ اور جب  
 چاہے اسے کر دے فنا ہے جب سوائے ذات خدا کے کچھ نہ تھا تو خدا نے زبان  
 عربی میں کہا کہ کن یعنی ہو جائیگا کن پس ہو گیا یعنی عالم پناہ ہو گیا۔ مطلب۔  
 اے خدا تو نے کن کہ کر دنیا پیدا کی جب تیرا حکم ہو وہ فوراً مست جائے ایضاً  
 خاک کے پتلے کو تو گویا کرے یہ قطرہ نا چیز کو دریا کرے یہ خاک کے پتلے سے مراد  
 یہاں انسان ہے۔ اس شعر میں قطرہ نا چیز خاک کے پتلے کی مثال اور دریا گویائی  
 کی تشبیہ ہے۔ مطلب۔ اے خدا تو انسان خاکی کو ناطق بنانا ہے گویا قطرے کو  
 دریا کے برابر کر دیتا ہے ایضاً انا کو دم میں گاستان تو کرے یہ مور کو  
 دم میں سلیمان تو کرے یہ نار آگ۔ مور چیونٹی۔ مصرعہ اول میں حضرت  
 ابراہیم کا قصہ ہے کہ جنحین مرو و بادشاہ نے آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ انار کے  
 پھول بن گئی۔ دوسرے مصرع میں حضرت سلیمان کا قصہ ہے۔ وادی النمل میں  
 چیونٹیوں کے بادشاہ کو حضرت تکف دست پر رکھ کر پوچھا کہ میں زبردست  
 بادشاہ ہوں یا تو۔ چیونٹی نے کہا کہ میں اس سبب سے کہ آپ کا تخت لکڑی  
 یا پتھر کا ہو گا اور میرا تخت بادشاہ اور بنی کا ہوتا ہے۔ سوائے اسکے چیونٹیوں کی  
 دعوت وغیرہ کی کیفیت تفسیر سورہ نمل و کتب سیر میں یہ تفصیل مذکور ہے۔  
 ایضاً اے خداوند کار ساز و کریم یہ خاک و صانع و قدیم و حکیم یہ کار ساز  
 اسم فاعل سماعی بگڑے کو بنانے والا۔ خداوند کار ساز موصوف صفت ملک  
 یعنی بادشاہ و مالک۔ صانع کار گیر۔ قدیم جو ہمیشہ سے ہو۔ حکیم عقل مند۔ اس  
 شعر میں یہ الفاظ باری تعالیٰ کے اسماء صفاتی ہیں اور سب سنادی ہیں  
 ایضاً چشمہ برپاکن سپہ بلند ہے آسمان ساز اور زمین پوئندہ خمیر برپاکن جو

تیمہ استاودہ کرتا ہوا ہے صطلاح میں فراش کہتے ہیں۔ سپہر آسمان یہاں شجیرہ آسمان کا  
استقامہ ہے۔ آسمان ساز اسم فاعل سماعی آسمان بنانے والا۔ زمین پر بند پوتن کا  
اسم فاعل سماعی یہ سب اسما خدا کے لقب ہیں اور سناوی ہیں۔ مطلب -  
آسمان کا بے چوہہ خیمہ کھڑا کرنے والا اور آسمان بنانے والا اور زمین کو آسمان پر  
جوڑنے والا تو ہی خدا ہے۔ اخیر تعریف اس خیال سے ہے کہ دیکھنے میں آسمان زمین سے  
ملا ہوا معلوم ہوتا ہے **۱۱** انقبض پر دوز کار گاہ جہان کا کتاب نسخہ  
زمین و زمان کا نقش پر دوز اسم فاعل سماعی یعنی نقاش و مصور۔ کار گاہ اور  
اسکا مختلف بند و ستان میں کر گاہ مشہور ہے جہاں کپڑے بنتے ہیں اور جہاں  
کار گیزٹیکر کام بنتے ہیں اسے کارخانہ بھی کہتے ہیں۔ کار گاہ جہاں استمارہ  
یعنی جہاں۔ زمان و وقت۔ نسخہ کتاب منقہ۔ کتاب لکھنے والا۔ جہاں کے کارخانے  
نے مصور اور کتاب زمان و زمین کے لکھنے والے سے مراد اس شہر میں خدا ہے  
اور یہ دونوں القاب بھی سناوی ہیں۔ مطلب - ای جہاں کی تصویر امارنے والے  
اور ای وقت و زمین کے پیدا کرنے والے تو نے کیا کیا کیا ہے جو آئینہ شہر میں ہے  
**۱۲** انقبض تو نے برپا کیے ہیں یہ افلاک بند خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک بند  
برپا کرنا قائم کرنا۔ خاک کو صورت پاک دینا انسان بنانے سے مراد ہے تو ضمیر اُن  
سناوی کے جو اشعار صدر میں مذکور ہیں۔ مطلب - ای خدا تو نے آسمان و  
انسان کو بنایا ہے **۱۳** تیری صناعتی کا ہر سب یہ اثر بہ نخل میں شاخ شاخ  
میں جو شہر بہ صناعتی میں یا سے تختانی مصدر ہی ہے۔ یعنی کاریگری۔ اثر کے  
معنی نشان اور نشان کے معنی پتا۔ مطلب - ای خدا تیری کاریگری کے سب  
نشان ہیں کہ درخت سے ڈالیاں اگائی ہیں اور ڈالیوں میں پھل پیدا کیے یعنی اعلا  
چیزوں سے بھی تو ادنیٰ چیز میں پیدا کرتا ہے **۱۴** انقبض تو نے چمکائی



تو سنہ انسان بین دی پر عثمانی مد گوہر کا عرب جو بہر چکی جمع جو اب ہر۔ عثمانی  
 اول صریح و زرد اور دو رنگ پیوں و خوشنما کو بھی کہتے ہیں۔ عثمانی بین یا سے  
 معصوم ہر۔ مطلب۔ یارب تو نے جو اہر کے جرم بین کیسی چمک دی جو اور انسان  
 میں کیا ہے جس میں پیدا کیا ہے **ایضاً** سبکو تجھے ملی وجود کی راہ ہے۔ تیری قدرت  
 تیری شمع گواہ ہے۔ وجود ہستی اور پیدائش۔ صنع کار گیری۔ مطلب۔ او خدا  
 تیرے حکم سے سب مخلوق کی ہستی ہوئی ظاہر ہے کہ جب کوئی چیز دکھائی دیتی ہے  
 تو دریافت ہوتا ہے کہ اسکا بنانے والا کوئی ضرور ہوگا اسی طرح او خدا زندگیاں  
 تیری کار گیری ان دیکھنے سے تیری قدرت ثابت ہو جاتی ہے **ایضاً** تو نہیں  
 دل غریبان ہے وہ ہر جہز قم سینہ ریشان ہے۔ مطلب۔ یارب تو عا جزون کا  
 غمخوار اور غم زد سیدون کا سر پرست ہے۔ انہیں بصحبت۔ انہیں دل غمخوار۔  
 غریب مسافر و ماخڑ۔ سینہ ریش اسم صفت جسے پلک رنج پہنچے۔ غریبان و سینہ  
 ریشان کے قافیون بین ایسا ہے جلی ہے (ایضاً) یہاں تھمائی معروف گھوڑے کی  
 ٹاپون سے کسیکوپا مان کرانا اور اصطلاح میں قافیے کے اخیر کلمات باہمی کو کبیر  
 لانا جیسے حاجت مند و دو مند یا فسو نگر و سنگریا برادران و خوششان۔ اگر قوافی میں  
 تکرار خوب ظاہر ہو جیسے (سند۔ گر۔ الف و نون و جمع) الفاظ مذکورہ بالا میں تکرار  
 ایسی تکرار قوافی کو ایسا ہے جلی کہو اور یہ اصلاً جائز نہیں اور اس سے بڑھ کر علم قافیہ  
 کوئی دوسرا سبب نہیں۔ اسی طرح اس شعر میں لفظ غریب و ریش بین راعت و  
 تون تہ ہونے سے ایسا ہے جلی ہے اور اگر قافیون میں سبب اسم مرفوع یا تہ  
 وغیرہ کے تکرار خوب ظاہر ہو یعنی حروف آخر قافیہ جزو لفظ ہوں جیسے بسم اللہ  
 و رسول اللہ یا چاہا و سرا یا کبرا و آہن ربا بین (اللہ۔ آب۔ ربام) سے تکرار  
 غیر ظاہر ہوئی اور تینوں الفاظ جزو لفظ ہیں اسے ایسا بھی کہو۔ ایسا بھی ایسا بھی

کے برابر قبیح تر نہیں لیکن راقم کے نزدیک سنگ زد و برادر شمال ہے۔ آئینہ اگر یہ عیب کسی شعر میں آئیگا تو مقام بتایا جائیگا مگر تعریف مگر نہوگی ایضاً اس مغفرت پر ہر تیری سبکو ناز بندہ اچھے سے کار ساز بندہ نواز بندہ مغفرت بخشنا۔ ناز یہاں گنہگار کے معنی پر ہے۔ مغفرت پر ناز ہونا تلخ ہو مگر لائق تعلقاً صبراً ترجمتاً اللہ کے یعنی اچھے بندوں کا اسید نہو تم خدا کی رحمت سے۔ بندہ نواز اسم فاعل سماعی بندہ کو بخشنے والا۔ مطلب۔ اچھے خدا سے کار ساز تیری رحمت پر سب بندوں کو گنہگار کہ ہم ضرور بخشے جائیگے ایضاً عرض مطلب میں ہوں بہت حیران بد شرم سے بندہ ہو رہی ہوں زبان بندہ مطلب۔ میں اپنا مطلب کیونکر بیان کروں یا رب ماسے شرم کے میری زبان تیرے آگے نہیں کھل سکتی کیونکہ میں نہایت گناہگار ہوں۔ جیسا کہ آئینہ شعاریں مذکور ہے۔

صفحہ ۵۔ روسیہ شمسار و پر تقصیر بہ روز و شب بندہ مصیبت میں ہے یہ روسیہ آتم صفت کا لائنہ رکھنے والا مراد می معنی گناہگار شمسار شرمندہ۔ مصیبت سخت ولی و گناہگار کی بند قید۔ بندہ مصیبت استعارہ۔ مطلب۔ یا رب میں گناہوں کے سبب شرمندہ اور پھر ذرات گناہوں میں چھنسا رہتا ہوں ایضاً مبتلا سے بلا سے حرص و ہوا ہے۔ پاس بند جفا و جرم و خطا ہے مبتلا بلا میں پڑا ہوا شخص۔ بلا آزمانا اور رنج پر ہونا یہاں معنی اخیر مقصود ہے۔ پابند اسم مفعول سماعی قیدی۔ جفا ستم کرنا اور کسی سے دوری لیکن یہاں یہ معنی دوم ہے۔ جرم یا ضم گناہ۔ حرص یا بے اول نما سبب آرزو مند ہونا۔ یہاں دنیا کی آرزو مندی سے مراد ہے۔ ہوا خواہش نفسانی۔ مطلب۔ یا خدا میں آرزو سے دنیا اور خواہش نفسانی کی بلا میں چھنسا ہوں اور تیری دوری اور گناہ میں گرفتار ہوں ایضاً ہر عیان تجھ پہ حال دل مولا ہے تیرے آگے جلا کون میں کیا ہے مولیٰ خداوند غلام بیان معنی اول اور خدا سے غرض ہے۔

مطلب - یا مولیٰ تجھے میں اپنا حال دل کیا عرض کروں تجھ پر خود ثابت ہو۔ **عقل**  
**کے لکھنے** جبکہ خدا کی صفت ہے یعنی سب چیزوں کی خبر رکھنے والا ایضاً  
 میں سزاوار نہ تو ہو نور ہے میں گنہگار تو خدا سے مغفور ہے سزاوار قابل - نور -  
 روشنی نامہ نور میں صفت اشتقاق و صفت تضاد ہے اور گنہگار و مغفور میں  
 فقط صفت تضاد - (اشتقاق) وہ صفت لفظی جہاں ایک حرف علت کی  
 تبدیلی یا کسی حرف کی کمی و زیادتی سے دوسرا لفظ دوسرے معنی پر نیا جیسے بیرو  
 ماریا قیامت و قامت - (تضاد) اسے بلاق بھی کہتے ہیں - یعنی دو اسم  
 یا دو فعل یا دو حرف ایسے لانا کہ آپس میں مخالفت ہوں جیسے آگ پانی یا اٹھنا  
 بیٹھنا اور پینچے وغیرہ - یہاں نور و نامہ و مغفور و گنہگار باہم مخالفت و تضاد  
 ہیں - مطلب - میں جنم میں جلاسنے قابل اور تو بالکل نور ہے پس پر نور کر کے  
 اور یا خدا میں گنہگار ہوں اور تو ایسا خدا کہ سب کچھ جانتا ہے پس میرے گناہ  
 بخش دے جو طرح اسکے بعد تیسرے شعر میں شاعر نے خبر دی ہے **ایضاً**  
 میرے ہر حال سے ہر جگہ خبر ہے تجھ پر روشن ہے میرا خیر و شر ہے خیر نیکی - شر بدی -  
 مطلب - اگر میں نیکی و کار ثواب کروں جب بھی تو یا خدا اُس حال سے  
 واقف ہو اور اگر بدی و گناہ کروں تو بھی تو اُس گناہ سے خبر دار ہو دونوں  
 حالتیں تجھ پر ظاہر ہیں **ایضاً** تو رہم اور گناہگار ہوں میں ہے مغفرت کا امیدوار  
 ہوں میں ہے مطلب - میں گنہگار تجھے زچم کے آگے اترا لگا کر آیا ہوں اور بخشش کا  
 امیدوار ہوں آگے کیا عرض کروں **ایضاً** برہمیں حرف این تجھ سے کلام ہے  
 تم شہد و اسلام والا کریم ہے تجھ سے مبارک آمین اضافت مقلوب ہے یعنی کلام مبارک  
 حرف اپنی سخن - و اسلام ہے جملہ کسی عبارت کے خاتمہ پر دعائیہ لکھا کرتے ہیں اور  
 کسی آداب اور کبھی زیادہ مدد ہے اور کبھی زیادہ اشتیاق وغیرہ اس محل پر

تھے۔ یہ بات محدود انشاء میں شامل ہے۔ مطلب۔ میں اسی بات پر یہ مناجات  
 انہم نے بھی تمام ہوئی کہ مغرب کا میں امیدوار ہوں زیادہ حد اوب ایضاً  
 میں طرح برکی بدی باقی نہیں ہے نیک کے ہی میں بدی آتی نہیں ہے۔ مطلب۔  
 یہ بات مشکل ہے کہ بڑا آدمی بھلائی کرے۔ اسے اس طرح یہ امر بھی دشوار ہے کہ نیک شخص  
 کسی سے بڑائی کرے۔ گو یا پہلا مصدر دوسرے مصدر کی تشبیہ ہے اور ہر سے  
 نیلی اور نیک سے بدی ہونے کی مثال آئندہ تین شمار میں موجود ہے ایضاً  
 یہ۔ میں ہرگز نہیں لگتے انارہ ناشپاتی سے پہلے کیونکہ چارہ نیک وہ وقت  
 تک ہے اہل ہند نیک کہتے ہیں ناشپاتی مشہور میوہ امر دوسے مشابہ ہوتا ہے جس پر  
 زرد رنگ۔ یہاں نیک و چارہ کو بد آدمی سے اور انارہ ناشپاتی کو نیک مرد  
 سے تشبیہ ہے۔ مطلب۔ مشکل ہے کہ نیک میں انارہ لگیں یعنی بڑا آدمی بھلائی کرے  
 اور محال ہے کہ درخت ناشپاتی سے چارہ کی شاخیں پھوٹیں یعنی نیک سے  
 بڑائی ہو سکے اگرچہ لفظ پھیلنے کے (اگے) ہوتا تو بہت نیک تھا  
 کیونکہ چارہ پھیلنے والا وقت نہیں ایضاً اسباب گورہ میں پھلین کس طرح  
 سے بد آدم کی گورہ میں لگیں کس طرح سے بد آدم کی جگہ صحیح لفظ آئب ہے۔  
 کذا فی القاموس اللغات۔ یہاں بھی اسباب اور آئب کو مرد نیک سے اور  
 گورہ کو لیکر گورہ بد سے تشبیہ ہے۔ اس شعر کے قافیوں میں ایطاسے علی ہے کیونکہ  
 این دونوں قوافی میں جمع غائب مضارع کی علامت ہے بیان شہر  
 ہے۔ اگلیو ایضاً بڑہاں کب انگور کے خوشے لگیں ہر بیرو پیل میں  
 بھلا کیونکہ پھلین ہے مطلب۔ نہ برگد میں انگور کے گئے لگیں اور نہ بد آدمی  
 نیکی کرے۔ پیپیل میں ہر پھلین اور نہ نیک بڑائی کے پاس جائے اسکے  
 قافیے بھی ایطانی ہیں ایضاً دیکھیں لگیں ہے بدی کا بد نیک

۱۰

نیکی کا جو پہل اور خیر بہ رنگین شاعر کا تخلص منادوی حرف ندامت قدر یعنی اور نگینہ  
 شکر پہل بیان معنی نتیجہ و بدلہ ہے۔ یہ شعر گو یا سب اشعار کا نتیجہ نکلا۔ مطلب -  
 اور نگینہ رو پر کی مثالوں میں غور کر کے دیکھ کہ بدی کا نتیجہ بُرا نکلتا ہے اور نیکی کا  
 بدلہ نیک پیدا ہوتا ہے **ایضاً** سچ تو جو انسان انجین کا نام ہے جبہ رحم کھانا  
 چکا و ایم کام ہے جبہ۔ مطلب - آدمی انجین کو کتنا زیبا ہے جو ہمیشہ لوگوں پر ترس  
 کھایا کریں ورنہ نصیحت بھی اور نڈارسانی جانور میں بھی موجود ہے پس جو غلام ہیں  
 وہ گو یا بہ ایم ہیں ہرگز انسان نہیں ہیں **ایضاً** جان پر اپنے ہی ڈکھ لیتے ہیں  
 وہ بد کب اذیت اور کو دیتے ہیں وہ بہ پیشہ شعرا قبل کا بیان ہے۔ اذیت  
 نغیتمہ اول و کسر ثانی و پایہ مشدذ انداز و رنج۔ مطلب - یعنی جو انسان جیم ہیں  
 وہ خود ڈکھتے ہیں اور دوسرے کو ہرگز تکلیف بھی نہیں دیتے **ایضاً**  
 اور اک انسان ہیں ہم روسیاء بہ و میدم کرتے ہیں جو جید گناہ بہ یہ شعر شمار  
 ناقبل کا نتیجہ ہے۔ مطلب - انسان ایسے ہوتے ہیں جیسا اور پر بیان ہو اور نہ  
 کہ جیسے ہم ہیں استغفر اللہ ایسے بھی کہیں آدمی ہوتے ہیں کہ ہر گھڑی گناہ پر  
 آمادہ **ایضاً** رحم آتا ہی نہیں اصلاً کبھی بہ اپنے خاطر مارتے ہیں لاکھ جی بہ  
 آتا کے بعد ہی احرف تخصیص ہے۔ اصلاً ہرگز آخرین اسکے امت عوفس توین ہے  
 اصل اسکی اصل ہے۔ اس شعر میں بھی شاعر اپنی حالت کا بیان برسبیل نصیحت کر رہا ہے  
 جی مارنا محاورہ قدیم خون کرنا اور دق کرنا اب اس مقام پر جان مارنا  
 بولتے ہیں۔ مطلب - ہم اپنی شکم پروری کے واسطے بہت جانوروں کو ہلاک کر کے  
 اور شکار کر کے کھاتے ہیں اسپر طرہ یہ کہ ذرا رحم نہیں آتا **ایضاً** رات دن  
 تن پروری کی فکر ہے بہ اور کاغذ کھائیں ہم کیا ذکر ہے بہ تن پروری اپنا پیٹ  
 پالنا تن پروری کی ہندی نہنگ ہے۔ کیا ذکر محاورہ یعنی کیا مجال۔ ہم کس نا

ترس کرنا۔ مطلب۔ ہم اور جانوروں پر کیونکر رحم کھائیں کیونکہ ہمیشہ یہی فکر لگی رہتی ہے کہ اپنا پیٹ پالیے دوسرے پر ترس کھانا کیسا پھر دوسرے کا جی کیونکر نہ ماریں پشمشہ ماہین شہرت قطعہ بند ہے۔

صفحہ ۶۔ ہمے روز و شب میں بین لاکھون کو دکھاؤ، چو نمبین پنا یا کسی نے جسے سکھ دیا، و کم مصیبت سکھ آرم۔ مطلب۔ ہم دن۔ رات لاکھون جاندار کو ایذا پہونچاتے ہیں آج تک ہمارے ماتحت کسی کو چین نصیب نہوا، افسوس آج **ایضاً** شرم کر افعال بد سے اور عزیز بہ کون سے دن آنگلی تھکوتیں نہ ہوں۔ افعال صحیح فعل یعنی کام۔ تیز وہ قوت دماغی جو مختلف چیزوں میں باہم فرق کرے اسے عاقل کہو۔ یہاں تک بڑے کاموں کا بیان تھا اب اس شعر سے نصیحت شروع ہوئی مطلب۔ جو بڑے بڑے کام اور بیان ہو سے افسے شرم کر اب کیا مہر جائیگا جب تھے عقل آنگلی۔ سمجھنے کا یہی وقت ہے۔ **ایضاً** ایک دن آخر کو مہر نا ہوئیگا، باغ دنیا سے گزرا ہوئیگا، باغ دنیا استعارہ ہے۔ یعنی دنیا۔ پہلے دوسرے مصرعہ کا خلاصہ ایک ہے۔ مطلب اسی ہفتے کے سات دنوں میں سے ایک نہ ایک دن تو ضرور مرے گا اور دنیا کو چھوڑ جائیگا۔ باغ دنیا چھوڑنے سے مطلب مر جانا **ایضاً** کرے نیکی جتنی تجربے ہو سکے یہ نیکیوں کا تخم بوگرہ کے ہنہ یہ شعر اپنے ماقبل کے شعر سے متعلق ہے۔ مطلب۔ باغ دنیا چھوڑنے سے پہلے یعنی مرگ سے پیشتر نیکیوں کا بیج بونے یعنی نیکی کرے کیونکہ شہر اس عالم میں جو دجاوہ اخوت میں پائیگا اللہ دنیا من رحمة الاخیر مشہور ہے یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے **ایضاً** وہ جو بین انسان میں ہوا کھا کام ہے۔ یاد رکھو رنگین پیکتہ و اسلام ہنہ نکتہ باریک بات۔ مطلب۔ چہین آدمیت ہے وہ قبل

از مرگ رحم کر چنانکہ آخرت میں اسکا نتیجہ ملے اور شیخ ابو القدر ورنیکی کہ چکا بس اتنی  
 بات سمجھنا کافی ہے باقی خیریت **ایضاً** ایک دن آخر کو سب اہل بیت جاملے  
 کچھ نہ نیک و بد سو ایجاٹینگے بہ نیک و بد سو انکے کب انسانی منسلک ہے یعنی  
 سو اسے نیک و بد۔ اس شعر میں قافیہ مکر رہا اور ہرگز نہ پانز نہیں۔ مطلب۔  
 اگر بد آدمی مر چکا تو اسکے ساتھ بد ہی جائیگی اور اگر نیک مر چکا تو نیکی ساتھ  
 ایسا ایسا ہر صورت و دونوں ایک نہ ایک دن مرینگے **ایضاً** مال و منصب  
 تین جاوینگے چھوڑ دے۔ رشتہ الفت کے تین جاوینگے تو بڑے منصب  
 عمدہ و مرتب۔ تین ہر وزن یقین علامت مفعول محسوس و یہ قدیم اب  
 بیان پر اکتوسے ہوتے ہیں۔ تین ہر وزن تین بجائے (۱) اول بھی غلط تھا  
 اور اچھ غلط و غلط ہے۔ مطلب۔ جب لوگ مرینگے تو کچھ ساتھ نہ ایجاٹینگے مال  
 اور منصب سبکی ہوستی بیٹھے جی کی ہے۔ رشتہ الفت استعارہ یعنی الفت  
**ایضاً** خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ بیک بیک۔ ایجاٹینگے مل  
 ملنے ساتھ بہ خویش اپنا بیگانہ پر آیا۔ ماتھ ملنا افسوس کرنا۔ مطلب۔  
 عزیز و غیر کوئی بعد مرگ پیرا شریک نہوگا تو مر جائیگا وہ ہاسے ہاسے کر کے بچاٹینگے  
 حدیث میں وارد ہے کہ جب انسان سچا لٹ نزع ہوتا ہے تو مال اور اولاد اور  
 اعمال کو خدا گویا کر کے اسکے آگے لاتا ہے پہلے وہ شخص مال سے کہتا ہے کہ میں نے  
 تیرے حج کرنے میں بڑی محنت کی اب مجھے اسوقت کیا سلوک کرنا ہے مال  
 کہتا ہے کہ سو اسے دو گز کفن کے اور مجھے اب کچھ ملن نہیں۔ پھر اولاد سے  
 رجوع ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ قبر تک پہنچانے کے سو اور میرے کچھ ایسا  
 نہ رکھے۔ پھر اعمال سے متوجہ ہوتا ہے کہ تیری تحصیل میں میری طرف سے  
 بڑی غنات ہوئی افسوس اب میں تجھے کیا چند غنات رکھوں اعمال

چھاتی ٹھونکتے ہیں کہ ہم ہر حال میں قیامت تک پیرے شریک رہینگے۔ المفروض  
 یہ اشعار اسی مضمون سے پیرے ہیں ایضاً چشمِ عبرت سے ذرا دیکھو  
 یہاں ہذا حضرت آدم سے لے کر ان زمانہ میں عبرت باکہ اول غفلت سے  
 آگاہ ہونے کی حالت۔ تاہن زمان اس وقت تک چشمِ عبرت استعارہ یعنی  
 عبرت۔ یہ شعر اپنے اشعار ما بعد سے قطعاً بند ہے۔ مطلب۔ دنیا میں از رو سے  
 خوف و ہوشیاری غور کرو کہ جیسے انسان کی خلقت ہوئی اتنا کیا کیا  
 ہو اکون کون بادشاہ پڑے گئے آخر بزمین کے پیوند ہو گئے ایضاً  
 کیا ہوے وہ بادشاہ نامور ہے کیا ہوے وہ اہل جاہ و اہل زہد یہ شعر اشعار  
 ما قبل کی خبر ہے۔ مطلب۔ بنظرِ عبرت خیال کرو کہ جن بادشاہوں کو ناموری  
 حاصل تھی اور جو لوگ صاحبِ مرتبہ اور دولت مند تھے اگر تمہیں زمین نہیں کھا گئی  
 تو آخر کیا ہو گئے ایضاً کیا ہو ا اسکندر صاحبِ جفران ہے کیا ہو ہمیشہ دار ہے  
 جہان ہے صاحبِ جفران وہ بادشاہ جس کے سال تولد میں زحل و مشتری باہر ہو مشتری کا  
 قرآن ہو اور سیبا بادشاہ بڑا ملک گیر اور اسکے خاندان میں مہلکت ویر تک  
 رہتی ہو۔ قرآن کبیر قاف بے الف مدوہ اطلاق نجوم میں سوائے آفتاب کے  
 دوسے یاروں کا ایک ہی ساعت میں ایک برج کے اندر اکٹھا ہو جانا۔ دار  
 و اشتن کا اسم قائل سماعی جسکی ہندی رکھوالا اور عربی محافظ اور فارسی پاسبان  
 ہی جو دار ہے جہان سے مراد یہاں بادشاہ۔ لفظ دار ایہاں بسبب لفظ اسکندر  
 کے ایہاں ہر شہر، صنفہ، دیکھو۔ مطلب۔ اسکندر اور مجتہد سے بادشاہ  
 ہی موت سے بڑے مقامِ عبرت ہے ایضاً کیا ہو ا قارون و کسری کہتا ہے  
 کیا ہو انور و اور شداد و عا و ہے قارون ایک نخیل کا نام جس کے حق میں حضرت  
 موسیٰ نے یازدہ لکھ لکھتا تھا یعنی اوز میں اسے گل جا اور زمین نے اسے



اپنی تہ میں کھینچ لیا باقی فرہنگ دیکھو۔ کسریٰ خسر و کامعوب اور نوشیروان کا لقب ہے۔  
اس صورت میں یا تو کسریٰ کا کاف مضموم چاہیے یا خسر و کی خاک مجھ کسو ر  
القرض یہ بڑا عادل بادشاہ تھا اُسے ایک باغ بنوایا تھا جس میں انصاف  
کیا کرتا تھا اسکا نام باغ داد تھا جسکو اب بغداد بولتے ہیں اور وہ ایک شہر ہے۔  
کہ لفتح اول یعنی بلند قدر بدین و چشاید کیوں ان سے ماخوذ ہے کہ وہ سب سے  
بلند سیارہ ہے و نیز بمعنی شہنشاہ و بمعنی داغ سرین جا لور شاید کیا نیون کے  
زمانے سے گھوڑوں کے پٹھے داغے کا رسم جاری ہوا جیسے اب بھی تو پتھانے  
و غیرہ میں یہ رسم جاری ہے اس لقب سے پانچ بادشاہ ملقب ہوئے کیا کوشس و  
کبخر و کبشباد و کولہراپ و کیومرث باقی فرہنگ دیکھو۔ مطلب۔ نہ کوئی  
سجیل رہا نہ کوئی عادل جنکو خدائی کا دعویٰ تھا وہ بھی ادنیٰ ادنیٰ کے ہاتھوں  
پامال ہو گئے اور چٹکی سجاتے انکی گردن پر آئی پھر زندگی کا بھروسہ ناسحق ہے۔  
ایضاً ۳۱ کیا ہوا رسم ہو کیا پیر زال نہ کیا ہوا وہ کہ و فروہ جاہ و مال نہ  
پیر زال سے مراد یہاں زن پیر نہیں بلکہ ترکیب تو صیغی مغلوب جو یعنی وہ نزال پیر  
رسم جو پیر تھا۔ کہ عربی حکم کرنا۔ فر فارسی شان و شوکت۔ کہ و فر کی ہتھیاری  
و حوم و حام اور بیٹھ بھاڑ۔ مطلب۔ نہ رسم کی دھاک رہی نہ نزال کی شان و شوکت  
ساری انکی و حوم و حام اور ملک و مال نیست و نابود ہو گیا ایضاً ۳۲  
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار نہ کیا ہوا وہ ملک و مال بیشمار نہ نامدار نامی  
یعنی شہور آدمی۔ سلیمان نامدار بدل تبدیل منہ اسلیے اضافت ندارد جس  
اسم پر سلیمان صادق ہو اسی اسم پر نامدار کا ہونا بھی صادق ہے۔ سلیمان کے  
ملک کی وسعت مشہور ہے کیونکہ انسان و جنات و دیگر حیوان وغیرہ اُسکے  
مطیع تھے۔ مطلب۔ نہ حضرت سلیمان رہے نہ انکا مال و ملک سب تلف ہو گئے اور گئے

ایضاً کیا ہوے یوسف عزیز و دو جہان بہ کیا ہوئے یعقوب پیر نائوان بہ عزیز  
غزت دار اور بادشاہ مصر کا لقب یہاں یعنی اول یوسف و عزیز ہیں ایسا م ہے۔  
شعر صفحہ ۱۔ دیکھو۔ یعقوب پدر یوسف غم سپرین نہایت نائوان تھے۔ یوسف و  
عزیز و دو جہان بدل مبدل۔ دو جہان دنیا و دین۔ مطلب۔ جو یوسف کہ دین و دنیا  
میں پیغمبر و بادشاہ غزت دار تھے اور جو یعقوب کہ نہایت نائوان و دار تھے  
اقسوس کہ انکی جان بھی چل بسی ایضاً چھوڑنا دنیا کا ہر اک دن ضرور ہے۔  
چارون کو رنج ہوا ہو سو رو بہ چارون سے مراد مدت کم۔ سرور خوشی۔ مطلب۔  
دیکھو ایسے لوگ نہ رہے جکا ذکر اوپر کیا گیا پس ہم تم کینک رہینگے چت روز  
کے واسطے جا ہے تکلیف بگت لین چاہے چین آڑا لین مرنا ایک دن ضرور ہے۔  
ایضاً رنج دنیا کا تحمل کیجیے بہ عیش باقی کا عرض میں لیجیے بہ تحمل برداشت  
عیش ہمیشہ کی خوشی۔ باقی سے عرض یہاں آخرت اور بہشت ہے۔ مطلب۔  
دنیا میں رہ کر عیش و نشاط اور وہیات امور کو ترک کر کے تکلیف کی برداشت کر لو۔  
اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ پر بہشت میں رہ کر ہمیشہ ہمیشہ کو عیش کیا کرنا۔ ایضاً  
جیکہ مرنا ہو سلم دوستو بہ ہو برابر تخت ہو یا خاک ہو بہ سلم امر طشہ  
اور مافی ہوئی بات اُس سے مراد یقین ہے۔ تخت سے مراد بادشاہی اور  
غزت خاک سے عرض فقیری و ذلت۔ مطلب۔ احوہ دوستو جیکہ یہ بات  
طی ہو گئی کہ امیر و عزیز سبکو موت ضرور آئیگی پیر کیا ہو یا شاہی ہو خواہ فقیری  
ہو دونوں برابر ہیں غرت ہو جا ہے ذلت و دونوں یکساں ہیں چند روز دنیا میں  
راحت ہوئی تو کیا اور تکلیف ہوئی تو کیا۔ یہ شعر سعدی کے شعر کا بالکل ترجمہ ہے  
سہ چو آہنگ رفتن کند جان پاک بہ چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک بہ  
جب کسی دوسرے شاعر کا مضمون ہے اسکا نام یہاں کے ہونے کوئی اپنے

شعریں باندرجے تو اُسے (سرقہ) کہتے ہیں۔ لیکن مثل سیکا جا رہا نہیں رہتا۔  
بلا تردید جائز ہے۔

صفحہ ۷۔ بتنے قول و فعل بہن اور خوش خصال بہ حشرین ہر ایک کا ہو گا سوال +  
قول باہن۔ فعل کام یہ خصال خصلت کی جمع جسکے معنی عادت ہو۔ خوش خصال  
صفت مرکب نیک عادتین رکھنے والا۔ حشر دو بار و پیدا ہونا یہ مان قیامت سے  
مراد ہے۔ مطلب۔ اسی مرد نیک جو تو کتنا چو یا کتنا چو قیامت کے دن اُن کا حساب  
ہو گا اور ہر ایک امر کی جو اب وہی بچھڑ پڑگی کہ فلان بات تو نے کیوں کہی یا فلان  
کام تو نے کیوں کیا یہ شعر اپنے ما بعد شمس سے قطعاً بند ہے اور ایضاً ہو سکے جتنی کرو تم  
بندگی بہ تانا ہو سے حشرین شرمندگی بہ مطلب۔ جب یہ بات قرار پائی کہ حشر ہے  
ہر نیک و بد کی پریشانی ہوگی تو ضرور ہے کہ جس قدر شے ہو سکے خدا کی عبادت ہی کرو  
اگر عبادت نہ کرو گے اور گناہ کے جاؤ گے تو پریشانی کے وقت بروز قیامت کچھ  
جو اب نہ اٹھا اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔ عبادت بندگی کے معنی ہیں ایضاً زندگی  
مقصود بہ بندگی است بہ زندگی بے بندگی شرمندگیست بہ۔ ترجمہ۔ زندگی کا مطلب  
یہ ہے کہ بندگی کرو اور اگر کوئی بندگی نہ کرے تو وہ زندہ نہیں بلکہ شرمندہ ہے۔  
مطلب۔ زندگی سے خاص مقصد خدا کا یہ ہے کہ آدمی میری عبادت میں سرگرم  
رہیں یہ تبلیغ و طرف ملاحظت الجن والانس الا کی عبادة و ان کے معنی جن و انسان کو بندہ  
اگر پیدا کیا ہے تو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ یہ خدا کا کلام ہے  
طبیح کی تحقیق بیان شعر ۱۱ صفحہ ۲۔ میں ہے ایضاً گسکندر آیا جہان ناپت جو  
مطلب کہ وہ خدا کے کان میں پہنچی وہاں تربت سے ہے کہ اب نہ کہتے کام وہ ہے  
پہنچا ہے یہاں کی ہوگی مساحت جریب قامت سے ہے لب گوہر وہاں قبر کا  
کنارہ۔ وہاں تربت یا نمبر یا گوہر و قبر کا گوہر یا نمبر یا نمبر یا نمبر یا نمبر

شہر میں حوض اور قصبات میں درو کھد بوتے ہیں جسے آفریہ کا حوض یا در - گام  
 قدم - رسن رتھی - آسکے گام درسن سے زمین ناپتے تھے - مساحت یکسہ اول زمین  
 ناپنا - جریب کے معنی پیمائش کی زنجیر اسی میں ہیں گتھے اور ہر گتھ ۳۰ گز کے برابر  
 ہوتا ہے - قامت قد یعنی ڈیل - قد انسان کو بسبب درازی کے جریب پیمائش سے  
 تشبیہ ہے - یہ قطعہ کوئی اصلی واقعہ نہیں کوئی صحیح تاریخ نہیں مشاعرہ فقط اردو کے  
 عبرت کننا ہے - مطلب - جب سکندر زمین ناپتا ہے اس کا معنی سیاحت کرنا ہے اور  
 قبر کے کنارے تک پہنچنا تو دین گور سے آواز آتی کہ اے سکندر میں گام درسن سے  
 پیمائش موقوف اس زمین کی پیمائش تھا سے قد کی جریب سے جوگی یعنی قبر میں  
 انکو ایک دن لینا پڑے گا یعنی مرنا ہو گا ایضاً اسکا ہو کون جسکی مدد پر خدا  
 نمودہ ڈوبے وہ تا وجہ کا خدا نما خدا نمودہ ما خدا ہے ترکیب قلب خدا سے ناہ  
 جسے ملاح کہتے ہیں - ناہ میں توافق لسانین ہے (توافق لسانین) وہ لفظ جو دو  
 زبانوں میں ایک ہی معنی پر استعمال ہو جسے لفظ مادر انگریزی و فارسی میں مانگ  
 معنی پر استعمال ہے - خدا یعنی مالک - مطلب - خدا جسکا مددگار نہیں اسکا کوئی  
 ساتھی نہیں جس نا کو خدا پارہ لگائے وہ کبھی سلامت نہ رہے - پہلا مصرع  
 دوسرے مصرع کی تشبیہ ہے ایضاً اوج و حقیقت لازم و ملزوم ہے یہاں  
 کوئی بھلا بڑھا جو کہ آخر گمنا نمودہ اوج بلند ہے - حقیقت پستی - لازم نسبت  
 رکھنے والا اور پسندہ ملزوم منسوب و پسیدہ لازم و ملزوم اصطلاحاً وہ  
 دو امر کہ ایک کے بغیر دوسرا ممکن نہ ہو سکے جسے بغیرات ہوتے ہیں نہیں ہوتا  
 اور بغیر دن ہوئے رات نہیں آتی مطلب - دو چیزیں جہاں کوئی ٹیلا یا پھاڑ  
 ہوتا ہے تو اسکے دامن کی زمین اس سے بچی ہوتی ہے اور سب طرح جب کوئی  
 امیر ہو جائے اور ترقی پائے تو ایک نہ ایک دن وہ گمٹ بھی جاتا ہے

اور تزلزل پاتا ہوا ایضاً اس بوریائشیں کا ولاین مرید ہوں بہ جسکے ریاض  
 زہدین بوسے ریاضوں بہ بوریائشیں پشانی پر پٹھنے والا مرادی معنی درویش و  
 عابد۔ مرید ارادہ یعنی خواہش رکھنے والا اسکی ہندی چیلہ ہے۔ ریاض جمع روضہ  
 بمعنی باغ اور بمعنی فرمانبرداری و نفس کشی یہاں معنی دوم سے غرض ہے۔ زہد  
 دنیا کے مزون کی خواہش نہ کرنی۔ ریاض کر۔ لفظ ریاض میں یہ سب لفظ بوسے  
 ایہام ہے۔ بوریاء بوسے ریاضین معنی مطرف ہو بیان تخنیں شعہ ۳ صفحہ ۵۰ کو  
 دیکھو۔ مطلب۔ میں اجدول اس درویش و عابد کا معتقد ہوں جسکی محنت  
 و عبادت کراہت نہ ہو ایضاً اس پیشہ جفا سے فلک روسیہا ہے جو  
 کر خوف پاس جو رو جفا کے کھڑا نہ ہو روسیہا بد بخت۔ جو رو جفا تم کرنا۔  
 حکیم بطلیموس نے یہ شعر لیا ہے کہ آسمان کو گردش ہے اور اس گردش سے انسان  
 برائی بھلائی نصیب ہے بلکہ اکثر بدی کا فاعل آسمان کو کہتے ہیں۔ چونکہ آسمان  
 نیلگون ہے اسلئے شاعر اسے روسیہا بتاتا ہے اور یہ روسیہا ہی اسکی جفا کا  
 بدلہ ہے جو آئے لوگوں کے ساتھ کی ہے۔ مطلب۔ جب تم دیکھتے ہو کہ آسمان کو  
 ظلم کے عوض روسیہا ہی نصیب ہوئی تو خوف کرو اور ظلم سے ڈرو ورنہ تم بھی  
 روسیہا ہو جاؤ گے ایضاً گزرے ہو ہفت جوشن افلاک سے یہ صاف ہے  
 تیرو عا ہی بازگاہ جانا ہو۔ جوشن ہفت اول کے اصل جوشن ہے جو جوش یعنی حلقہ  
 اور شن علامت طرف جیسے گلشن یہ لڑائی کا لباس ہے جو لہجے کی کڑیاں اور  
 لہجے کے ٹکڑے جوڑ کر بناتے ہیں تاکہ ضرب اسلحہ سے حفاظت رہے۔ جوشن  
 افلاک استعارہ یعنی ساتون آسمان۔ مطلب۔ سات آسمان جو تے اوپر مثل  
 سات جوشنون کے ہیں انکو بھی دعا کا تیر توڑ کر یا نکلتا ہے۔ ہماری دعا دویار  
 کیا تیر سے ظلم کی نگاہ ہے جین پکر اثر نہ ہو ایضاً محراب ہے پھر جو خاہدہ جان

جبتک کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہوہ نہ سپہ رسات آسمان اور ایک عرش اور  
ایک کرسی ملا کر نو آسمان ہین۔ آبدیدہ صفت مرکب جسکے آنگہ میں آنسو بھرے ہوں  
مراؤ ٹنگین سے ہی۔ دل جلا صفت مرکب جسکا دل بریان ہو غرض مصیبت زدہ  
مطلب۔ آسمان کی شکل خمیدگی کے سبب سے محراب کی سی ہی جبتک کوئی  
مظلوم نہیں روتا جب ہی تاک قاہم ہو ورنہ دل جلیوں کے روتے ہی ان نو  
محرابوں یعنی نو آسمانوں کا پتہ نہ لگے گا۔ ظاہر ہے کہ جب طوفان آتا ہے سب محراب  
دور ڈوب جاتے ہین ایضاً السائل بین بہا یلگا یہ میل آسمان تاک بد سیل  
سرسشک ہے یہ ہو کی گھٹنا نہوہ پل نفتح اول ایک گھٹنے کا سا ٹھو ان جزوا اور  
اسکی عربی دقیقہ اور اگر تیزی منت ہے۔ پل منہم معلوم وہ عمارت جسکے اندر  
پانی ہے۔ پل و پل ہین تجنیس سے فہ (تجنیس) دو لفظوں کا تلفظ و کتابت  
میں باہم مشابہ ہونا اور معنی میں باہم مختلف ہونا اسکی قسمین بہت ہین جیسے  
(تجنیس تام) یا تجنیس مائل وہ دو الفاظ جو اسمیت و فعلیت و حریت اور عدد  
حروف اور بیات حریت اور ترتیب اعراب میں باہم موافق ہوں اور معنی میں  
مطابقت جیسے ع چنگ مارو تو چنگ بچتا ہے یہ لفظ چنگ سب باتوں میں یہاں  
موافق ہے یعنی دونوں اسم بھی ہین اور دونوں میں تین تین حرف بھی اور  
دونوں کے حروف کی شکل بھی یکساں ہے اور اعراب میں بھی فرق نہیں مگر  
معنی الگ ہین کہ ایک چنگل اور ایک باجے کا نام ہے (تجنیس مستوفی) وہ  
دو الفاظ ہن شکل جنکی اسمیت و فعلیت و حریت میں باہم فرق ہو جیسے ع  
مارگیو نے چکو مار لیا ہے پہلا مار اسم اور دوسرا مار فعل ہے۔ اس تجنیس کے  
اقسام بہت ہین یہاں انکے بیان کی ضرورت نہیں (تجنیس جناس) تجنیس ظنی  
وہ دو الفاظ ہن شکل جنہیں سبب تبدیل نقاط یا اختلاف مرکز کے باہم فرق ہو

ع ذر کو مارنے سے درو اٹھا بند یا جیسے ع کا وہ چھیل گیا گاہ گھسپارا۔ رنجینس  
سُطرت یا جینس نامخص (وہ دو الفاظ ہم شکل جنہیں سبب کی وزیادتی کسی حرف کے  
یا ہم فرق ہوے بگفتا قیمتش گفتم نکا ہے بند بگفتا کمتر گفتم کہ گاہ ہے بند گاہ  
وگاہ میں ایک حرف کی کمی وزیادتی سے تفاوت ہو اور شاعر نے لفظ کمتر ک  
کہ کر اُسکی خبر بھی دی ہو رنجینس محسرت) وہ دو الفاظ ہم شکل جنہیں سبب اختلاف  
اعراب کے باہم تفاوت ہو جیسے ع چونک میں چونک گیا سو در بند پل و پل میں  
بھی یہی جینس ہو جیسا اور بیان ہو اور سیل کی ہندی مہیا ہو سرشک کی  
اصل سرشک یعنی قطرہ اشک بجز ف ا ب سرشک با سہر ا باقی رہا اُسکی  
ہندی آنسو ہو۔ مطلب۔ مصیبت زدوں کے آنسوؤں کو کوئی اور جوانی دیکھے  
یہ ایسا طوفان ہو کہ آسمان سا بلند پل بھی دم بھر میں اس سے بھجے۔  
آسمان کو سبب خمیدگی یہاں پل سے تشبیہ ہو ایضاً <sup>۱۲</sup> کو سین ہیں اب  
اُسے کہ جو باطن کا ہو بُرا بند دیتے اُسے دعا ہیں کہ چین و غمان ہو کہ سین ہیں  
بجائے کوسے ہیں قدیم محاورہ۔ باطن سے مراد اول۔ دعا مکر و دھوکا دینا۔  
دعا و دعا میں جینس جناس محرف ہو۔ واضح رہے کہ جب کئی جینسین اکٹھا ہو جائیں  
تو انکو بطریق مضاف و مضاف الیہ کہو۔ مطلب۔ جو شخص بد طبیعت ہو تا ہوا ہے  
لوگ بُرا کہتے ہیں اور جو دعا باز نہیں ہوتا اُسے دعائین دیتے ہیں اسو اٹل  
پرائی نہ کرنی چاہیے جیسا آئندہ شعر میں مذکور ہو۔ شعر اپنے ماب سے  
قطعہ بند ہو ایضاً <sup>۱۳</sup> راحت فرہ نہیں ہو بُرائی میں تو یہاں بند سبک بھلا ہو  
اور کسی کا بُرا نہ ہو بہد راحت شاعر کا تخلص اور نمدی ہو یعنی اسو راحت۔ پہلے  
مصرع کا لفظ تو یہاں اور دوسرے مصرع میں ملا کہ پڑھو تو معنی شعر حاصل ہو گئے  
اس مقام پر (تو ضمیر نمدی ہی ہو اور معروف پڑھنا چاہیے حرف جزایا استغنا

نہیں کہ کوئی بالفتح پڑے اس مصرع میں عیب تضحین ہو (تضحین پہلے مصرع کا  
 آخر جزو دوسرے مصرع میں لگا کر پڑھنا یا مصرع دوم کا جزو اول پہلے مصرع  
 میں گرہ کرنا جیسے سن و این رتبہ از کجا۔ لیکن یہ مور پروردہ سلیمان سینہ بہ  
 یا جیسے رے رے و نیاسے دون میں کار ثواب بہ کہ۔ کہ تا آخرت میں ہونہ عذاب  
 تضحین بعض متاخرین کے نزدیک داخل عیب ہو۔ مطلب۔ اگر راحت جب تو  
 دیکھتا ہو کہ بد آدمی کو لوگ کوستے ہیں اس واسطے کسی سے بُرائی کرنے میں کچھ  
 مزہ نہیں یہاں یعنی دنیا میں تو سبکا بھلا بنا رہ اور کسی سے بُرائی نہ کر۔  
 ایضاً کیا برسے جو رحمت الہی بہ باران جیسے کہ آسمان سے بہرے جو  
 سینہ واحد غائب حال محاورہ قدیم اب یہاں پر برستی ہی ہوتے ہیں۔ باران  
 برستے والا پانی۔ مطلب۔ خدا کی رحمت آسمان سے کیا خوب برستی ہی جیسے ہنہ  
 برسے ایضاً سن رحمت مثل پر تو نور بہ اترے جو زمین پہ لامکان سے بہ  
 یہ توفیق اول و سوم یعنی روشنی و عکس ہو اور معنی سایہ خطا ہو۔ لامکان جہاں  
 کچھ مکان اور جگہ بھی نہ ہو اور وہ مقام جو عرش کے اس پار تصور کیا جاتا ہو وہاں  
 سوائے ذات خدا کے اور کچھ بھی نہیں۔ یہاں پہلے مصرع کے لفظ رحمت  
 میں عوم بیکار اضافت لگا دیتے ہیں تاکہ وزن درست ہو جائے اور یہ خطا ہو  
 کیونکہ اس مصرع میں زحاف خرم ہو اور اسکا وزن یہ ہو۔ مفعولن فاعلن  
 مفاعیل۔ اس مصرع میں سناوی مقدر ہو۔ مطلب۔ اگر راحت میری  
 بات سن کہ خدا کی رحمت لامکان سے زمین پر اترتی ہی جیسے آفتاب  
 وناہتاب کے نور کا عکس زمین پر پڑتا ہو۔ اترے ہی محاورہ قدیم اب  
 اترتی ہی کہو۔

صفحہ ۸۔ نازل ہوتی ہو رحمت حق بہ جہاں کہ زمین آسمان سے نازل اترنے والی چیز



مطلب۔ خدا کی مہربانی و فیض و نیابتین اس طرح لامکان سے اترتا ہے جیسے اوس  
آسمان سے چھنتی ہے۔ شبنم پر ترکیب قلب رات کی تری و فنی جسے اُردو میں اوس  
کہتے ہیں ایضاً انیکون کے خمیر میں جو رحمت ہے جیون زہ کہ جدا نہیں  
کمان سے بندہ خمیر کو نہ بھی اور پھولی ہوئی تر چیز ہیمان مراد انسان کی آب و گل سے  
ہو جو روز ازل بنا رہی تھی زہ جانورون کی رنگین رشیم کے ساتھ بٹ کر شل  
رسن کمان پر چڑھاتے اور سو فار یعنی تیر کی دم کا شگلان اس پر رکھا گیا ہے پھر تیر  
لگاتے ہیں ایسکوفارسی میں چلہ اور ہندی میں پیرچ بولتے ہیں۔ مطلب۔  
جس طرح کمان اور چلے کا ساتھ ہے اس طرح ازل سے رحمت نیک لوگون کی  
آب و گل میں بسی ہوئی ہے جو یعنی مردان نیک ہمیشہ سے رحمت کرتے آئے ہیں  
یہ شہر اپنے مابعد سے قطع بند ہے۔ جیون بجائے جس طرح قدیم محاورہ ہے۔  
ایضاً جس سے جو مہور اسکا خوش ہے وہ خوشتر ہو وے جو ہوشمان  
سے بند خوشتر اسم صفت درجہ دوم یعنی بہت اچھا۔ شہ شاہ کا مخف، اور  
شہمان اسکی جج۔ مطلب۔ جو کوئی رحمت کرے خوب ہو لیکن بادشاہوں سے  
اگر رحمت ہو پڑے تو سبحان اللہ بہت خوب کیونکہ وقت عدل گناہگاروں کے  
آگھا اکثر سنا رہتا ہے۔ وے لیکن کا مخف، اور و او اسمین زاید ہے فارسیوں کا  
لیکن میں بھی و او زائد لگایا ہے مدعی ہے و لیکن خداوند بالا و پست ہے  
بعضی ان در زنی بر کس نہایت ہے ایضاً جیسے رکشا ہے چشم رحمت +  
تو خالق ارض و آسمان سے ہے چشم ہیمان یعنی امید ہے۔ خالق امید ا  
ارنے والا۔ خالق ارض و آسمان خدا سے غرض ہے۔ ارض زمین یہ شہر  
اپنے مابعد سے قطع بند ہے۔ مطلب۔ جس طرح رحمت کی امید تو خدا سے  
رکھا ہے اس طرح نو کیا کر جو آئندہ شعر میں ہے ایضاً ہرگز دست رکھو دینے کو ہے۔

تو بھی پیر و ناتوان سے بہ دریں کبیر تین لغوی معنی اسکے افسوس اور مصطلح بین  
بجائے نامل و نجل کے مشتمل ہو اُردو میں اس محل پر اکثر لفظ عزیز بولتے ہیں اور  
کبھی پیارا۔ پیر و ناتوان سے مراد غریب غریبا۔ مطلب۔ جس طرح خدا تجھے اپنی  
رحمت میں دریں نہیں کرتا اس طرح تو بھی غریبوں پر ترس کھانے میں نامل  
نکر ایضاً رحمن و رحیم جو صفت یہ بدعت کی۔ سن رکھ مری زبان سے +  
رحمن و رحیم بڑا بخشنے والا یہ خدا کے اسماء صفاتی ہیں اس اسم ذات و  
اسم صفات خدا کے نام دو قسم کے ہیں ایک اسم ذات وہ کہ بلا وجہ  
و صفت بطریق معرفت خدا کا نام ہے جیسے اللہ دوسرے اسم صفات وہ کہ کسی  
صفت کے باعث خدا کا نام مقرر ہو جیسے ذات بسبب پرورش بندگان اسم خدا  
شہرا اسماء صفاتی دو اسموں سے بھی مرکب ہوتے ہیں جیسے غفور الرحیم اور  
بطریق اصناف بھی جیسے خالق الاصباح یعنی صبح کا سپیدہ پیدا کرنے والا۔  
دوسرے مصرع کا لفظ حق کی پہلے مصرع میں ملے تو معنی حاصل ہوں یہ  
نصیبین ہو بیان صدر صفحہ ہذا کو دیکھو یہ شعرا نے ما بعد سے قطعہ بند ہے۔ مطلب۔  
مجھے سن کہ رحمن و رحیم خدا کی صفتیں ہیں پس جو اسکو برتیکا وہ ایسا بنجائیگا  
جیسا شعر آئندہ میں ہے ایضاً ہیں جو یہ وصف جس کسی میں ہے بڑھکر جو تمام  
اش و جان سے ہے بڑھکر بجائے بہتر محاورے میں مشتمل ہے۔ اس کبیر اول  
انسان۔ جان جنات۔ مطلب تمہیں اوپر معلوم ہو کہ خدا کی صفت رحمت  
بھی ہے پس اگر کوئی آدمی بھی رحمت کرے تو گویا ایمان خدا کی صفت پیدا ہوئی  
اور جب خدا کی صفت ایمان آئی تو وہ بلاشک سب سے بہتر ہوگا۔  
ایضاً انسان ہی نہیں ہے جو نہ ڈھانگے ہے تعویذ کی آنکھ عاصیان سے ہے  
تعویذ ہزار دینا۔ آنکھ ڈھانگنا گستاخ باہر اب آنکھ جڑنا بولتے ہیں اسکی فارسی

چشم پوشی ہو۔ عاصی سنگدل و گناہگار۔ یہ شعرا اپنے مابعد سے متعلق ہر مطلب۔  
 جو شخص گناہگار و ن کی سزا وہی سے چشم پوشی نہ کرے وہ ہرگز انسان نہیں  
 بلکہ جانور موذی ہو کیونکہ گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے جیسا آئندہ شعر میں ہو۔  
**ایضاً** ہو کہ ان ایسا جو صاف نکلے بہ وقت انصاف امتحان سے یہ مطلب  
 اگر تو تفریر میں چشم پوشی نہ کرے گا تو بڑی مشکل ہے کیونکہ ایسا کوئی آدمی دنیا میں  
 کم ہے کہ اگر امتحان بھی اُسکے حق میں انصاف کرے تو وہ امتحان میں پورا اترے  
 اور گناہگار نہ ٹھہرے پس چشم پوشی ضرور ہے **ایضاً** رحمت بامید رحمت تو  
 رحمت ہوتا ہے اس جہان سے بہ جہان سے رحمت ہونا مرنا۔ رحمت شاعر کا  
 تخلص مطلب۔ رحمت خدا کی رحمت کی امید پر اب بے کشکے مرنے کیونکہ اوپر  
 بیان ہو چکا کہ خدا رحمن و رحیم ہو۔ اور خدا خود بھی فرماتا ہے **لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَتِي**  
**وَاللّٰهُ اَسْكٰنُ تَرْجُمَةٍ** بیان صفحہ ۴۴ میں ہے **ایضاً** ایک نے پوچھا کہ سے بر ملا  
 دوست جانی کر بہن میرے سچ بتا بہ ایک کے بعد لفظ شخص مقدر ہے۔ بر ملا  
 مرکب۔ ملا بہرنا خلا اسکی ضد ہے مراد مختل عام سے ہے بر ملا اصطلاحاً ہر کو  
 کہتے ہیں اُردو میں اس محل پر کھلا کھلی اور عوام کھلم کھلی بولتے ہیں جانی میں  
 یا سے نسبتی ہے اسکی ہندی پیارا۔ دوست بہتدا اور جانی اسکی خبر اور بہن  
 حرف ربط ہے اسلئے دوست میں اضافت کی ضرورت نہیں۔ کہ بافتح صفت  
 بعد وہ مطلب۔ ایک شخص نے کسی آدمی سے پرسہ مختل پوچھا کہ تیرے  
 ولی دوست کہتے ہیں مجھے سچ بتا دے **ایضاً** بولا وہ انجو فراغت  
 مجھے بہ سب میمانا زونمت ہے مجھے بہ فراغت کسی کام سے چھٹکارا پاتا اور  
 اصطلاح میں فراغ وستی و امارت کو کہتے ہیں۔ متیا آما وہ موجود۔ نماز عشوق  
 کے بے پروائی اور بمعنی فقر و غنت معنی دوم سے بیان فرض ہے نعمت مال پر

دشمن و قدرت ہونا۔ مطلب۔ اُسے جواب دیا کہ آج کل تو چین سے گزرتی ہو اور  
 عزت سے بسر ہوتی ہے کچھ بال و ستار بھی جمع ہو کسی بات کی کمی نہیں سب اندون  
 موجود ہے **ایضاً ۱۳** پوچھو یہ تم کون تیرا دوست ہے؟ آج تو دشمن بھی میرا  
 دوست ہے؟ آج بجائے آج کل ہے۔ مطلب۔ پھر اُسے کہا کہ تم میرے دوستوں کو  
 مجھے نہ پوچھو جو جو ظاہر و باطن کے دشمن تھے وہ سب مجھے امیر و کیس کر ظاہر ہی  
 دوست بنے ہیں **ایضاً ۱۴** جب خدا ناکردہ تنگی آئیگی یہ بات یہ تب امتحان  
 ہو جائیگی، خدا ناکردہ یہ کلمہ اُس مقام پر بولتے ہیں جبکہ کسی امر بد سے پناہ  
 مانگنا ہونا ہے اور وہیں اُس مقام پر خدا نکرے یا خدا نخواستہ بولتے ہیں تنگی سے  
 مراد تنگدستی یعنی مفلسی۔ مطلب۔ جو وقت کہ مفلسی آئیگی اُس وقت، البتہ کھل جائیگا  
 کہ کون دوست تھا اور کون دشمن **ایضاً ۱۵** کون پر اپنے دوست ہو جاتے ہیں  
 سب یہ جو کہے تو وہ بجالاتے ہیں سب یہ گون کی فارسی خود غرضی ہے۔  
 مطلب۔ دیکھو خود غرضی کے وقت سب دشمن و دوست دوست بن جاتے ہیں  
 پھر اگر تو غلامی بھی کر اُسے تو فوراً بجالائیں اور کچھ عذر نہ کریں **ایضاً ۱۶** خود غرض  
 جو دوست ہے وہ ہے عدو، جو بی دوست دوستی پر اُسکے تو ہے خود غرض اسم صفت  
 مرکب جو اپنی مطلب برآری سب سے مقدم جانے۔ اُسکی ہندی لگاتا ہے۔  
 مطلب۔ جو شخص لگاتا ہو وہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہے ہرگز تو اُسکی  
 دوستی پر بھروسہ نہ کر۔ کسی پر بھروسہ کرنے کو اُسپر بھروسہ بولتے ہیں۔  
**ایضاً ۱۷** وہ نہیں ہے جی سے تیرا آشنا ہے وہ تو ہے اپنی غرض کا آشنا ہے آشنا  
 تیرا اور جس سے جان پہچان ہو مراد دوست سے ہے۔ مطلب۔ جو لگاتا ہے وہ  
 تیرا ہرگز دلی دوست نہیں ہے بلکہ وہ اپنے مطلب کا دوست ہے جو غرض  
 تیری کسی پھر تیرے پاس نہ پہنچ جائیگا **ایضاً ۱۸** جب تیرا ملک تیری غرض ہے

اُس سے ہر پارہہ تب تک تو ہجو وہ تجھ پر بشارت ہے اس شخص میں ظاہر اوجہ  
تبدیل ضمائر کے بڑا شک غلطی ہے اگر ماقبل کے اشعار میں غور کیا جائے تو مولف کا  
اعتراف سمجھ میں آئے ظاہر ابون چاہیے تھا۔ جب تک کہ کسی غرض تھی ہے  
پارہہ تب تک تو ہجو وہ تجھ سے بشارت ہے بشارت بالضم زر و گوہر تصدق کرنا مگر  
کیسے مہر پر اور صطلحا کسی آدمی کا کسی آدمی پر بشارت ہو تا پیار اور خوشامد کے  
محل پر ہوتے ہیں۔ مطلب۔ بشارت اس گمان کی غرض اور شخص تھی سے آئی ہے  
تب ہی تک تو اسکا یا ر شکی زبان سے کہلائیگا اور وہ تیری خوشامد کریگا اور جب  
اسکی غرض نکل جائیگی پھر تجھے نہ پوچھے گا۔

صفحہ ۹۔ چار چیزوں کو نہ تھوڑا جانو بہ عرض یہ میری ہے اسکو مانو بہ اسے تھوڑا  
نہ جانو یہ صطلحا (جہاں کسی تعریف بہت کرنی ہوتی ہے) بولتے ہیں خواہ واقعی خواہ  
از روئے سخن۔ مانو و جانو قدیم محاورہ اب ماننا جانا بولتے ہیں مطلب۔ یہ کتنا میرا  
مانو کہ چار چیزیں بہت بُری ہوتی ہیں جکا ذکر آئیدہ اشعار میں ہے ایضاً  
ایک تو ڈر ہو بہت سا آگ سے بہ خوف کچھو اسکی اندک لاگ سے بہ ڈر ہو کہ عرض  
اب ڈر نہ استعمال ہے کچھو غلط در غلط اب کرنا بولتے ہیں۔ لاگ لگنا کا حاصل مصدر  
از روئے بین بجاسے دشمنی و فریب گے جیسے بھانسی کی لاگ اور بجاسے تعلق کے  
مستعمل ہے یہاں معنی اخیر سے مراد ہے۔ مطلب۔ پہلے آن چاروں میں سے آگ ہے  
اسکے تھوڑے لگاؤ سے بھی خوف کرو کہ جہاں لگی پھر نہیں رکتی ایضاً  
کیونکہ اک دم میں یہ کافر ناگمان بہ پھونک دیتی ہے کہسان سے تاکمان بہ کافر  
دین حق کا چھاننے والا اور مجازاً بجاسے کجخت و بدچیز کے بھی استعمال کرتے ہیں  
یہاں یعنی آخر ہے۔ کمان سے تاکمان فاصلہ بعید کے محل پر آتا ہے۔ مطلب۔  
آگ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ کجخت ذرا دیر میں اس کتا سے سے اُس گنا سے تک

خاک سیاہ کر دیتی ہے **ایضاً** دوسرے دمکے یعنی ہر چند کم بہ دور دل سے کچھ اٹکا  
 نہ غم بہ دمکے مصیبت و بیماری یہاں یعنی دوم - مطلب - دوسری چیز ان چاروں میں  
 بیماری ہے خبردار اگر وہ بیماری کم ہی تھکو ہو تو بھروسے نہ رہنا کیونکہ وہ بات کرتی ہے  
 جو شعر آئینہ میں ہے **ایضاً** کم ہو گو آزار پر اصلاً کمین بہ اشکو بڑھتے دیر  
 کچھ لگتی نہیں بہ آزار بیماری - مطلب - بیماری سے غافل نہ رہنا کیونکہ اگرچہ بیماری  
 کم ہی ہو مگر اسکے بڑھنے میں کچھ دیر بہرگز نہیں لگتی جیٹ پٹ کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے  
**ایضاً** تیسرے پر خوف کرنا قرض سے بہ جانو اسکو زیادہ فرض سے بہ  
 جانیکے عوض اب جاتا بولتے ہیں - فرض وقت مقرر کرنا اور وہ  
 حکم خدا جسکے ٹکرنے میں گناہ ہو اسکو واجب بھی کہتے ہیں یہاں یعنی دوم -  
 مطلب - تیسری نصیحت یہ ہے کہ ادھار لینا بہت بڑا ہے اس سے ڈرتے رہو  
 اور اسکا خوف نماز و روزہ کے برابر سمجھو **ایضاً** ایک دہری قرض  
 ہو یا لاکھ ہو بہ دہرین مقروض کی کب سا کم ہو بہ دہری سے یہاں  
 تھوڑا اور لاکھ روپے سے فرض بہت - دہر زمانہ مقروض وہ شخص  
 جسپر یہ قرض آتا ہو اسکو قرضدار بھی کہتے ہیں اور جسے قرض دیا ہو  
 اسے قرض خواہ کہنا چاہیے عوام قرضدار و قرض خواہ میں فرق نہیں کرتے ہیں  
 یہ غلطی ہے - سا کم کی عربی اعتماد و اعتبار ہے - مطلب - خواہ تھوڑا قرض ہو  
 خواہ بہت قرضدار آدمی کی بات ہلکی رہتی ہے **ایضاً** چوتھے عاجز  
 ہووے گوا پناعد وہ بہ ہو جو امین نہ اس سے ایک نو بہ عاجز نا توان و کمزور -  
 ہو جو کے عوض ہونا چاہیے - عد و فتح عین دشمن - امین بخوف و ڈر ایک ہو  
 یعنی بال بھراؤس سے مراد ڈر ہے - مطلب - چوتھی نصیحت یہ ہے کہ اگرچہ  
 پیرا دشمن تجھے کسی بات میں کمزور بھی ہو جب بھی خبردار اس سے

ذرا اندر نہو جانا اور ہمیشہ پوشیہ ر رہنا **ایضاً** ۱۱ جی میں اسکو جانے سب سے کڑی  
 سمجھو سب پہلو انون سے بڑا ہے جی معنی جان لیکن یہاں معنی دل۔ تجھ کو کے سیم کو  
 بیان شاعر نے غلطی سے ساکن نظم کیا سمجھو پروزن قسم کو چاہیے اور پھر وہ بھی  
 محاورہ قدیم اب بھنسا لیتے ہیں۔ مطلب رنجبر دار دشمن اگرچہ کمزور ہو لیکن  
 اسے نہایت سخت اور دنیا کے پہلو انون سے زیادہ دور آور بھنسا۔  
**ایضاً** ۱۲ ایک وید سے اپنے ہوا گاہ تو پہ چل نہ اندھون کی طرف سے راہ تو وہ  
 آگاہ خبر دار۔ مطلب۔ دیکھو میں نے یہ چار تری چیزیں بیان کر دیں اب تجھے  
 لازم ہے کہ تو آپ اپنی بڑائی بھلائی سے ہتھیار رہ اور دیکھو بھال کر کام کر کیا  
 تو اندھا ہے کہ اپنی مضر چیز نہ دیکھے **ایضاً** ۱۳ ایک نے اک روز بہرے سے  
 کہا کہ ہو بہت رنجور ہمایہ مراد۔ رنجور بیمار۔ ہمایہ پڑوسی۔ ظاہر کہنے والا  
 اور بیمار اور بہرہ اقرب اقرب رہتے تھے۔ مطلب۔ ایک شخص نے ایک بہرے کو  
 سمجھایا کہ میرا اور تیرا پڑوسی بہت بیمار ہے تجھے وہ کرنا چاہیے جو آئندہ شعر میں ہے۔  
**ایضاً** ۱۴ تجھ کو بھی بیمار پڑوسی ہو ضرور ہند بات ورنہ یہ مردت سے ہے دور رہ۔  
 بیمار پڑوسی فراق بیمار کی پڑوسی کرنا مردت حرف اول و دوم پر ضمیمہ آدمیت و اخلاق  
 کرنا یہ لفظ مردت سے بنا ہے جسکے معنی مرد ہے۔ مطلب۔ او بہرے تو بھی جا کر اسکی  
 فراق پڑوسی کر اور اگر سجا لیکھا تو خلاف آدمیت ہے۔ دور محاورے میں بجائے  
 خلاف استعمال ہے **ایضاً** ۱۵ دل میں بہرے نے کہا میں ہوں امم ہے اسکی  
 میں تقریر کو سمجھو ٹھاکم ہے۔ دل میں کہنا کسی بات کا سوچنا۔ امم چوکھیلی آواز  
 نہ سن کے ہندی بہرا۔ تقریر بات چیت۔ مطلب۔ بہرا یہ باتیں سمجھو سوچا کہ  
 میں تو کچھ سن نہیں سکتا بیمار کی باتیں اکثر نہ سمجھ سکتا **ایضاً** ۱۶ خاص کر  
 وہ ہے رنجور و ضعیف۔ صورت اسکی اور بھی ہوگی ضعیف ہے رنجور مرکب ہے

رہج اور رویتے ور علامت یعنی خداوندی ہر جیسے مٹھور اور ہنرور کبھی اس و اور ہر سکون  
 اور اسکے ما قبل کو ٹھہر بھی دیتے ہیں جیسے رنجور صاحب رنج فردور صاحب فرد  
 اور گنجور صاحب گنج یعنی خزانچی - نحیف لاشعرو ناتوان - صورت بہان یعنی  
 حال ہر نحیف ناطقت پیمانہ امر و پیر بہان یعنی اول مقصود بہین - مطلب - مضمون  
 فی احوالی بین اسکی باتین نہ بھجوتگا وہ بیمار و ناطقت ہو نہایت کمزور ہو گیا ہوگا  
 آواز بھی کم ناطقت ہوگی چلا کر بول نہ سکتا ہوگا پھر بہین کیونکر سونگا ایضاً  
 ایک جانا ہو عبادت کو بجا بہ تار پتا باقی نہ شکوہ اور گلا بہ شکوہ بفتح اول آخر بہین  
 الف مقصود یعنی الف بشکل یا کے تخمائی شکوہ و گلہ مراد ہے اور مراد ہے و مراد ہے  
 وہ دو زبان زیادہ نطقت جو ایک ہی منی کے واسطے متعل ہو جیسے شہد و گبین مگر شرط ہے کہ  
 زبان ایک ہو پیر - مطلب - اگرچہ بہین اسکی آواز رسون لیکن مزاج چرسی کو جانا  
 مناسب ہو تاکہ وہ صحت پاکر چر گلہ کرے یہ شعر بھی بہرے کا خیالی مقولہ ہے ایضاً  
 بات کا میری ہر کچھ دیکھا جو اب بہ بہین تو اس اسکا کہ رنگا بے صواب بہ قیاس  
 کسرا دل زمین سے دو چیزوں کو ایک قریب بہین برابر کرنا اصطلاحاً بات تو نا اور  
 زمین بہین کوئی امر شانسا - صواب لیساد یعنی بہتر و خوب ہے تو اب بناسے مثلثہ  
 یعنی خراسے نیک جسکی بندی پین ہو - بے صواب بہان یعنی خوراء جو یعنی پیرنگی و کما  
 سوچے ہوئے فوراً سمجھ لو گلا بے صواب کے بعد لفظ بیضا مشدہ ہے - مطلب - وہ بیمار  
 جو میری بات کا جواب دیکھا بہین بر ایلا اسکا مطلب اپنے زمین کچھ نہ کچھ جمادی  
 لوگا کہ شاید یہ کہہ رہا ہے -

صفت - جب کہ لوگا اسکا ہو کیونکر مزاج بہ وہ کیگا جگو بہ تخفیف آج بہ  
 مزاج ار بید غنا صر کا با ہم ملاپ اور اصطلاحاً یعنی طبیعت - تخفیف ہلکا ہونا پنا  
 تھوڑی تھوڑی صحت سے مراد ہے - مطلب - بہر اسوچا کہ جب بہین اس بیمار کے

۱۰



فراج کی کیفیت اُس سے پوچھو نکا تو یقیناً بیار ہی کیگا کہ اب کسی قدر میری طبیعت  
 ہلکی ہو ایضاً بین کہو نکا شکر ہوا شکر کا پتھر پوچھو نکا کھایا تو نے کیا پتھر شکر  
 یعنی حد اُسکو بیان صفحہ ۳۰ میں دیکھو۔ مطلب۔ جب وہ بیمار اپنی تحقیق کا اقرار  
 کر گیا تو میں خدا کا شکر بجالاؤ نکا کہ بھلا اس قدر تو تم اچھے ہوئے پھر اُس سے پوچھو نکا  
 کہ تو نے آج کھانا کیا کھایا ہو ایضاً وہ کیگا داں مونگ اسی ہوشیار بہ بین  
 کہو نکا جو وہ چکو خوشگوار بہ گو ارضیم اول جلد مضیم ہونے والی پتھر۔ خوشگوار چیز  
 مزہ دار اور بخوبی زود مضیم۔ مطلب۔ بیمار کیگا کہ میں نے مونگ کی داں کھائی ہو  
 میں جواب دو نکا کہ خدا کرے جلد مضیم ہو جاوے۔ مونگ کی داں اکثر بیماریاں کی  
 نذر ہو ایضاً اُس سے پھر پوچھو نکا میں حال طیب بہ یون کیگا جو فلا نا وہ  
 لبیب بہ طیب کی ہندی بید ہو اُسے اُردو میں حکیم بولتے ہیں لبیب یعنی  
 عقلمند۔ مطلب۔ اب بہر نے اپنے دل میں ٹھانا کہ میں بیماریاں سے یہ پوچھو نکا  
 تیری دو اکون کرنا ہوتی وہ خواہی خواہی بتاؤ یگا کہ فلا نا حکیم ہو ایضاً  
 میں کہو نکا بس مبارک ہو وہ مردہ جائیگا اُس سے تراسب رنج و درد بہ مطلب۔  
 میں اُس بیماریاں سے بات بنا کر کہو نکا کہ جس حکیم کا نام تم بیان کرتے ہو اُسکا قدم  
 نہایت مبارک ہو یقیناً تمکو بھی صحت ہو جائے ایضاً آزمایا میں نے اُسکو  
 بار بار بہ جگے وہ جس جا وہیں ہووے شفا بہ بار بار نہا کر اور کئی مرتبہ شفا بہ اول  
 مرض سے صحت پانا۔ مطلب۔ بہر نے سوچا کہ پھر کہو نکا کہ میں نے اُس  
 حکیم کو کئی مرتبہ آزمایا ہو جسکی اُسے دو اکی فوراً آرام ہوا۔ اس شکر سے بیمار اور  
 اصم کا ذہنی مقولہ تمام ہوا ایضاً یہ جوابات قیاسی جی میں ٹھان بہ پاس  
 اُس بیماریاں کے آیا جو ان بہ جوابات قیاسی دل سے گھڑے ہوے جواب کہ جو انداز  
 سے سوچ لیے ہوں۔ ٹھان ماضی مطوفہ اب ٹھانکر بولتے ہیں جو ان سے مراد یہاں

وہی بہرا۔ یہ شعر شاعر کا مقولہ ہے۔ مطلب۔ ایسے سوال و جواب جو اوپر بیان ہوئے  
 ہر اپنے دل میں سوچ کر اس بیماری کے پاس آیا ایضاً بہرے سے رنجیدہ کچھ بیماریاں  
 دل میں باتوں سے تھا اس کے کچھ گلابدہ رنجیدہ تھا و ناراض۔ مطلب۔ حسن و خفاج  
 بیماریاں قبیل از قبیل بہرے سے کچھ ناراض تھا اسے کوئی ایسی بات کی تھی جسکی باعث  
 بیماریاں گزر گئیں۔ ایضاً اس کے بیٹھا پاس ماندے کے وہ کر رہے تھے۔ مطلب۔ دیکھا  
 سب اسکا روئے و سر پہ ماندہ اور بیماریاں اور تھکا ہوا آدمی جو ان بیماریوں کی اول۔ کہ بہرا  
 یا تھروے و سر پر پھیرنا پیمانے کی علامت ہے۔ مطلب۔ جب بیماریاں کے پاس  
 وہ بہرا آن بیٹھا تو ہاتھ سے اسکا چہرہ اور ماتھا ٹٹولا کہ میں بیمار تو نہیں۔  
 ایضاً پوچھا اس سے کس طرح سے ہو مرنے کا یون کہہ کر پتھر نے مرنے کا ہون  
 آج بہ مطلب۔ بہرے نے بیماریاں پوچھا کہ اب مرنے کا شرف کیسا ہے بولا اسکا  
 مرنے کا ہون ایضاً اسکو شکر ہی کو سنئے اس بہرے سے اب یہ ہو گیا رنجور دل میں پر  
 حق خدا۔ پر غضب غصہ و مطلب۔ بہرا سمجھا شاید بیماریاں کہتا ہے کہ مجھے آج تختہ ہر  
 یہ سوچ کر کہنے لگا کہ خدا کا شکر بیماریاں یہ بات سن کر آگ بولا ہو گیا ایضاً  
 شکر سے دشمن کیا اسکو خیال ہے وہ قیاس اسکا جو اجماع کا وبال ہے۔ وبال سختی و  
 گرائی۔ مطلب۔ جب بیماریاں نے سنا کہ میری بیماریاں پر یہ شکر خدا اکتاہے تو سمجھا  
 کہ بیشک یہ میرا دشمن جانی ہے اب بیان بہرے صاحب جو بات دل میں ٹھانکر  
 کہتے تھے وہ انکی جان کی خیال ہو گئی اور آفت گئے لگی ایضاً پوچھا  
 کہانے کو کہا اسنے کہ نہ رہے نوش با د اسنے کہا از روئے مہر پہ نوش با د یہ دعا ہے  
 کلمہ جو اس مقام پر بولتے ہیں کہ خدا انکو یہ کسانا جلد ہضم کرے۔ خوش  
 یعنی شہد اور گوار اور شیرین۔ با د کی اصل بود صیغہ واحد غائب مضارع  
 اذ ذہن دعا ہے پڑھا کر بواو کیا پھر حرف و او تختہ ہو کر باور ما اسکے منی

علاج نجومہ

(ہو جائے) نوش باد کے لفظی معنی گوارا ہو جائے۔ از رو سے ہر یعنی از رو بہت مطلب  
 بیماریا تھا تو پہلی گیا تھا جب برس نے پوچھا کہ غصہ کیا ہے یا رنج یا غم یا کدیا کہ کدیا  
 زہر کھاتا ہوں بہر اچھا کہ مونگ کی دال بتاتا ہے کہنے لگا زرخش باد و ہر زہر کے  
 قافیون بین عیب سنا ہے۔ سنا دیکھ کر فی الفاظ چنگے کھپتے دو حرف ایک ہوں  
 اور درمیانی ساکن جیسے بند وقت یا ضرب و حربہ وغیرہ اگر ایسے الفاظ کے حرف  
 اول کی حرکات میں باہم اختلاف ہو جیسے تند و سندا یا زخم و تخم یا زہر و زہر  
 تو اس اختلاف کا نام سنا ہے اور یہ اصلاً جائز نہیں ایضاً اس کے یہ وہ اور  
 رنجیدہ ہوا ہنسنے کو پھیرا اُس سے میں ہو کر تھا بہ رنجیدہ ناراض۔ مطلب۔  
 جب برس نے زرخش باد سنا تو بیماریا زیادہ تر گڑھ گیا اور تھا ہو کر ایسا منہ اسکی  
 طرف سے پھیر لیا کہ جاتی صورت دیکھنے کے قابل نہیں ایضاً پوچھا  
 اُس سے کون کرتا ہے علاج پتہ ہو بہت اصلاح پر تیرا مزاج بہ علاج دو ا  
 کرنا۔ اصلاح بہتری و درستی۔ مطلب۔ پھر برس نے پوچھا کہ اسی بیماریا تیرا  
 علاج کون طبیب کرتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ماشاء اللہ طبیعت بہت زور ہے اور  
 صحت ہو چلی ہے ایضاً یون کہا اُسے کہ غزرائیل ہے بہ ہر ابولا ہے وہ  
 بس فرخندہ پڑ بہ غزرائیل ملک الموت۔ بس نہایت۔ فرخندہ مبارک۔  
 پڑ قدم۔ فرخندہ پڑ۔ وہ شخص جسکے آنے سے کچھ بہتری نمود ہو مرادی معنی اُسکے  
 صاحب برکت و جنتا اور مطلب۔ بیماریا نے تھا ہو کر کہا کہ ملک الموت میرا  
 علاج کرتا ہے بہر اچھا کہ طبیب کا نام بتلاتا ہے بولا سبحان اللہ وہ تو بڑا جتاد ہے  
 ایضاً آئین اسیکے پاس سے آتا ہوں یا رنجہ کدیا ہے اُسکو تا ہو گیا کہ  
 شامگ رنج کھانے والا یعنی شریک رنج و مصیبت۔ مطلب۔ ہر ابولا  
 کہ بین اسی حکیم کے پاس سے چلا آتا ہوں اور سہی کر آیا ہوں کہ بھی لگا کر تیری

دو اکے ایضاً اسکے وہ باتین ہوا رنجیدہ تر بہ بہرہ وان سے اُسکے  
 آیا اپنے مگر بہ رنجیدہ تربت ناراض - مطلب - بیمار اُس بہرے کی وہ سب  
 باتیں شکر کمال ناراض ہوا اور بہرہ خوشی خوشی مگر آیا ایضاً اُس کے  
 بہرے نے کہا شکر خدا بندہ میں عیادت یار کی لایا بجا بہ بجا لانا کسی کام کو  
 پورا کرنا - مطلب - بہرہ اپنے مگر میں آکر سوچتا ہو کہ الحمد للہ میں اُسکی بیمار پر  
 بخوبی کر آیا -

صفحہ ۱۱ - تھا مگر ہی سے اُسکے اُلٹا وہ گمان بہ سو دیکھا تھا سر اسر وہ زیان بہ  
 مگر کے بعد ہی اُحرف تخلص جو اُس میں سے شاعر نے ہاے موقوفہ نکال ڈالی یہ  
 غلط جو گمان خیال و شک سر اسر یا کھل - سو فائدہ بہ - زیان نقصان - مطلب  
 جب بہرہ مگر سے جلا تھا جب ہی اُسکو یہ خیال تھا کہ یہ یہ باتیں پوچھو گکارو -  
 وہ ایسے ایسے جواب دیکھا لیکن اب اُسکے برخلاف ہو بہرے کا سب گمان  
 اُلٹا ہو گیا گو یا وہ نقصان کو اپنا فائدہ سمجھے ہوئے تھا ایضاً اُدل میں پسر  
 بیمار نے اپنے کہا بہ میں یہ جانوں چون وہ جو کان جفا بہ جانوں ہوں نکال  
 باہر اب جاتا ہوں بولتے ہیں - کان وہ زمین کا گڑھا جان سے کوئی وحالت  
 اُسکے اُسکی ہندی کھان ہو - کان جفا ستارہ وہ شخص جو بکثرت غلم کرے مطلب  
 بیمار اپنے دل میں سوچا کہ میں اُس بہرے کو خوب پہچانتا ہوں وہ کجخت نہایت تھا  
 ظالم جو ایضاً اُجوش آیا دل میں پھر ہیا کے بہ تاپلا کجخت و سست  
 اُسکو کے بہ جوش اذبال یہاں مراد ہی معنی غصہ سخت و سست کہنا جھڑکیان  
 دینا - مطلب - پھر بیمار تاؤ میں آیا کہ بہرے کو بلا کر خوب ڈانٹوں ایضاً  
 جس طرح کماؤ سے کوئی گز آتش بد بہ ہو اُسے نیشاں ہر دم اور زود آتش کھانے کی  
 پتلی و رقیق چیز سے ہریرا و شور باؤ آتش جو وغیرہ - نیشاں آپ ہی آپ بیعت کا

مثلانا ہنگلی نامے مثلثہ برہمی فتح چاہیے یہاں غلطی سے اُسے ساکن کر دیا۔ روہندی  
 قصبائی اور گنوار اچھار اور عربی مین ڈور شہر مین اصطلاحاً مائین دیکھا بولتے ہیں  
 یہ مطلب جس طرح بد مزہ کھانے سے طبیعت متلاقی ہو اور استفرغ ہوتا ہے اس طرح  
 اُس برس کی باتیں گویا بجائے آتش بد مزہ تمہیں جیسے بیمار کا غصہ ڈیکھے مثل  
 مکتلے لگا۔ یہاں سخن اصم آتش بد اور جوش بیمار کو ڈیکھے تشبیہ ہے ایضاً  
 بند کر غصے کو اپنے اسی جوان بد معاوض مین اسکے ہوشیر مین دمان بد شیر مین دمان  
 محبت آمیز باتیں کرنے والا۔ جوان سے غرض یہاں ہر مخاطب۔ یہ شعر مقولہ  
 شاعر جو۔ مطلب۔ اسی مخاطب اپنا غصہ موقوف کرنا کہ اسکے بدلے مین تو خلقِ نثر  
 باتیں کرنے لگے ایضاً اسی مرے فرزند و لبند و سعید بد حق تھے دے عمر  
 اور دولت فرید بد فرزند اولاد خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی۔ ولبند دل کا لڑکا اور اسی  
 معنی پیارا سعید نیک بخت فرزند یا وہ۔ مطلب۔ اسی میرے فرزند نخت دل و شکست  
 خدا تیری عمر و دولت کو بڑھائے تو وہ کہ جو شعر آئینہ مین جو ایضاً علم کی تحصیل  
 پر کردل رجوع نہ پہلے کر آداب کا نسخہ شروع نہ آداب ادب کی جمع ہر چیز نگاہ کھنا  
 اور یعنی دانش یہاں ہی معنی ہیں اور علم ادب چند علموں کو کہتے ہیں جیسے صرف و نحو  
 و معانی و بیان و بدیع۔ آداب کا نسخہ علم آداب کی کتاب سے مراد نہیں بلکہ سائنس  
 ہے یعنی ادب سیکر۔ مطلب۔ اسی فرزند علم سیکنے پر توجہ کرنا اور سب سے مقدم  
 یا ادب بن ایضاً ابد اسکے پڑھ تو علم صرف و نحو بدلے سبق جتنا نہ کرے لڑکا  
 کو نہ صرف خرید کرنا اور ایک علم کا نام چہ مین کلیہ کے اقسام کی بحث کیجاتی ہے یہاں  
 اسی سے فرض ہے۔ نحو یعنی لفظ و راہ و مانند اور ایک علم کا نام چہ مین مرکب کلام کی  
 کیجائے یہاں اسی معنی پر ہے۔ نحو کسی چیز کا مٹانا اور بھولنا۔ مطلب۔ جب آداب  
 سیکر چک تو صرف و نحو کا علم پڑھ اور اپنا سبق نہ بھول ایضاً اچھو غفلت

دشت بازی کا نہیں بہ پیر نہ پائیگا تو وقت ایسا کہیں بہ بازی کھیل کووہ مطلب  
 اور فرزند پریشیاں جو کھیل کووہ موقوف کر کیونکہ پھر پچھپن کی عمر پٹ کر نہ آسکی۔  
 ایضاً اگر بزرگی سیکھ کر تو اپنا نام بہ میری فرزند کی نہ کچھ آئیگی کام بہ بزرگی  
 عزت کی باتیں۔ نام کرنا مشہور ہونا۔ مطلب۔ خود علوم و فنون سیکھ کر مشہور ہو جا  
 کر خوب جانے کہ میرا باپ عالم ہو اور بس اتنی بات میرے واسطے کافی ہو اور فرزند  
 اس بات سے تیرا کچھ مطلب نہ نکلے گا ایضاً جاہلون سے تو الگ رہو اور پیر بہ  
 گو تیرے محسن ہوں اور پیر بہ جاہل نادان اور کان پڑھ ہندی سو رکھو۔ پیر فرزند پر  
 ہجھنہ یک صفت کے دو شخص۔ بیخیزنا و اکت۔ مطلب۔ جاہل لوگوں کی صحبت  
 نہ اختیار کر اگر یہ وہ بھی ہے ہوں تو اس کے ساتھ نہ کھیل ایضاً ہوا انسان  
 آئے جب تیرا بڑا بد مثل بامت اسکے آگے رہ پڑا ہوا انسان مثل۔ با حرافت ہے۔  
 مطلب۔ اس کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر بزرگوں کو تعظیم دے اور بے کے  
 مثل یا توں پھلانے ایک آگے چر اور رہ کہ یہ نہایت بڑی ادبی ہو۔ جب الف لکھ اور  
 اسکے آگے یہ تو ایسی شکل جاتی ہو جسے ایک آدمی کھڑا ہو اور ایک اسکے سامنے  
 پڑا ہوا ایضاً باپ ہو یا مان ہو یا جو حال وہم بہ کر اور بے سے سکے آگے  
 پشت خم ہو یا خال اپنی والدہ کا بھائی یعنی ماموں۔ ہم اپنے باپ کا بھائی یعنی  
 چچا پشت پیٹہ۔ خم ٹیڑھا۔ پشت خم کرنا اور بے سے سلام کرنے کی علامت مطلب۔  
 یا بیسے مان ہو یا باپ ہو یا ماموں یا چچا کوئی ہو سب کو جیک کر سلام کر ایضاً  
 گھر میں جیسے جاوے تو کہ کھنچی نگہ بند نیک بختوں کی بھی ہو رسم درہ جو پچی نگاہ  
 رکھنا اور بے اور شرم کی نشانی۔ رسم و راہ قاعدہ و دستور۔ مطلب۔ جب تو  
 گھر میں جایا کر تو ہر جیکھے رہا کہ خدا معلوم کون کس حال میں ہو و دیگر مختلف  
 آدمیوں کا یہی طریقہ ہی ایضاً سر جیک کر شرم سے چل مثل والی ہوا و انسان

آنکھ اپنی پشت پا پڑواں بہ حرف صداد کے سرے کی تشبیہ آنکھ سے جو اور حرف دال کی  
 شکل سر جھکائے ہوئے آوی سے ملتی ہے۔ دال و ڈال میں تین تین جناس پر شعرا صغیرہ -  
 و کجور مطلب جیسے دال اپنا سر جھکائے رہتا ہے تو بھی یونہی نہ دیکھا کر اور جیسے  
 صداد کا سرا اپنے دائرے کی آخری نوک کے ساتھ جو تو بھی یونہی آنکھ کی نگاہ  
 پاتون کی انگلیوں پر رکھ یعنی دہنے بائیں کسی طرف نہ دیکھ۔ یہ دونوں امر تکبیر  
 کی علامتیں ہیں **ایضاً** اور تبسم میں دانت اپنے دکھانے ہونے ہرگز سین سا  
 دندان نماہ تبسم وہ مسکراہٹ جہاں دانت نہ نکلیں۔ دندان نماہ دانت دکھانے والا  
 خندہ دندان نماہ نہیں جہاں دانت نکل آئیں۔ مطلب تبسم تک مضائقہ نہیں لیکن  
 سین کے دندانوں کی مثال ہر بات میں دانت نہ نکال کہ ایسی نہیں بقیہ ہوتی ہے  
**ایضاً** اور نہ رکھ فکر جہاں سے دل دو نیم ہو بندت رکھ دل کا غمچہ مثل ہم ہونہ  
 دو نیم دو کسے۔ دل دو نیم رکھتا کمال نگین ہونے سے مراد غمچہ کلی مطلب۔ دنیا کی  
 فکر پھر بھی نہ کہہ کہ ہمیشہ اسے کچھ تلخے نگین رہے اور جیسے ہم کا سرا بند کلی کی صورت ہے  
 اس طرح تو اپنی دل کی کلی بند نہ کہہ اور ہمیشہ خوش خرم باشاں رہے **ایضاً** فکر و بیان  
 نیز تائیس کا ڈوبہ جو نہیں دنیا کو عیب سے لگا ڈوبہ دنیا فریب دینے والی چیز مراد  
 اس جہاں سے ہو کہ زنی انصاف لیکن کثرت کی تحقیق میں دل و جسم یعنی کثرت و برتر  
 پس ونوس لفظ و تیا تیا اور ہوسے سما ان حسابوں دینا وہ اشیا جو آسمان اول کے  
 نیچے ہیں۔ جتنی نیچے رہ جانے والی چیز مراد آخرت سے ہے۔ مطلب۔ تو فکر و نیوی  
 میں حق نہیں و نہ تیری طاقت بخیر نہوگی کیونکہ دنیا سے جتنی کہ کچھ نسبت نہیں  
 ایک ساتھ دونوں کیونکہ حاصل ہوں۔ یہ شعری لوی روح کا سر قہوسے ہم خدا  
 خواہی دہم و نیاسے و ونہ این خیال است و حال است و جنون ہر سر قہوسے  
 شعری ہر شعری ہے۔

صفحہ ۱۲۔ فکر ہو کر فکر کچھ عقلی کی کر بہ بانہ اور اپنی طاعت حق میں کر بہ کسی چیز کے واسطے  
 کر بانہ جتنا اسپرستند ہونا طاعت حق عبادت مطلب۔ اگر تجھے ایسی ہی فکر کرنا ہو  
 تو اپنے انجام کی فکر کر یعنی عبادت پرستند بنا رہ ایضا طاعت حق میں سدا  
 استادو رہ بہ دست بستہ وقت پر آمادہ رہ بہ استادو کھڑا ہو شخص دست بستہ  
 تا تھر بانہ نہ ہوئے مراد مودب و تاملداری سے ہو۔ آمادہ طیار۔ مطلب۔ عبادت میں  
 ہمیشہ قائم رہ اور جب بجا آوری حکم خدا کا وقت آئے تو تاملداریوں کے مثل طیار  
 رہ رسد یعنی ہمیشہ اب مرتبہ گو یوں کی زبان ہو ایضا ہوں ترے جہ وقت  
 بسائی ہوشیار رہہ انکو بھی تعلیم کر اور بختیار بہ بختیار نصیبہ ور مطلب۔ جب سیر  
 بسائی سیانے ہوں تو انہیں بھی یہ باتیں سکھلا ایضا آئی کہ رہے انکو بھی  
 رہہ پر لگا بہ میرے جیسے کا نہیں کچھ آسرا بہ آسرا کی فارسی پناہ ہو۔ رہہ طریقہ مطلب  
 ترشک چال چل اور اپنے بھائیوں کو بھی اسی طریقے پر تعلیم کر کیونکہ میری زندگی کا  
 کچھ بھروسہ انہیں بھیا آئینہ شمر میں ہو ایضا میں چہل سے اب تجاوز کر چلا  
 کیا بھروسہ میرے جیسے کا بھلا بہ چہل چالیس یہاں چالیس برس کی عمر سے  
 غرض ہو۔ تجاوز و ترقی کرنا اور نکل جانا۔ مطلب۔ میری عمر اب چالیس برس سے  
 بڑھ چلی بڑھا پا آچلا اب زندگی کا کچھ بھروسہ انہیں ایضا پر ابھی تک ہوں  
 ہلاتا دست و پا بہ کم نہیں ہمت ہونی میری ذرا بہ دست و پا ہلانے مثل ترہنا  
 ہمت ارادہ بلند مطلب۔ گو میں ضعیف ہو گیا ہوں لیکن ابھی تک کچھ نہ کچھ کام  
 کیے جاتا ہوں میلارادہ پست نہیں ہوا ایسا عالی ہمت ہوں ایضا جو مرے  
 جہ وقت تک تھنوں میں دم پھر بھی مٹنے کا نہیں میں اک قدم بہ تھنوں میں دم ہونا  
 وقت نزع سے مراد ہو۔ قدم چھپنے نہ ہٹا جرأت کی نشانی ہو۔ مطلب۔ جب تک میری  
 زمین ہرگز کم جرأت نہ ہوگا یعنی دوسرے کا محتاج نہ رہوں گا۔



ایضاً اور جب یہ دست و پا و ہنگے جواب ہو جو کہ آپ ہو گا بند باب یہ کسی چیز  
 جواب دینا اسکا بیکار ہو جانا جستجو تلاش۔ باب دروازہ جستجو کا باب استعارہ یعنی  
 جستجو۔ مطلب۔ جب میرے ماتھے پانچون بیکار ہو جائینگے میں خود ہی پھر تلاش رزق  
 نہ کر سکو گا ایضاً پر توفیق ہو مجھے خلاق سے بہ رحم تیرے حال پر بھی وہ کہتے  
 توفیق آئید۔ خلاق بہت پیدا کرنے والا مرد خدا سے۔ رحم تیرس کھانا۔ مطلب جب  
 بیکار ہو کر خانہ نشین ہوں تو مجھے خدا سے امید ہو کہ تجھ پر رحم کرے ایضاً بوجھت  
 کی نظر صبر کی بہ ورنہ پیچھے باپ کے کیا چشم تھی بہ نظر توجہ چشم امید جیسا اوپر ذکر  
 ہوا۔ مطلب تجھ پر خدا صبر رحم کرے جیسے تجھ پر اپنے عنایت کی جب میرا  
 باپ مر گیا تو مجھے یہ امید نہ تھی کہ میں کسی قابل بزرگ کا ایضاً باپ نے میرے  
 کیا جب انتقال بہ لوگ کہتے تھے بہت ہو جمع مال بہ انتقال چلے بدلتا اور مر جانا۔ مطلب  
 جب میرا باپ مرا تو لوگ کہتے تھے کہ تمہارے گھر باپ کا بہت مال جمع ہو ایضاً  
 جستجو کی میں نے جب یہ سنے باپ کا نہ تھا آئے ٹوہاک کے قب تین پات بہ ماتھے  
 آنا حاصل ہونا۔ ڈھاکے تین پات یہ مثل اس مقام پر بہتے ہیں کہ جیسا کوئی مشہور  
 ہو ویسا اور اصل ہو اور بے حقیقت کے معنی پر بھی ستمل ہو اور فی الحقیقت و حاک  
 کی شاخون میں تین ہی تین پتے ہوتے ہیں۔ مطلب۔ جو وقت لوگوں نے  
 میرے باپ کا خزانہ میرے گھر تیا یا اور میں نے تلاش کیا جب اُنکے کہنے کی اصل  
 نہ ٹھہری تو وہ ہوا جو آئینہ شعر میں ہو ایضاً دل سے کی پھر تو یہ بین نے  
 گفتگو بہ مال کی تجھ کو عبت ہو آرزو بہ دل سے گفتگو کرنا سوچنا۔ عبت ناجی مطلب  
 پھر تو یہ دل میں خیال آیا کہ مال جمع کرنے کی تمنا ناجی ہو کیونکہ جیسا آئینہ  
 شعر میں ہو ایضاً باپ نے جب کچھ بچوڑا اپنا مال بہ جمع کرنے کا نہ کر تو  
 بھی خیال بہ مطلب۔ جو بات باپ نے نہ کی وہ میں کیوں کروں یعنی باپ نے

کچھ ماں نرجع کیا پھر میراج کرنا بیگانہ ہو ایضاً چین سے جس طرح انکی کٹ گئی ہے  
 میری بھی کٹ جائیگی یہ زندگی ہے پہلے مصرع کے آخر سے لفظ زندگی متفرد ہو۔  
 زندگی زیستن کا حاصل مصدر جہنما یعنی عمر مطلب۔ مال اکٹھا کرنا ایسے بیگانہ  
 ہو کہ جیسے میرے باپ کی عمر جان سے گذر گئی یونہی میری عمر بھی مرے سے  
 کٹ جائیگی ایضاً کی خدا نے جو یہ زبان عطا ہے ہر بلاشک عطیہ عظمیٰ ہے  
 عطا کرنا دینا۔ بلاشک بے مشہور عطیہ بخشش و عنایت۔ عظمیٰ بڑی چیز مطلب۔  
 خدا نے جو انسان کو زبان دی ہے یہ اسکی بڑی عنایت ہے ایضاً اس سے  
 ہر مختلف فروں کی تیز ہے اس سے پائے ہیں لذت ہر چیز بہ تیز فرق لذت  
 مرہ مطلب۔ زبان یعنی جیبہ کے باعث سے الگ الگ فرے معلوم ہوتے ہیں  
 اور ہر چیز کا فرہ اسی سے ثابت ہوتا ہے ایضاً کوئی کڑوی ہے کوئی ہر  
 بیشمی بہ نکلیں کوئی کوئی کھٹ مٹھی ہے اس شعر کے قافیے ابطائی نہیں اور  
 نہ انہیں نکر قافیہ ہے کیونکہ لفظ (مٹھی) اصلی نہیں یہ گو یا دو۔ لفظ  
 بیگیا بدین سبب عیوب مذکورہ سے صح گیا۔ ایسا ہی ابو غالب کلیم ہمدانی فرماتا ہے  
 سے بخاندہ چند نشینی سرے بہستان کش بہ چو چشم خویش دے باوہ در  
 گلستان کش بہستان اصلی لفظ نہیں اس واسطے مستان کے ساتھ تکرار  
 نہیں ہر سکتی کیا از سخن علی اشاعر۔ یہ دونوں شعر (اجتناب ایلام کی مثال  
 میں بہت عمدہ ہیں لیکن آہن رین نسبتی ہے جو جہین نون کا فرہ ہو کھٹ مٹھی  
 چاشنی دار مطلب مختلف فرے یہی ہیں جو اس شعر میں بیان ہیں یعنی کوئی  
 چیز ہے کوئی شیریں کوئی نکلیں کوئی چاشنی دار ان سب کی پچانتے والی  
 زبان ہی ہے۔

صفحہ ۱۳۔ کوئی اچھی ہے کوئی زشت و زبون بہ فرے سب چیز کے ہیں گو باور ہے

رشت بد۔ زبون خراب۔ گوناگون بین الفات اتصال جو گون یعنی رنگ گوناگون  
 رنگ رنگ مطلب۔ کوئی چیز اچھی ہو کوئی بُری الغرض جسکے فربے طرح بہ طرح  
 کے ہیں ایضاً سب مزون سے زبان واقف ہے بہ نہیں اسرار کی یہ  
 کاشف ہے بہ واقف پہچانتے والا۔ اسرار الفات اول مفتوح جمع سر یعنی بھید۔  
 کاشف کھونے والا اور ظاہر کرنے والا۔ مطلب۔ جو فربے اور پر بیان ہونے  
 آگے زبان خوب پہچانتی ہے اور سب ذائقوں کے بھید زبان سے کھل جاتے ہیں  
 یعنی ہر چیز کا مزہ زبان سے دریافت ہو جاتا ہے ایضاً جو نہو نہو نو کچھ نہو  
 معلوم ہے نہو کوئی مزہ کبھی مفہوم ہے مفہوم سمجھی ہوئی بات۔ مطلب۔ اگر زبان  
 نہو تو ہرگز کوئی ذائقہ دریافت نہو اور نہ مزون میں باہم تمیز و فرق ہو سکے۔  
 ایضاً اور بھی ہوتے ہیں زبان سے کام ہے جو مدد و قسب طبع آب و طعام ہے  
 کام یعنی کار اور تالو یہاں یعنی اول جو زبان کے ساتھ لفظ کام بطور ایہام ہر  
 شعرا مفہوم ا۔ و کھو۔ مدد و کار۔ طبع حلق سے پیچے اُتارنا یعنی نکلنا۔ مطلب۔ سو اس  
 مزون کے اور کام بھی زبان سے ہوتے ہیں یعنی دانت پانی نکلنے کے وقت اگر زبان  
 اسے حرکت دیکر حلق کی طرف نہ لچکے تو ہرگز کوئی چیز گلے کے پیچے نہ اُترے۔  
 ایضاً اس سے احکام بہر و دندان ہے بہ قوت تام بہر و دندان ہے بہ احکام بہر و  
 مصدر باب افعال سے مضبوط ہونا۔ تام پورا۔ بہر واسطے۔ دندان دانت۔ جب  
 دانتوں میں کوئی چیز اُتک رہتی ہے تو زبان کو غلش پیدا ہو جاتی ہے جب تک  
 وہ کل جائے اگر وہ چیز دانتوں میں اٹکی رہے اور زبان نہ چھڑے تو سہ کر  
 خواہی تو اسی دانتوں کی جڑوں کو کمزور کر دے اس سے معلوم ہوا کہ زبان کے  
 سبب سے دانتوں کو مضبوطی ہے ایضاً ہونٹوں سے کھینچ لیتے ہیں پانی بہ زندگی آتا  
 کرتے ہیں اپنی بہ پانی سے تانہ زندگی کرنا پانی سے جیا سہڑ جانا اور یہ ضرور ہے

کے شکیحی معنی میں الکلی سے یعنی سب چیزوں کی زندگی پانی سے ہے۔ مطلب  
 ہونے میں سے یہ فائدہ ہے کہ اُنکے سہارے سے جاندار پانی کھینچ کھینچ کر پیتے ہیں اور  
 اُس سے حیات بڑھتی ہے ایضاً کہ نمونہ حلق میں پانی بہا ہونے سے وہ  
 معدے تک آسانی بہا بند گڑ جاتا۔ حلق کی ہندی نر کسی ہے۔ معدہ وہ مقام  
 جہاں غذا جا کر ہضم ہو اسکی ہندی آمان ہے۔ آسانی آرام پانا اور سہل ہونا  
 مطلب۔ خدا نے ہونٹھ اس واسطے دیے ہیں تاکہ یکساںگی حلق میں پانی ہونے پر  
 پسند نہ بڑ جائے اور ٹھوڑا ٹھوڑا معدے تک چین سے گھونٹ گھونٹ کر کے پہنچے  
 ایضاً صدمہ آب سے تو مخرج بہ نہ بدن پائے کوئی رنج نہ روح بہ صدمہ  
 پانی کے ڈھیرے کی چوٹ۔ مخرج گھائل روح وہ بخار جس سے اعضا کو جس حرکت  
 جس مقام پر خون پہنچتا ہے وہاں روح بھی جاتی ہے گویا اصل مقام روح کا خون  
 ہے اور فقہاء حکم خدا سے مراد لیتے ہیں بِر تَلْحِيقِ قَلْبِ النَّوْصِ صُحْبِ اَصْحٰی سَائِیٰ یعنی  
 ای محمد کہدے کہ روح میری پروردگار کا حکم ہے مطلب۔ ہونٹھ ٹھوڑا ٹھوڑا  
 پانی کھینچ کر اگر معدے تک نہ پہنچائیں تو یکساںگی پانی معدے پر گر پڑے اور  
 شکی چوٹ سے معدہ زخمی ہو جائے اور جب معدہ صدمہ سے تو تمام جسم میں  
 بیماری پھیلے اور جب جسم تندرست نہ ہے تو روح کے نکلنے میں کیا کہ ہو غم میں  
 دیکھتے کہ جو لوگ منہ کھول کر پانی پی دھار گئے ہیں اُتار کر پانی پیتے ہیں تو زخم سے  
 تندرستی چوٹ سی لگتی ہے ہونٹھ خدا نے اس واسطے دیے ہیں کہ اس صدمہ کو  
 چائیں ایضاً منہ ہر دو دونوں ہونٹھ میں دوپٹ بہا بند ہوتے ہیں  
 کھلے ہیں جب پٹ بہا دروازہ۔ مطلب۔ خشکاف وہیں مثل دروازہ ہے  
 اور دونوں کب پٹوں کے مثال ہیں کہ جب پٹ کھل جاتے ہیں اور بند  
 ہو جاتے ہیں ایضاً عضوان جو ہیں وہ ہیں اور اندازہ ہے ہر اک مثل

بیٹھتے تیار ہندہ عضو و بنعم اول بدن کے کمرے۔ اور از متحیاریہ شمشہ بسولہ۔ تیار درود گر  
 یعنی بڑھئی۔ مطلب۔ آدمی کے ہاتھ پاؤں گویا اسکے ہتھیار ہیں۔ اور بسولہ زمین  
 بلکہ مثل بسولے کے ہیں جیسے کلھاڑی پھاوڑا ٹھکریا کسی وغیرہ اسی لیے شاعر نے  
 مثل کا لفظ کہا ہے اور اسکا فعل دوسرے شعر میں بتایا ہے **۱۱** ایضا **۱۱** آدمی  
 لکڑی کے کام آتا ہے یہ کبھی مٹی کے کام آتا ہے یہ مطلب۔ ہاتھ پاؤں سے  
 انسان بسولے کی طرح کبھی لکڑی جھیل پھال لیتا ہے اور پھاوڑے کی طرح کبھی  
 مٹی کھود کھا لیتا ہے **۱۲** ایضا **۱۲** کیا بحث آدمی کو دانت لے یہ ہر عیان حکمت خدا  
 اس سے بندہ مصرع اول میں لفظ رکیام بطور استفہام ہے۔ یعنی بیقائدہ دانست  
 نہیں لے۔ عیان ظاہر حکمت و انانی۔ مطلب۔ آدمی کو دانت خدا نے بیقائدہ  
 نہیں دیے ہیں خدا کی دانائی و انتون سے بھی ثابت ہے **۱۳** ایضا **۱۳** کتنے ہن تیر  
 بہر قطع طعام بہر ریزہ ریزہ ہوتا طعام تمام بہر قطع کا شتا۔ ریزہ باریک اور چھوٹا ٹکڑا  
 اسکی بندی کرچ ہے۔ مطلب۔ چند دانت باڑھ دار ہیں تاکہ کھانا دانہ کٹ جائے  
 اور کپ کرچ ہو کر پس جاے **۱۴** ایضا **۱۴** کتنے چھپے تھے چبانے کو بہ صورت ہتھیار  
 دانے کو بہ صورت مثل۔ ہتھیار چکی۔ چھپھی وہ چیز جسمین باڑھ اور نوک نہو مطلب۔  
 اکثر دانت چھپے ہیں تاکہ چیز پس جاے گویا دانتوں کے واسطے خدا نے زمین چکانا یا  
 یہی حکمت خدا عیان ہے **۱۵** ایضا **۱۵** جو غذا توڑتے ہیں آگے ہیں یہ جو چبانے ہیں  
 انکے پیچے ہیں یہ غذا کھانے کی چیز۔ مطلب۔ سامنے کے دانت تیلے ہیں تاکہ غذا کو  
 اس سے کاٹ سکیں اور ڈوڑھون کو خدا نے چوڑا بنا یا ہے تاکہ غذا ان سے نیکر باریک  
 ہو جاے **۱۶** ایضا **۱۶** کہ ہوا دل شکست دانے کی بہ نوبت آجاتے پھر چبانے کی ہے  
 شکست توڑنا۔ نوبت یعنی باری۔ مطلب۔ سامنے کے باریک دانتوں سے پہلو  
 ٹوٹ جائے پھر پھلی پوڑی دانتوں سے پینے کی باری آئے اسے اس سے پہلے

دانت آگے بہن اور چوڑے پیچھے ایضاً دیکھتے تو اپنے مغز سر کو اگر بہ ہو عجیب حال  
 شکست بچھیر بہ مغز سر بھیجا۔ شکست کھولنے والا اور ظاہر ہونے والا مطلب۔ اس شخص  
 اگر تو اپنے پیچھے کو غور کرے تو عجیب کیفیت بچھیر ظاہر ہو جیسا آئندہ شعر میں ہو۔  
 ایضاً کہتے ہی جھلیوں میں لپٹا ہوا بہ صدموں سے اس میں وہ رہتا ہوا ہوا  
 جھلی کھا لکی بچے کی بار یک کھال۔ اس پناہ مطلب۔ انسان کا بھیجا پرت و ریت  
 جھلیوں میں لپٹا ہوا اس سبب سے اس پر کسی چیز کا صدمہ نہیں پہنچ سکتا ایضاً  
 نہیں کر سکتے عارضے مختلف بہ نہیں ہو سکتا ہلے سے بھی خلل بہ عارضہ ہونے والی  
 چیز مرادی معنی بیماری۔ مختلف خلل پذیر یعنی آجین کچھ خلل ہو۔ مطلب۔ سر کا بھیجا  
 جھلی کی مضبوطی کے سبب کوئی بیماری نہیں اٹھاتا اور اگر سر بھی ہلاؤ تو کچھ نقصان  
 نہیں آتا کہ اسکی بندش بخوبی ہو۔

صفحہ ۱۴۔ خود سے کم نہیں ہوا کاسہ سر بہ صدمہ پہنچے اگر کوئی سر پر بہ خود ہوا ہوا  
 لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں سر پر رکھتے ہیں کاسہ سر کے اوپر کی ہڈی سے کھوپڑی  
 کہتے ہیں۔ مطلب۔ انسان کی کھوپڑی خود کی طرف سر پر رکھی ہے تاکہ اگر کوئی شیب  
 پہنچے تو وہ ہو جو شعر آئندہ میں ہے ایضاً متضرر نہ ہو مانع کبھی بہ گل نہو عقل کا چراغ  
 کبھی بہ متضرر اسے اول پر فحہ نقصان پہنچانی ہوئی چیز۔ عقل کا چراغ استعارہ  
 یعنی عقل۔ چراغ گل ہونا چراغ بجھ جانا۔ مطلب۔ صدمہ پہنچنے سے مانع کو کچھ نقصان  
 نہو اور عقل میں کچھ فتور نہ پڑے اسی سبب سے خدا نے کاسہ سر بنا یا ہوا۔ کاسہ  
 بے نون یعنی پیالہ ایضاً بال سر پر جو ہوتے ہیں پیدا بہ سر کو وہ پوستین ہیز  
 کو یا بہ پوستین جانور کے پوست کا شلو کا جھین ایک طرف یا ہوتے ہیں اور  
 ایک طرف صاف بالوں والا ہتر بدن انسان سے ملا ہوا ہے تاکہ جائزہ لگے پوستین کشیم  
 میں بہت عمدہ ملتا ہے۔ شعر اپنے ما بعد سے قلم بند ہو۔ مطلب۔ بال خد

اسوائے سر پر پیدا کرتا ہے تاکہ دماغ میں سردی اثر نہ کرے وہ بال نہیں ہوتے بلکہ  
تھرتے گویا سر کو ایک پوستین پہنا دیا ہے ایضاً تانہ پونچھ کے ریح آتے سردی  
ریح گرمی سے بھی نہ پائے کبھی بہہ مطلب۔ بالوں کے سبب نہ دماغ میں سردی  
اثر کرے نہ دھوپ کی شدت۔ گزیون میں گویا سر کے بال چھتری کا کام دین  
ایضاً بارش برف میں اگر ہیں حجاب بہہ دھوپ میں بھی یہ موسم سر میں حجاب  
بارش برسنا۔ حجاب پر وہ بہہ مطلب۔ جب برف پڑتی ہے یا دھوپ بشت ہوتی ہے  
تو سر کے بال دماغ کو چھاتی ہیں ایضاً اور مفصل تو دیکھ رحمت رب بہہ  
پلک چشم پر خیال کر اب بہہ مفصل ایک صحابی کا نام ہے جسکو ایک امام نے خدا کی  
مخلوقات کا سبب بدل لیں عقلی بتایا تھا۔ یہ شعر امام کا قول ہے مطلب۔ یعنی  
اور مفصل تو پروردگار کی رحمت دیکھ اور آنکھ کی پلک پر غور کر خدا نے وہ حکمت  
آسمین رکھی ہے جو آئندہ شعر میں ہے۔ یہ شعر اپنے ما بعد سے قطعہ بند ہے۔  
ایضاً مثل پر وہ خدا نے لٹکایا ہے رسن و حلقہ سے اُسے باندھا ہے حلقے کی ہنسی  
کنڈل ہے مطلب۔ پلک کی کھال کو خدا نے پردے کی طرح لٹکایا ہے اور اُسے ایک  
رسی اور ایک حلقے کے ساتھ مشبوط باندھا ہے ایضاً رسن و حلقہ ہے یہ کسکا  
نام ہے شکر رکھا ہے جب نے جسکا نام ہے شکر بقیم شین مجھ اور فاسے ساکن پوٹوں  
کے گرد اگر وہاں سے برزبان نکلتی ہیں ایک رگ اندر اندر مثل حلقہ دوڑی ہے  
مطلب۔ میں نے جسکو رسن و حلقہ کہا اسکا نام اہل نعمت نے شکر رکھا ہے  
ایضاً چاہیں جسدم ہے پردے لٹکائیں بہہ چاہیں جسدم اٹھائیں ان کی ہنسی  
مطلب۔ شکر کے وسیلے سے پلک نکلتی اور بند ہوتی ہے جب وہ شکر کو وسیلہ  
چھوڑ دو تو پلک پردے کی طرح لٹک پڑے اور جب فوراً اُسے تان لو تو پلک  
پردے کے مثل اوپر اٹھ جائے ایضاً دید و مردم ایک غار میں ہے بہہ

قرۃ و پردہ سے حصار میں ہو بہ و پردہ آنکھ کا ڈھیلہ۔ دروم مر کی تریخ۔ غار گڑھا۔ قرۃ  
 وہ بال تیر پلک میں لگے ہیں۔ بکی ہندی برنی ہو۔ حصار اعلیٰ و قلعہ۔ و پردہ کے  
 ساتھ دروم کو تھوڑا بیور ایسا ہے جو عصبہ کہتے ہیں۔ و یکو دروم آنکھ کی پتلی کو بھی  
 کہتے ہیں۔ مطلب۔ و پردہ کا ڈھیلہ آنکھ کے پیالے میں برنی اور پلک کے  
 باعش سے گریا ایک قلعہ میں محفوظ ہو ایسی حالت ہے جو چوچیدہ درمیان گوش بہ  
 کیا بھی حکمت ہے اس میں اور با پرش بہ چوچیدہ لپٹی ہوئی چیز۔ درمیان گوش کان کا  
 گھونگھا۔ با جوش اس میں ہفت تھیکے ہوش درستہ درمیان مطلب۔ کان کے اندر  
 سپید حاسورخ نمین بنا گیا ہے تاکہ میر بھی گلی کی طرح چرچ پرچ جو اس میں خدا کی  
 وہ حکمت ہے جو شعر آئندہ میں مذکور ہے۔ **۱۲** پردہ گوش تک جو پہنچے صد  
 یعنی جو جو مقام سامعہ کا بہ پردہ گوش کان کے اندر کا حصہ اور طبقہ جو گھونگھے  
 کی شکل پر ہے قوت سامعہ وہیں رہتی ہے۔ مقام سامعہ کان کے اندر جہاں پر بات  
 سستانی دے یعنی پردہ۔ مطلب۔ کان کے پچیدہ اور ہونے سے یہ فائدہ ہے کہ اگر  
 پردہ گوش یعنی اس مقام تک جہاں قوت سامعہ رہتی ہے آواز پہنچے تو وہ  
 بات نہونے پائے جو شعر آئندہ میں ہے **۱۳** لگے زور سے جو اسے صد ابد  
 نہ تھیب صد ہلے صد ابد تھیب کسی چیز کا دھکا۔ صد مد زور سے اکبار گئی  
 دھکا لگنا۔ مطلب۔ اگر کان کے پردے تک آواز کی ہو آیا آواز سخت جاے  
 اور وہ میں پچ کھا کر گو م کھام کر آہستہ سے پردے پر لگے اور آواز کا صد کہنا  
 آہستہ نہ تھیب بدین سبب کان اندر سے پچیدہ بنا ہے **۱۴** انہوں نے پردہ سے  
 گوش جرح بہ درمیان سالم ہمیشہ اور صحیح مد جرح منقول یعنی زخمی۔ سالم تندرست  
 صحیح چنگا۔ مطلب۔ صد ہلے صد کے بجاؤ کی تدبیر اس واسطے خدا نے کی ہے کہ  
 کان کے پردے زخمی نہ ہو جائیں اور ہمیشہ تندرست رہیں تاکہ آدوی ہوا نہ ہو جائے

۱۰۱



ایضاً کیا ہی تدبیر کی ہو خالق نے یہ کیا ہی تقدیر کی ہو رازق نے یہ تدبیر کسی کام کے سچے پڑنا اور انجام کار سوچنا۔ تقدیر وہ حکم خدا جو جاری نہوگا رازق روزی دینے والا مرد خدا سے ہو۔ یہ شعر ذوالفقار فیتین ہو۔  
 ذوالفقار فیتین (وہ شعر جہاں دو قافیے ہوں خواہ دونوں کے مابین رویت ہو خواہ نہو جیسے اس شعر میں تدبیر و تقدیر پہلے قافیے اور خالق و رازق دوسرے قافیے میں یہ امر داخل صفت ہو۔ مطلب۔ خدا نے مخلوقات کے کھانے پینے کے واسطے کیا کیا تدبیریں اور تقدیریں بنا دی ہیں ایضاً کھانے سے جو زیادہ حاجت آب بہ بھوک سے پیاس کا بڑا ہو عذاب بہ حاجت کسی چیز کی ضرورت۔ عذاب تکلیف۔ مطلب۔ کھانے سے پانی زیادہ درکار ہوتا ہے جو قدر تکلیف بھوک کی ہوتی ہو اُس سے زیادہ پیاس کی شدت ہوتی ہو تم نہیں دیکھتے کہ آدمی اکثر دن رات میں دو بار کھانا کھاتا ہے اور دوں پانچ بار پانی پیتا ہے ایضاً مطلب۔ آب بہ غسل و وضو بہ کپڑے دھونے کو عیناً جو سبب بہ غسل بنیم اول نہانا۔ وضو بنیمین عبادت کے واسطے ہاتھ نہ دھو نہا۔ سبب گھڑا۔ مطلب۔ غسل اور وضو کے واسطے پانی کی خواہش اور کپڑے دھونے کو گھڑے بھر بھر پانی ضرور ہے ایضاً چار پائون کو پانی ہے درکار کھیت ہوتے ہیں پانی سے طیار بہ چار پائے وہ جانور جو چاروں پائوں سے چلین یہاں مویشی دو آب سے غرض ہے۔ درکار ضروری۔ مطلب۔ مویشی اور کھیتوں کو پانی نہ لے تو نقصان پہنچے ان دونوں چہینہ دن کو پانی کی ضرورت ہے۔

صفحہ ۱۵۔ اسلئے کی ہے پانی کی کثرت بہ کہ نہ سے ریح پانی کی قلت بہ کثرت زیادتی۔ قلت کہی۔ مطلب۔ تمام زمین پر مٹی سے زیادہ پانی اس واسطے پیدا کیا ہے

کہ پانی کی ایندھن کو ہونے پائے کیونکہ پانی کی حاجت کھانے سے زیادہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ ایضاً روٹی میں یہ حکم رب جلیل بہ حرکت سے نشتر کرین تحصیل ہو۔ جلیل بزرگ۔ حرکت بختین چلنا پھرنا۔ نشتر انسان۔ تحصیل حاصل کرنا بیان مراد ہی مستی تلاش۔ مطلب۔ رزق کے واسطے خدا کا حکم ہے کہ چل پھر کر انسان تلاش کرینا۔ ایضاً اگر اسمین نشتر نہ مشاغل ہو۔ ارتکاب امور ہو باطل بہ مشاغل مشغول کرنے والا اور عادت ڈالنے والا۔ ارتکاب امور ایک دوسرے سے کاموں کا تعلق۔ باطل مت جانے والا۔ مطلب۔ اگر آدمی خود چل پھر کر اپنی روزی نہ تلاش کرے تو پھر دنیا پر کسی نے کیا کام نہ کئے۔ ایضاً غور سے دیکھ حالت اطفال بہ قسم و درگہ انکو جو ہنوز محال ہے اطفال طفل کی جمع ہے وہ لڑکا جو چوڑو برس کی عمر تک نہ پہنچا ہو یعنی نابالغ ہو۔ درگہ شعر ۳ صفحہ ۲۔ دیکھو ہنوز ابھی تک تا ہنوز ایسے مقام پر غلط ہے۔ یہ شعر اپنے ما بعد سے قطع نہ ہو۔ مطلب۔ لڑکوں کی حالت میں غور کر کہ اگرچہ انکو تجویبی سمجھ نہیں آتی لیکن مان باپ وہ امر کرتے ہیں جو شعر آئندہ میں ہے۔ ایضاً سوئپ دیتے ہیں پر معلم کو یہ کہ کبھی کھیل میں فساد نہ ہو بہ معلم کھانے والا۔ مطلب۔ اگرچہ بچپن کا زمانہ رہتا ہے لیکن مان باپ بچوں کو معلم کے سپرد کرتے ہیں تاکہ خراب لڑکوں کے ساتھ کھیل کود کر فساد نہ پراکریں اور شست و برت حاصل ہو اور وہ فائدہ ہو جو شعر آئندہ میں ہے۔ ایضاً لہو بازی میں بیدہ ہون آپ بہ ہون گرفتار رنج میں مان باپ بہ لہو کھیلنا۔ بازی وہ کھیل جس میں کچھ شرط ہو یہ مان مراد فقط کھیل سے ہے۔ بیدہ ہرہ بضم اول بمعنی فائدہ بیدہ امر ہے فائدہ ختمہ ما کو اشباع یعنی کھینچ کر داد بھی اسکے بعد بڑھ جاتے ہیں اور یہ ہودہ پڑھتے ہیں جیسے تیز و ترو بوز۔ مطلب۔ اگر مان باپ بچپن سے معلم کے سپرد کریں ایک تو وہ لڑکے خود نالائق ہو جائیں اور دوسرے مان باپ کو آنگے فساد کے

شکوہ و شکایت سے تکلیف پہنچنے **ایضاً** یونین بے شغل ہو اگر انسان بد بگیاں  
ہوں اُسے بہت نقصان پہ شغل کا رو بہ فرضی مطلب۔ جب طرح اڑکے اگر علم کے  
پاسن چین سے نہ بٹھائے جائیں تو خراب ہو جاتے ہیں اسپر طرح اگر جوان آدمی بھی  
یکساں بیٹھا رہے تو آدمیت سے گدز جانا ہے اور بیشک اُسے بڑے بڑے نقصان  
پہنچتے ہیں **ایضاً** بد لائل ہو رہی ثابت یونین بد مشغور رہوں آپ غیر بھی ہوں  
دلائل دلیل کی حج جسکے معنی حجت۔ یونین بضم یا سے تحتانی حرف تشبیہ ہے اس  
شعر سے ثابت ہے کہ یہ لفظ جب طرح عوام بفتح اول برتے ہیں غلط ہے کیونکہ یونین کا  
قافیہ واقع ہو ہے اور اختلاف حرف مذکور نہیں کما لائینی علی اشعار (مذکور)  
حرف روت کے ماقبل کا حرف جیسے مار و ناکایم و تے اور خوب و خوب کا تے :  
وال اور اسیر و امیر کاسین و یم۔ روت کی تحقیق صفحہ ۹۹ حصہ دوم مجموعہ سخن میں  
دیکھو۔ مطلب۔ حجتوں سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر انسان یکساں بیٹھا رہے  
تو خود اسکو بھی ضرر پہنچے اور غیروں کو بھی اُس سے نقصان ہو جیسا آگے بیان  
کیا جائیگا **ایضاً** ہو جو کوئی رفاہ و نعمت میں بہ خشن افعال و نیک حالت میں  
رفاہ کبیر اول فراغت اسکی ہندی چین۔ حسن بہتری۔ یہ شعر اپنے مابعد سے  
قطع بند ہے۔ مطلب۔ جو کوئی چین اور آسائش اور نیک رویہ اور چھی حالت  
میں رہے تو اسکا وہ حال ہو جو شعر آئندہ میں ہے **ایضاً** ہو مسرت میں اسکو  
نشو و نما ہے ہو فراغت میں اسکو نشو و نما ہے نشو پیدا ہونا۔ نما بفتح اول اگتا۔  
نشو و نما کے مراد ہی معنی پرورش۔ فراغت چین سے مائتہ پاؤن پھیلا نا اور کام سے  
چھٹی یا تاسیمان معنی اول مقصود ہیں۔ مطلب۔ جو کوئی رفاہ اور حسن افعال اور نیک  
حالت میں بسر کرے تو وہ خوشی میں پرورش پائے اور اُسے ہمیشہ چین نصیب رہے  
**ایضاً** حال کیا ہونسا و طینان کا بد مفہوم ہے ہونسا ہونسا کا بد مفہومان کا بد مفہومان

حد سے بڑھانا اور نافرمانی یہاں بمعنی دو مہر۔ مفسدہ فساد کرنا اور جاعے فساد۔  
 عنوان بضم اول ویباچہ اب بمعنی قسم مستعمل ہے۔ مطلب۔ اگر آدمی بے شغل رہے  
 تو بہت فساد اور نافرمانیاں کرے اور اُس سے ہزار طرح کے جھگڑے پیدا ہوں  
 (نکاح البشاش) اگر اس معرغ سے ع بدلائل ہو، ہونا بہت برون یہ لیسکر  
 شعر ہذا تک قطعہ بند کیا جائے تو معنی بہت خوب ہوتے ہیں اور سب کا خلاصہ ہونا  
 ہوگا۔ مطلب۔ اگر کوئی دنیا میں رفاہ اور چین سے بسر کرے اور ایشکی حالت میں  
 کبھی کوئی خلل نہ پڑے اور مسرت و فراغت میں ایشکی پرورش ہو تو ایسے ننگ  
 آدمی سے بیٹھتیے کھا کر کبھی رہا نہ جائے سیکڑوں بد معاشیاں ہزاروں ہنگامے  
 برپا کرے لہذا پُر ضرور ہے کہ انسان ایک نہ ایک سعی و محنت کرتا رہے  
 ایضاً کیا کیا ہے کرم مجھہ خدا سے دو جہان کا بہ ننگر اُسکا ادا کر کے کیا  
 ننگہ ہے زبان کا بہ کرم بخشش و عنایت۔ دو جہان سے مراد وجود و عدم۔ کیا  
 ننگہ ہے محاورہ بمعنی کچھ حقیقت نہیں۔ ننگہ کا لفظ زبان کے ساتھ بھور، ایہام ہے  
 شعر۔ صفحہ ۱۰ دیکھو۔ مطلب۔ خدا کی عنایت مجھ پر ہے انہما ہے زبان کی طاقت  
 نہیں کہ اُسکا شکر ادا کر کے ایضاً آوازہ ہے چین حمد خدا سے دو جہان کا بہ  
 کچھ دخل نہیں گاشن قدرت میں خزان کا بہ چین باغ کا ایک حصہ۔ حمد خدا کا  
 چین استعارہ یعنی حمد۔ دخل گھنسا۔ گاشن پھولوں کی جگہ۔ گاشن قدرت ہتھا  
 یعنی قدرت۔ خزان بفتح اول مصدر خریدن سے منسوب ہے مکان گرم و جامہ  
 گرم میں گھس رہنے کا موسم اور بعضوں نے اسے خرد و بیبا کا منسوب بتایا ہے  
 یعنی گرم کپڑے مثل خستہ پہنے کی فصل انفرادی یہ وہ موسم ہے جب آفتاب  
 برج میزان و عقرب و قوس میں رہتا ہے اور اسی سبب سے چلنے کے جاڑے  
 ہوتے ہیں درختوں کے پھول پتے جھڑ جاتے ہیں اس موسم کی ہندی اپت جھڑ

ہو۔ مطلب۔ چونکہ خدا کی قدرت کے باغ میں کبھی خزان نہیں آتی یعنی قدرت خدا  
ایک حال پر رہتی ہو تو اسکی تعریف کا باغ بھی ہمیشہ تازہ رہتا ہے اور ایضاً جو  
اگیا اس راہ میں سالک وہی ٹھہرا ہے مگر راہ جو نہ یہاں کا نہ وہاں کا ہے سالک  
راہ ملنے والا اور وہ فقیر جو اپنے ہوش و حواس میں ہو اور جو آپ سے باہر ہو اسے  
مجزوب کہتے ہیں۔ مگر راہ بہکا ہو شخص۔ نہ یہاں کا نہ وہاں کا محاورہ جسکا کہیں  
ٹھکانا ہو۔ مطلب۔ جو خدا کی حمد کی راہ میں آیا یعنی جسے خدا کی حمد بیان کی  
مگر یہ عمل وہی درویش سالک ہو اور جو اس سے بہک گیا اسکا کہیں ٹھکانا  
نہیں نہ دنیا میں نہ دین میں ایضاً دریا سے کبریٰ میں بہن سو طرح کے  
جلوسے بہ دیکھو صدق جسم میں عالم درجان کا ہے کبریٰ عنایت خدا اور یا سے  
کبریٰ استعارہ یعنی کبریٰ جلوہ نمایش۔ صدق سبب۔ عالم محاورہ یعنی جان و  
صورت اور رنگ روپ۔ در موتی۔ در جان استعارہ یعنی جان۔ حکما قائل ہیں  
کہ جان بدن کے اندر حلول نہیں رکھتی اور اہل شرع اسکے برغلاف ہیں۔ مطلب۔  
خدا کا اور یا سے رحمت ہزارا طرح کے جوش مار رہا ہے اور سیکڑوں طرح سے اسکی  
کبریٰ نمودار ہو دیکھو ایک نمایش یہ بھی ہے کہ جان بدن میں اس طرح سمائی ہوئی ہے  
جیسے سیپ میں موتی ایضاً صحرا میں نہ دریا میں زمین پر نہ خاک پر ہے۔  
موجود ہے پر نام نہیں اسکے نشان کا ہے صحرا بڑا جنگل۔ نام نہیں محاورہ پتا نہیں  
مطلب۔ خدا سب جگہ موجود اور حاضر ہے اگر خاص اسکے رہنے کی جگہ دریافت  
کیا جاہو تو ہرگز تعین نہوے اسکی ذات لا مکان ہو ایضاً دیکھو کوئی  
خور سے قدرت کے کرتے بہ شادی کہیں بچے کی کہیں غم ہو جوان کا ہے کہ تمہ  
کبسر بن چشم دارو سے اشنادہ کرنا اصطلاحاً یعنی طریقہ و تماشاء مطلب۔ کوئی  
قدرت کے کہیں دیکھے کہ کہیں و تباہی میں رو کا پیدا ہونے کی طرہی اور کسی

جوان کے مہر جانے کا پانچویں شادی و عہد و پیمانہ جو ان میں باہم صورت تضاد ہو  
 شعر ۱۴ صفحہ ۳۴۔ دیکھو اس شعر میں جو غیب جوش میں آئے تو غضب ہو گیا  
 غرقاب سفینہ ایسی ہو جاسے تہاں کا کہ غرقاب بقلب اضافت آب عمیق یعنی  
 گہرائی۔ کذا فی الغیاب۔ اس صورت میں شعر خیر باد کہتے ہیں مان شاید  
 امانت کی مراد یہ ہو تو ہو غرقاب مرکب بکربب اضافی لفظ غرق میں فک اضافت  
 ہو جیسے جاب شریفیہ ہمارا سید دل و شیرہ یعنی ڈوبا ہوا اس صورت میں شعر باعنی  
 ہوا جالیگا۔ دوسرے غضب کے معنی محاورہ استم اور آفت اور تدمیر کے ہیں  
 پہلا غضب یعنی غم۔ سفینہ ناو۔ سفینہ تہاں استعارہ یعنی جہان۔ مطلب۔  
 اگر خدا کا غضب دنیا پر نازل ہو تو تیرے مشکل ہو جہان کا قتل پیرا نہ لگے جیسے نوح  
 کے زمانہ میں ہوا تھا۔

صفحہ ۱۶۔ بلیل کی طرح عشق میں نالان جہان میں اسکے ہو جو گل کیتا نہیں  
 ہر دو جہان کا بلیل ایک طائر کا نام ہے جس کی رنگت خاکستری ہوتی ہے جو چا تو پہاڑی  
 ہے ہندوستان میں نہیں پیدا ہوتا شہرہ ہے کہ ہزار چا تو ہوں ہی رو بیان ہو لیا ہے  
 ایسے ہزارہ استان میں اسکا لقب ہو سکا عشق گلزار کے ببول کے ساتھ اور  
 مالہ میر و جہاں چین ہر دو جہان کے گل کیتا سے مراد خدا ہے۔ کیتا حیر کا کوئی ثانی نہ  
 مطلب۔ دونوں جہان کے بلخ کے کیتا ببول یعنی خدا کی محبت میں بلیل کے ہاتھ  
 میں شور بجا رہا ہوں یعنی اسکی میں کر رہا ہوں ایسا پر شہیدہ سلاک کے ہیں  
 کوئی کیا بات ہے دہندہ وقت ہے وہ ہر راز نہاں کا ہے دہندہ ہر قسم فاعل قیام  
 ملتے والا وقت شہرے والا اور آگاہ۔ راز نہاں جو چھپا ہوا ہے۔ مطلب۔ خدا عالم ہے  
 اس سے کہنی با بچہ میں نہیں رہ سکتی وہ بچی و میری سبب دیکھتا ہے اور بھگت  
 میں سے کیا چاہتا ہوں جو صاحب اور ایک ہے خدا کہ وہاں وہ غل نہیں دیکھتا

صاحب اور اک و شخص جسے قوت مدد کہ تجویجی حاصل ہو یہاں مراد عارف خدا ہے  
ہو۔ وہیم شعری معنی ۲۔ دیکھو۔ گمان یقین اور وہیم کے درمیانی قوت کا نام ہے  
اسکی عربی شک ہے۔ حقابین الف قسیمہ مطلب۔ امر عارف خدا کی معرفت ہے  
تھا شخص ہی رہنا بہتر ہے خدا کی قسم کہ اس بارے میں وہیم و گمان کو تو دخل  
نہیں جو ذرا سی چیزیں ہیں پھر درک یعنی عقل مدد کہ کے برابر بڑی چیز اس  
باریک۔ راہ میں کیونکر سما سکیگی ایضاً لب پر ہی مصرع رہے ہر وقت  
امانت ہے شکر اُسکا اور کر کے کیا تہہ جو زبان کا ہے امانت شاعر کا تخلص۔  
لب پر کوئی بات رہنا اُسکا کہ جانا مطلب۔ امر امانت میں جو مصرع مطلع  
میں کہ چکا ہوں اسی کا ہر وقت رہنا خدا کی حمد میں بہت ہے یعنی یہی بکنا سبب  
ہو کہ ع شکر اُسکا اور کر کے کیا تہہ جو زبان کا ہے ایضاً سر اسے  
دینا ہو خوف کی جا ہر ایک کو خوف دم بدم ہے پھر رہا سکندر یہاں نہ وار  
نہ ہو فریدون یہاں نہ جم ہے پھر مسافرانہ کے ہو اٹھو مقام فردوس جو ارم ہے  
سفر ہو دشوار خوب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے پھر نسیم جاگو کر کو  
باندھو اٹھاؤ لیٹر کہ رات کم ہے پھر سر اسے غرض نہان سدا جہان مسافر  
مگین سر اسے دینا استعارہ یعنی دینا مسافرانہ مثل مسافر فردوس یہ لفظ  
رومی یا سریانی ہے بہت کامب سے بڑا اور بلند درجہ۔ ارم فرہنگ  
دیکھو۔ عدم نیست ہو جانا۔ پتھر چھوٹا۔ منزل عدم استعارہ یعنی عدم مطلب  
لفظ مسافرانہ اور تک رہنا اور لفظ بقام و معروض منزل اور کر باندھنا  
اور پتھر اٹھانا۔ سب تو ارم ہما نسر این خواب سے مراد تھکت وینا جاگو  
یعنی تھکت وینا سے ہوشیار ہو لیٹر اٹھاؤ یعنی طبع دنیوی دل سے  
کمال ڈالو۔ بات کم ہے یعنی صبح قریب ہو یعنی بالون رسیدی آبی

بوڑھے ہو چکے ہو۔ واضح رہے کہ اسکے ہر بندین پانچ مصرع ہیں اخیر کے  
 دو دو نسیم شاعر کے مصرع اور اوایل کے تین تین عبد اللہ خان مخلص مہر کے  
 مصرع ہیں ایسی نظم کو محسوس ہوتے ہیں ایضاً سرور و عیش و نشاط و  
 عشرت یہ چند انقاس کے ہیں جھگڑے بہ ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند  
 انقاس کے ہیں جھگڑے بہ غرور و تکبر و کبر و نخوت یہ چند انقاس  
 کے ہیں جھگڑے بہ جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انقاس کے ہیں  
 جھگڑے بہ اجل ہوا ستا وہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہو بہ  
 عیش خوشی مدامی - نشاط و بفتح اول خوشی - عشرت دلی خوشی اور کیسے ساتھ  
 نطقت اٹھاتا - ملال رنج ولی جیتا کم ہو - رنج تکلیف بیماری و غم - غم  
 رنج گزشتہ مصیبت متنی و دشواری کار - غرور و دولت کا فریب کھانا تکلیف  
 اپنے کو لیے اور سب جھگڑے رہنا - کبر اپنے کو بزرگ بنانا - نخوت و نامنی  
 غرور اسکی بندی ٹھٹھا ہر جاہ ترسہ و مقام ظاہر اجاے کا بدل ہو -  
 سرور و نشاطی خوشی - دولت وہ مال جو ہاتھوں ہاتھ اڑتا پھرتا رہے -  
 دست بستہ تامل ہار - اجل موت - نوید بقیع اول و کسرتانی و پائے ہوا و توجہ  
 مطلب - و حقیقت یہ سب الفاظ چند سانسوں کے جھگڑے ہیں اگر دم آیا تو  
 سب کچھ اور جو روح نکل گئی تو پھر زمین کا ایک بھی ساتھ نیکانوت ہر وقت  
 ساتھ ٹھٹھی ہوا اور پیغام اجل نہ معلوم کس وقت آئے - جب کوئی ایسی  
 پہ چیزوں سے چھٹکارا پائے تو نہایت خوشی سنانی چاہیے اسی واسطے شاعر نے  
 نوید کا لفظ کہا ہے - انقاس نفس بختین کی جھج ہوا ایضاً اشعار  
 سب کے سب ہیں جیسے یہ دیکھو تو خدا کی بندین بہ یہ جانگے تھے ابتدا میں  
 دن جو سونے ہیں انہما کی بندین بہ پڑے ہیں کیسے یہ اسے غافل فرمیں ہیں



کس کس بلا کی نیندین بہ نسیم غفلت کی چل رہی ہو اسٹڈ رہی ہین قضا کی نیندین بہ  
 کچھ ایسے سب نے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہو بہ بت پتھر کی تصویر اور  
 معشوق کو بھی بولتے ہین یہاں معنی اول ہو جس جو نہ ہے۔ ابتدا سے یہاں  
 روز ازل مقصود ہو۔ انتہا کی نیندین معنی ہیج خواب۔ بلا کے معنی یہاں بیشمار اور  
 غضب نسیم نرم ہو اقسام ہو یہ محاورہ اکثر جب بشت فعل پڑاتا ہو تو اُسے  
 منفی کر دیتا ہو جیسے تمحیین قسم ہو کہ یہاں آج سے آؤ یعنی نہ آؤ اور جب فعل منفی پڑ  
 آتا ہو تو اُسے بشت بناتا ہو جیسے تمحیین قسم ہو کہ دیکھو نہ تم مجھے نہ بولو یعنی بولو  
 جاگنا قسم ہو یعنی نہ جاگینگے۔ مطلب۔ اجاب مردہ کیسے دم خود سو رہے ہین ازل  
 ہین آنا تک جاگے تھے جو اب غافل ہو کر ایسے سونے ہین کہ گو یا حشر تک  
 نہ جاگینگے۔

صفحہ ۱۷۱۔ قیام عمر دور روزہ جانی کبھی نیندین ایک قاعدے پر بہ تعلق عیش نہ ہو گئی  
 کبھی نیندین ایک قاعدے پر بہ تامل کار جہان فانی کبھی نیندین ایک قاعدے پر بہ  
 بہار گل لطف نوجوانی کبھی نیندین ایک قاعدے پر بہ جو چاروں ہو و نور امت  
 تو بعد اسکے غم و اہم ہو نہ تامل انجام کار تعلق علاقہ عمر دور روزہ ایک دن حیات کا  
 ایک دن وفات کا اوزیر عمر کم پائند ار سے مراد ہو۔ بہار گل وہ ایام خمین گلاب  
 پھولے وہ حیات کا مینا ہو بعضے پر سات کو ہندوستان کی بہار کہتے ہین۔  
 و نور زیادتی۔ جانی ہین تختانی نسبتی ہو یعنی جان کے مثل غریزہ بعض نسخون ہین  
 بجائے اسکے اکثر لفظ (جانی) بد و تختانی چھپ گیا ہو اور وہ غلط ہو اول تو ہین معنی  
 اور پھر زندگانی کے ساتھ قافیہ نہ رہیگا۔ مطلب۔ عمر کم پائند ار کا قیام اور عیش زندگانی  
 کا تعلق اور مٹ جانے والی دنیا کا انجام کار اور پھولوں کی بہار اور نوجوانی کا لطف  
 یہ سب ایک حالت پر نہیں رہتے اگر چند روز خوشی ہو تو اسکے بعد پھر غم کا سامنا ہو گا اور

ایضاً لکھے وہ عیش و نشاط کے دن زمان رنج و ملال آیا بہ شباب نے  
 شیب سے بدن کی عروں گذر ازوال آیا بہ کیے ہو سے سے ہونی نہ امت تو مہر  
 کیا کیا خیال آیا بہ یہ مصرعہ مخبر مصیبت پسند ہو کہ کمال آیا بہ نسیم جاگو کہ کو با ندھو  
 اٹھا لو بستر کہ رات کم ہو بہ عیش و نشاط کے دن یعنی شباب - رنج و ملال کا وقت  
 یعنی شیب - شباب یعنی جوانی - شیب یعنی شین مجھ بالون کا سفید ہونا یعنی  
 یہ پیری - زمان وقت - عروں ترقی اور بڑھنا - زوال تنزل اور گھٹنا - نہ امت  
 شرمندگی - ہر شاعر کا تخلص - مخبر خبر دینے والا اور اطلاع کرنے والا کمال  
 نہایت مطلب - جب جوانی گذر کر بڑھایا آیا تو طاقت وغیرہ میں تنزل ہوا  
 اسکے ہوتے ہی جو جو گناہ کر چکے تھے اُس پر شرمندگی ہونے لگی عجیب عجیب  
 خیالات دل میں سمانے لگے آخر کو یہی بہتر معلوم ہوا کہ ہوشیار ہوں اور کس  
 باندھ کر مرنے پر تیار ہوں ایضاً لکھتے ہیں زن نے عرب کی ایک رات پہ  
 اپنے شوہر سے کہی رو کر یہ بات بہ عرب ملک عرب کا رہنے والا آدمی اور  
 عربستان کے گنوار کو اعراب بولتے ہیں - مطلب - ایک عرب کی عورت نے  
 اپنے خاوند سے کہا غم یہ بات کہی جو شعر آئندہ میں ہو ایضاً لکھتے ہیں  
 ہم بہت رنج اور بلا بہ سب ہیں خوش اور ہم ہیں غم میں بتلا بہ بلا وہ تکلیف جو  
 اپنی طاقت سے باہر ہو - کھینچنا برداشت کرنا - مطلب - زن عرب کا قول ہے  
 کہ بہت تکلیف کی برداشت کر رہے ہیں اور غم میں پھنسے ہیں اور لوگوں کو  
 دیکھتے ہیں کہ وہ چین سے بسر کرتے ہیں ایضاً فقر و فاقے سے جو جو - مخی  
 بہ تنگ پہ اپنی درویشی سے درویشوں کو تنگ بہ فقر و فاقہ کے مراد  
 معنی تکلیف روزمرہ - جی بہ تنگ ہونا وق ہو جانا - درویشی سے مراد  
 یہاں تنگ وستی - تنگ شرم - مطلب - ہم تکلیف روزمرہ سے

ایسے وقی ہو گئے ہیں کہ اگر کسی فقیر سے ہماری تکلیف برداشت کرنے کو کہو تو اُسے شرم معلوم ہو **ایضاً** ان کی جاگہ غذا پر اپنی دروہ پانی کی جا اشک ہو اور آہ سرد و ہنسان روتی جاگہ گنوا رہی بولی اب جگہ ہوتے ہیں۔ مطلب - روٹی کھانے کے بدلے ہم دروستے ہیں اور پانی پینے کے بدلے ہم آنسو پیتے ہیں اور ٹنڈھی سانسین بھرتے ہیں یعنی نہایت رنج و ملال میں بھر پور رہی ہو۔ **ایضاً** دن کو بچہ پرشاک تاب آفتاب بدشب نہالی اور بچھونا ماہتاب بد نہالی وہ کھاف جو عروس اور عا کتر باندھنو کا ہوتا ہے اور اسپر گل بوٹے جھاڑ وغیرہ ہوتے ہیں نہال درخت کو بھی کہتے ہیں شاید نہالی کی تختانی نسبتی ہو فارسی میں اسکو نہالین بنون کہتے ہیں تاب آفتاب و حوپ - ماہتاب چاندنی - مطلب - عسرت کے سبب سے و حوپ دن کو ہماری پرشاک ہو یعنی و حوپ میں چلتے ہیں اور رات شل سحان کے اور چاندنی بجائے بستر کے ہو یعنی رات کو اوڑھنا بچھونا کچھ نصیب نہیں ہوتا خدا نے قرآن میں کہا ہو **وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا** یعنی شب کو بچھونا بھار الباس بنا یا ہو یعنی رات کو سو رہو۔ **ایضاً** قرص مہ تی میں ہوا اپنے قرص مان بہ بین ستارے بیضہا سے ماکیان بہ قرص بالضم گلیا - قرص مہ پورا چاند جسے پدہ بولتے ہیں ماکیان ماکیان مرغی ماکیان ہا اسکی جمع ہو - بیضہ انڈا - مطلب - چاند کو ہم کہتے ہوئے آئے کی شکلیا تصور کر کے نکا کرتے ہیں اور تارون کو مرغی کے انڈے خیال کر کے ہونٹھہ جا کرتے ہیں مگر کچھ نصیب نہیں ہوتا بھوکے ہی رہتے ہیں۔ **ایضاً** غوبیش و بیکانہ ہوئے ہمسے لغور با سامری کی طرح بھاگے و در دور بہ سامری صغٹہ بہ فرہنگ و کچھ لوگ اسکو جا دوگر جانکر

نفرت کرنے لگتے تھے اور جنہوں نے اسے مان کے طاعت مہوسی چھوڑ دی وہ آتر سچا خدا  
ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل کیے گئے یہ بڑا معرکہ بنی اسرائیل میں مشہور ہے۔ نفوس بیخ اول  
و ختم ثانی گزیران اور نفرت کر نیوالا مطلب۔ غریزہ اور غیر مرتبہ سے نفرت کرنے لگے  
جیسے لوگ سامری سے نفرت کرتے تھے۔ دور دور بھاگنا نفرت کرنا۔

صفحہ ۱۸۰۔ قرض مانگین ہم اگر یک مشت جو پہلے دے نہ کوئی جی اگر کر دین  
گر وہ بد مشق جو سے مراد یہاں تھوڑی اور کم حقیقت چیز۔ گرو عوام اسے گرو می  
کہتے ہیں اور اسکی ہندی گناہ جو جی گرو کرنا جان دیدینا۔ مطلب۔ اگر ہم کم حقیقت  
پر غریبی کسی سے قرض مانگین اور اپنی جان تک بھی دیدین تو ہرگز کوئی نہ دے  
ہم تنگ دستی سے ایسے ذلیل ہو رہے ہیں ایضاً آوے گر گھر میں ہمارے میمان ہن  
کفکش چین اسکی جب ملتی جو نان بندہ میمان مرکب ہو مد اور مان سے مد یعنی  
بزرگ و نان یعنی مثل یعنی مثل بزرگ اسکی ہندی پاہن جو کفکش عام جو تا اور  
خاص ایک قسم کا جو تا جسکی اٹری اونچی اور دیوارین چھوٹی اور نوک بہت بھاری  
پہچیدہ ہوتی ہو یہاں یعنی اول ہر مطلب۔ ہماری تکلیف کا یہ حال پہنچا ہر  
کہ جب ہم اپنے مہمان کی جو تیان چین تو اسکو کھانا کھلا سکیں ایضاً آوے  
گھر میں ہمارے وہ اگر یہ دقت پر اسکے رہے اپنی نظر بہ دقت فقیر کی گزری اور یہاں  
مہمان کے کپڑوں سے مراد جو مطلب۔ اگر وہ مہمان ہمارے گھر میں ہو رہے تو ہمارا  
یہی نیت ہو کہ اسکے کپڑے بجاگین نظر اس مقام پر یعنی نیت ہو ایضاً اسکی  
ماجرا اور کھنگو بہ صبح تک کرتی چھی وہ پیش شو بہ شو ہو او معروف شو ہر مطلب۔  
عورت نے اعرابی سے اپنی کھانی کھی آگے وہ اعرابی یعنی اسکا شو ہر اسے سمجھانا ہر  
ایضاً یون کھانا شو ہرنے زن سے صبر کر بہ اب گئی ہو عمر یہ کیسے گز رہے کیسے بالکل  
مطلب۔ خاوند نے بیوی سے کہا کہ ساری عمر تک گئی ہو تھوڑی باقی رہی

بے صبری نکر ایضاً است کہ ابیشی کئی پر نو نگاہ بہ دل سے اپنے کھو دے صَبْت  
 ماں وجاہ بہ پیشی یعنی زیادتی یہاں مراد دولت سے ہے۔ کئی گھٹ جانا یہاں مراد  
 مفلسی سے ہے۔ نگاہ کرنا توجہ کرنا۔ حسب دوستی۔ مت علامت نئی قدیم بونی  
 اب ٹکسال یا ہر فی اس حال اس محل پر نہ بولتے ہیں۔ مطلب۔ اور عورت تو دولت  
 اور مفلسی پر کچھ خیال کر ماں وغرت کی محبت بھلا دے ایضاً صاف و تیرہ ذوق  
 جائینگے گذر ہیے بقا بہین مت کہ پتر تو نظر نہ تیرہ سیلی خیر یہاں یعنی مفلسی جو۔  
 صاف سے مراد یہاں دولت۔ بے بقا جو خیر ہمیشہ نہ رہے۔ مطلب۔ آدمی  
 کی دولت اور مفلسی دونوں گذر جاتی ہیں ہرگز ایک حال پر انسان نہیں رہتا۔  
 ایضاً دیکھ دنیائیں ہر ارون جانور مدہ عیش و عشرت میں ہیں بے کسب و پتر  
 کسب حاصل کرنا اور پیشہ۔ ہنر وہ کار گیری جو ہاتھ سے ہو۔ مطلب۔ اور عرب  
 تو نہیں دیکھتی کہ جانورون کو نہ کوئی پیشہ آتا ہے نہ کوئی ہنر۔ مگر چین سے  
 زندگی بسر کرتے ہیں انھیں کچھ دنیا کی فکر نہیں اس طرح ہمیں تمہیں بھی لازم ہے  
 ایضاً حمد کرتی ہے خدا کو عند لیب بہ غیب سے وہ رزق پاتی ہے جو عجیب ہے  
 عند لیب بلیل غیب مقام پوشیدہ۔ مطلب۔ بلیل خدا کی تعریف کرنا ہے  
 اور خزانہ غیب سے چارہ پاتا ہے اسے بھی کوئی فن نہیں آتا یہ نہیں اگر ہم تم  
 خدا کی عبادت کیا کریں تو کبھی تنگ دستی نہو ایضاً بے غم و بے فکر  
 دست شہ پہ باز مدہ طعمہ کھاتا ہے بلارنج و نیاز بہ باز ایک شکاری جانور۔ طعمہ  
 شکاری جانور کا کھانا۔ نیاز کبیر اول حاجت۔ مطلب۔ خدا کی رزاقی دیکھ کہ باز  
 باوجودیکہ موزمی طائر ہے اس پر بادشاہ لوگ اسکے تابع دار ہیں یعنی شکار گاہ میں  
 اپنے پونچے پر بٹھائے ہوئے پیر کرتے ہیں ایضاً اب ہی پشہ سے  
 لیکر تا پہیل بہ ہیں عیال اتدوہ جو نعم الوکیل بہ پشہ مچھ۔ پہیل ہاتھی۔

لپٹہ و پیل سے یہاں مراد خورد و بزرگ۔ عیال بالک۔ زون و فرزند و متعلقین عیال تہ  
 گے دوسرے لام کو دراز یہاں نہ پڑھو۔ نعم الوکیل روزی کا ذمہ دار۔ مطلب۔  
 چھوٹے سے بڑے تک سب خدا ہی سے علاقہ رکھتے ہیں اور خدا سبکی روزی کا  
 ذمہ دار ہے کوئی تنفس بے رزق نہیں رہنے پاتا ایضاً آدمی کو رزق کا  
 اپنے الم ہے جو فقط کج فہمی سے یہ درو و غم ہے الم رنج۔ کج فہمی حماقت۔  
 مطلب۔ آدمی کو اگر روزی کی فکر کا رنج ہوتا ہے تو حماقت سے ہوتا ہے اس  
 امر کا رنج یہ کہنا چاہیے خدا رزق ہے ایضاً ہر وہاں نعمت کی ورنہ کیا کمی ہے  
 کر دے جی محتاج کو دم بین غنی ہے حق خدا۔ غنی بے پروا مالدار یہاں یعنی دوم ہے  
 مطلب۔ خدا کے پاس دولت کی کچھ کمی نہیں چاہیے دم بھر بین فقیر کو امیر بنا دے  
 پھر انسان کو اپنے حق میں ہاسے ہاسے کرنا بیکار ہے۔ محتاج کو غنی کرنا اشارہ ہے  
 طرف دیگر شمس کشادہ کے معنی سب کو چاہیے خدا عزت ویدے ایضاً  
 غم توکل کا جو اپنی نیچکن ہے و وسوسوں سے جو یہ سب رنج و محن ہے توکل خدا کو  
 سوہننا یعنی صبر کرنا۔ نیچکن جڑاؤ کھینٹنے والا مراد ہی معنی نہایت دیرپا و نیر  
 اور کھودنے والا۔ وسوسہ بکا دینے والا اور فریب شیطانی مراد ہی معنی  
 بے اعتباری۔ محن بکسر اول محنت کی جمع ہے۔ مطلب۔ ہمارے توکل کی بیچکتی  
 فقط غم کرتا ہے یعنی غم و نیا صبر دلی کو کھوتا ہے اور ساری تکلیفیں بے صبری کی  
 وجہ سے ہوتی ہیں ایضاً در دشمن ہو موت کا تیرے رسول ہے پھیر  
 مت شکر اس سے تو ایسا بوالفضل ہے رسول بھیجا ہوا شخص و قاصد اور وہ  
 نبی جس پر کتاب خدا نازل ہوئی ہے وہ بقائد اہل اسلام چار ہی شخص ہیں  
 داؤد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد باقی سب نبی کلامتے ہیں لیکن بیان نبی  
 قاصد ہے۔ شکر پھیرنا انکار کرنا اور ناپسند کرنا۔ مطلب۔ شکر جسم میں

جب کوئی ڈکھ پیدا ہو تو پتھر کہ موت کا قاصد آیا یعنی موت قریب ہو اور آرزو ہو کہ ہر سان نہو اگر تونے روگردانی کی تو کیا ہو سکے گا موت سے بھاگ کر کہاں بچے گا پھر بے صبری ناحق ہے ایضاً زندہ جو شیریں یہاں ہے وقت فوت ہے تلخ تر حظل سے ہوگی اسکی موت ہے فوت مٹنا اور مرنا۔ حظل کی حاسے حلی پر چاہے کسرہ پڑھو چاہے فتحہ دونوں درست ہیں کذا فی الیناشہ ۱۵ ندرین کا پھل ہے کہ بہت سرخ اور خوش رنگ اور نہایت بڑا ہوتا ہے تلخ گذرنا نہایت ناگوار ہونا۔ مطلب۔ جو زندہ آدمی مرتے وقت دنیا سے شیریں یعنی خوش بین انکو موت نہایت بُری معلوم ہوگی اور دشوار ہوگی لفظ شیرین تلخ بین یہاں صنعت قضا و ہر شعر ہم۔ صنف ۵۔ دیکھو ایضاً ان پتھر کی جو بس دشوار نزع ہے جی قفس میں ہوگا ہوگی داز نزع بہ تن پرست جو دوسروں کی خبر تھے اسکی ہندی پیٹ پالو۔ نزع جان کنی یعنی دم بھگنے کا وقت۔ قفس پنجرہ اور قید خانہ۔ دارسولی۔ مطلب۔ تن پرست لوگوں کی جان بُری شکل سے نکلتی ہے انکی روح بدن میں ایسی جو جیسے کوئی مرغ گرفتار قفس ہو جان کنی کے وقت انکو وہ تکلیف ہوگی جیسے کوئی سولی پر چڑھایا جائے ایضاً جو کہ موٹی ہوتی کھا کر گو سپند ہے ذبح کرتے ہیں اسے اہل سپند ہے گو سپند بینڈھا اور بیٹری۔ اہل سپند وہ لوگ جو کسی چیز کو سپند کریں۔ مطلب۔ تن پروری کے سبب سے لوگ ہلا میں پھنستے ہیں جیسے جو بیٹری کھا پکیر طیار ہوتی ہے اسکی ذبح کے واسطے لوگ خرید کرتے ہیں ایضاً ادا اب آخر ہوئی اور عشوہ گرہ یا وہ گونی سے ذرا اب در گذر۔ عشوہ کسر میں مملہ فریب و ناز۔ یا وہ بیوہ۔ یا وہ گو کی ہندی بکواسی آواز۔ یہ شعر شاعر کا قول ہے۔ ادا سے مراد یہاں شباب ہے مطلب۔ جوانی گذری

اور بکٹا رہا خدا خدا کر خدا کو یاد کر و اہیات بائین چھوڑ۔

صفحہ ۱۹۔ مردوزن کا سن ذرا مجھے بیان بہ شوق سامع کو چڑسکا اس زمانہ میں بجائے سنکر ماضی معطوفہ ہے۔ مطلب۔ لوگ ذرا سبایان سنکر مشتاق ہیں کہ وہ سن کر شاعر مردوزن کی کہانی آگے کیا بیان کرنا ہے اچھا مردوزن ہیں عقل و نفس بجا بہ رات دن ہیں انہیں جنگ و ماجرا ہے نفس بسکون و دم جان و روح و ہستی صطلح تصوف میں صرف روح کو کہتے ہیں اور باعتبار صفت اشکی تین قسمیں ہیں اول (نفس امارہ) جو کہ شرعی ممنوع کاموں اور بُری عادتوں کی طرف رجوع اور اصرار ہے یہاں اسی سے غرض ہے دوم (نفس توامہ) جو کہ گناہ ہونے پر اپنے کو آپ ملاست کرے ایسی روح پاک لوگوں کی ہوتی ہے سوم (نفس مظلّمہ) جو کہ بُری عادتوں سے پاک و صاف ہو اور اطمینان سے خدا کو تلاش کرے ایسی روح صلی اور انبیاء کی ہوتی ہے۔ ماجرا جو چیز جاری ہو چکی ہو مجازاً قصہ کہانی حکایات۔ مطلب۔ یہ حکایت کوئی سچی داستان نہیں بلکہ نیا غرض ایک چمستان لوگوں کو بچھائی تھی نہ کوئی مرد ہے نہ کوئی عورت نہ کوئی عرب ہے نہ کوئی عرب ہے مرد سے مراد یہاں عقل ہے اور زن سے غرض نفس امارہ۔ عقل و نفس میں ہمیشہ ٹھیکڑا برپا رہتا ہے جیسا شعر آئندہ میں ہے ایضا زن یہ چاہے ہے جو کہ جو سے مال و جاہ بہ تر و سوسو ظاہر شیخ و خانقاہ ہے چاہے ہو نکال باہر یہاں چاہتی ہے لازم تھا۔ ہووے بھی اب ترک ہے فقط ہو بولتے ہیں جینہ و ادھانقاہ مضارع۔ ثروت۔ ثلثہ سرداری اور مال کی کثرت۔ شیخ شیخ کی جمع اور یعنی بزرگی۔ خانقاہ خانہ گاہ کا مسجد ہے جو وہ مقام جہاں مشائخ و درویش بیٹھکر عبادت کرتے ہیں اور وہ مسجد سے ملی ہوئی ایک کو ٹھری بھی ہوتی ہے۔ مطلب۔ زن یعنی نفس امارہ یہ چاہتا ہے کہ مجھے



ظاہر کی سرداری اور بزرگی اور عمدہ شانہ و سکان و بستان و باغ و بہار اور بہت سماں و وسعت  
 سپرے ہاتھ لگے ایضاً نفس ہی ہاٹھ لگے کہ چہ جو سماں و دولت کی  
 تیرے جو جستجو پہ چاہو جو تیرے ہر کرنے و لالہ کر کے ہو گسالی یا ہر باب کر تا ہو جو تیرے ہونے  
 یہ شعر گو یا پہلے شعر کی تشریح ہو یہ مطلب نفس و آثار و عورتوں کی طرح اگلی ہو پڑتا  
 کرتا ہو اور ماں و دولت کی تلاش میں سرگردان ہو ایضاً عقل کب  
 اس فکر سے آگاہ ہو کہ شکوہ و غم جو آتش و آہن ہو جو بد مطلب عقل سلیم مردوں  
 کی طرح یہ و اہیات فکرین نہیں کرنی اور اس سے آگاہ بھی نہیں اگر اسے  
 تلاش ہو تو خدا ہی کی تلاش ہو یعنی عاقل آدمی عبادت میں مصروف رہتا ہو  
 ایضاً علم باطن کی اگر چاہے مثال ہو رومیوں اور چینوں کا سن لے  
 حال ہو علم باطن سے مراد یہاں تصوف ہو۔ رومی ملک روم کا رہنے والا چینی ملک  
 چین کا۔ ملک روم بین الپو یعنی حلب کا آئینہ مشہور ہو اور چین کی نقاشی معروف  
 آئینہ سکندری میں خسرو دہلوی نے لکھا ہو کہ سکندر کے زمانے میں چینی  
 نقاشوں نے تصویر کشی کا بیڑا اٹھایا اور رومیوں نے بھی اپنا کارخانہ جما یا  
 دونوں میں تکرار ہو گیا بادشاہ نے دو مکان ایک چینوں کو دیا ایک رومیوں  
 کہ ماں و کھین ٹھیلاری اٹھا دیا چینی نقاشوں نے اپنے مکان میں رنگ  
 برنگ کے گلوٹے لال پیلی تصویریں بنائیں کہ گویا سچ ہو وہی رنگ و ریشہ وہی  
 آنکھ ناک اُدھر روم و انون نے تمام در و دیوار کو آئینہ بند کیا جب بادشاہ نے  
 چینوں کی صنایع دیکھ کر رومیوں کی طرف باگ موڑی تو آئینہ خانے میں قدم  
 رکھتے ہی تمام سکندر ہی سکندر نظر آئے وہی نقشہ وہی رنگ وہی نوک وہی  
 چمک وہی اشارہ وہی چھپک آنکھیں دکھاؤ تو آنکھیں دکھائے ستم چڑھاؤ تو  
 ستم چڑھائے نہ کوئی نقش تھا نہ کوئی رنگ فقط سا وہ شقاوت خدا کی قدرت کا

کارخانہ انفرس یہ حکایت اسی مضمون سے بھری ہو جیسا شاعر کہتا ہے۔ مطلب -  
 اگر تصوف کی مثال تو چاہتا ہے تو رومی اور چینی نقاشوں کا مجھے حال سن -  
 ایضاً اپنی نقاشی پر نازان اہل چین ہندو رومیوں کو اپنے غلبے کا یقین ہندو  
 نازان مغرور۔ غلبہ بیت جانا۔ مطلب - چین کے مصور اپنی تصویر کشی پر مغرور  
 تھے اور رومیوں کو یقین تھا کہ ہمیں جیتنے کے لیے ایضاً چینی تھے گوئیوں ہندو  
 دوستا وہ ایک تھا کچھ رومیوں کو از دیا وہ ہندو فن ہندو۔ استادا یہاں اپنی کاٹن  
 ہے جب ان کے ضمہ کا اشباع ہو تو اس وقت واو بعد الف اول لکھنا یا تہر  
 جیسے تہر و تہر و تہر و تہر غلط۔ از دیا و ترقی۔ مطلب - اگرچہ چینی تصویر کشی ان  
 کامل تھے مگر رومی بہت بڑے بڑے حکمرانوں کے کہتے ہیں زیادہ استادا نہیں۔  
 ایضاً اسکے دعویٰ کے شاہ کامران ہندو بولا ان دونوں کا کہے آتھان ہندو  
 سکندر ان دونوں کا دعویٰ سنکر اپنے دل میں سوچا کہ انہیں آزمانا چاہیے  
 کامران مقصدور۔ شاہ کامران یہاں مہا سکندر سے ہے ایضاً اہل روم اور  
 چین پیش شہر بار ہندو مستعد تھے تا دیکھا وین اپنا کار ہندو شہر بار ہندو کار شہر یعنی  
 پادشاہ۔ مستعد آبادی۔ کار پیشہ و کاریگری۔ مطلب - سکندر کے سامنے رومی  
 اور چینی اپنی اپنی کاریگری دکھانے پر آمادہ تھے ایضاً چینوں نے ایک  
 گھر شہر سے لیا ہندو رومیوں کو سامنے آنے دیا ہندو مطلب - سکندر کے حکم سے  
 ایک گھر چینوں کو ملا اور ایک گھر رومیوں کو ایضاً اسے مقابل دونوں  
 حجرے دربار ہندو رومی اور چینی لگے کہ ہندو ہندو مقابل آنے سامنے حجرہ چھوٹا  
 مکان اور کوٹھری۔ دربار ایک کا دروازہ دوسرے کے سامنے۔ مطلب -  
 ان دونوں نقاشوں کے مکان آنے سامنے تھے وہاں دونوں اپنے اپنے  
 شغل میں مصروف ہوئے ایضاً چینوں نے رنگ مانگے بار بار ہندو

ویدیا شہ نے خزانہ شمار بہ مطلب یعنی نقاش سکندر سے گھڑی گھڑی تصویر کشتی  
 کے واسطے رنگ لائے تھے آخر سکندر نے حسب اطلب بت سار پوچھے ویدیا کہ تو گالو  
 ایضاً رنگ کے خاطر خزانہ ہر سحر پوچھینیون کو ویتا شاہ پرمہنہ خاطر واسطے  
 ہر سحر روز پرمہنہ وکالہ مطلب۔ یونہین بادشاہ چینون کو روز رنگ لگانے  
 کے واسطے خزانہ دینا تھا ایضاً رومیون نے کچھ کیا نقش اور نہ رنگ بہ  
 دور کرتے تھے تھوچہرستہ رنگا بہ چہرہ اصطلح نقاشان میں تصویر کا خاکہ  
 اور بیان مادی مٹی آئینہ رنگ وہ کدورت جو سردی سے آئینے یا لوبے وغیرہ  
 جم جانے مطلب۔ روئی نقاشون نے نہ کوئی نقش بنایا نہ کچھ رنگ بجا  
 فقط آئینہ بنائے اور صاف کرتے رہے ایضاً ہو گئے مصروف عیقل میں  
 فقط بہ مادہ و شغاف گروان کی آمد بہ مصروف و حیان لگایا ہوا شخص عیقل  
 کسی جماد کو صاف کرنا گردون گھومتے والی چیز جیسے گاڑی و آسمان مطلب۔  
 رومیون نے آئینہ صاف کرنے میں و حیان لگایا اور کھلے ہوئے آسمان کی طرح  
 اسے صاف کر کے رکھ دیا ایضاً سارے رنگون کی جو بیرنگی میں راہ بہ  
 رنگ گری بہ بیرنگی ہوا بہ یہ شعر اشارہ ماقبل کا نتیجہ ہی اور بطور تمثیل شاعر نے  
 بیان کیا مطلب۔ ویتا میں جب رنگ بیرنگی سے پیدا ہوتے ہیں یعنی  
 جہان کوئی رنگ نہ ہو وہاں جو چاہو سو رنگ تصور کر لو دیکھو بادل میں جو رنگ  
 ہو وہ آفتاب یا ماہتاب کے باعث سے ہی اور یہ دونوں بیرنگ ہیں  
 دوسری چیز میں رنگ لاتے ہیں ایضاً ابر کے اندر جو کچھ ہے نور و تاب بہ  
 ہو وہ نور آفتاب و ماہتاب بہ تاب روشنی۔ ماہتاب چاندنی مگر ہندیاں  
 فارسی دان نے چاند کی جگہ بھی استعمال کر لیا ہے لیکن خالی از تامل  
 نہیں۔ مطلب۔ ابر ایک بنجارہ آسمان کچھ رنگ نہیں نہ سہ فی ہا ہی

یہ سفیدی اگر ہر آسورج اور چاند کے باعث سے ہے۔ ان دونوں شعروں کا خلاصہ  
یہ ہے کہ خدا خود کو کئی شکل و صورت و رنگ نہیں رکھتا لیکن تمام شکلیں اسی سے  
منو دار ہوتی ہیں۔

صفحہ ۲۰۔ کہ کے صدر بارنگ کے نقش و نگار بہرہ رگیا حیران و ششدر ایک بار بہ رنگ بہما  
یعنی قسم کے ہیں۔ نگار تصویر۔ حیران و ششدر دونوں کے معنی بھوچک اب اس  
شعر سے شاعر چھوٹی ہوئی دستاں پھر بیان کرتا ہے۔ مطلب۔ چھینی نقاش تصویرین  
بنا کر خود بھوچک ہو گیا ایسی عمدہ بنائی تھیں ایضاً است ہر اک جام زحمت

ہو امدہ طبل شادی کا سجا یا بر ملا بہ جام پیالہ۔ زحمت خوشی مست۔ جام زحمت استوار  
یعنی بے اندازہ خوش طبل شادی خوشی کے باجن جیسے بارات وغیرہ میں بجاتے ہیں  
مطلب۔ ہر ایک رومی و چینی صنایع ان کے خوش ہو اور نہایت شادیاں منائیں  
ایضاً ۲ پادشہ بھی دیکھ کر نقش و نگار بہرہ رگیا حیران و ششدر ایک بار بہ مطلب۔  
سکندر نے چینوں کی نقاشی دیکھ کر دانت تے انگلی دبائی۔ اس شعر کا مصرع دوم مکرر۔

ہو گیا ہر چین کچھ مضائقہ نہیں اپنا ہی مال ہی لیکن سستی تصنیف البتہ ظاہر ہوتی ہے  
ایضاً ۱ دیکھ کر جب پادشہ فارغ ہوا بہ رویوں نے بھی دیا پردہ اٹھا بہ فارغ چھٹی  
پانے والا۔ پادشہ مخف ہوا پادشاہ کا پاؤں تختی تخت و شاہ یعنی حاکم اس صورت میں  
بے مودہ سے غلط ہے جب پادشاہ کو پادشاہ بے مودہ پڑھو تو یہ جو اب

البتہ ہو سکتا ہے کہ پادشاہ ہی میں لفظ کر یہ تھا سو اسے بے مودہ کہا  
گذاری الغیاب۔ اس شعر میں ایسا سے جلی ہے مطلب۔ جب پادشاہ نے  
چینیوں سے فراغت پائی تو رویوں کے مان گیا انھوں نے بھی اپنے آئینے  
کھول دیے ایضاً ۱ عکس تصویر اس کردار کا بہ اسکی دیواروں پر

سب ظاہر ہوا بہ عکس بر خلاف اور وہ پر چھائیں جو آئینے اور پانی وغیرہ میں

کسی چیز کے مقابلے سے پیدا ہو۔ کردار کام مطلب چینیوں کے ہنر کی تصویر پر  
 ظاہر ہو گئی یعنی درو دیوار سب آئینہ بند دکھائی دیے ایضاً تھے صفائی  
 بین زبیں آئینہ سان بہ عکس اسکا سب ہوا اُس جا عیان بہ آئینہ سان  
 مثل آئینہ یعنی شفاف۔ عیان نمودار۔ مطلب۔ دیوارین چونکہ آئینہ بند  
 اور صفات تعین کنندہ کا عکس اُنہیں نمودار ہو گیا ایضاً تھا وہاں  
 جو کچھ بیان تھا فوق تر بہ دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی نظر بہ فوق تر بہ زیادہ  
 خیرہ نظر کا ترمانا۔ مطلب۔ جو کچھ چینیوں کے مان پایا گیا اُس سے  
 زیادہ رومیوں کے پاس پایا گیا جسکے دیکھنے سے آنکھ کو چکا چونہ آتی تھی  
 ایضاً تھی صفائی اسکی از بس دلربا بہ دیکھا جسے اُسکو میں غش کر گیا  
 از بس نہایت سولہ باؤں لہجانے والی چیز غش کرنا نہایت پسند کرنا اور  
 بہت خوش ہونا۔ مطلب۔ آئینوں کی صفائی ایسی عمدہ تھی کہ لوگ دیکھ دیکھ کر  
 نہایت خوش ہوئے ایضاً رومی و جی صوفی ہیں اور صافی نظر بہ کھل گیا  
 سب اُنہیں کسب و ہنر بہ و مضمیر جمع غائب اب واحد و جمع دونوں حالتوں  
 میں لفظ (وہ) بولتے ہیں۔ صافی نظر پاکباز لوگ۔ صوفی فقر کی اصطلاح  
 ہیں اُس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے دل کو خیالات غیر حق سے پاک و صاف  
 رکھے۔ یہ شعر شاعر کا مقولہ ہے۔ مطلب۔ نہ کوئی چینی ہو نہ کوئی رومی چینیوں سے  
 میرا مطلب دنیا دار کا ہے اور رومیوں سے میری غرض صوفیان صفا کردار  
 چیز ہے ہنر سیکھے سب دنیا دارانہا کی حقیقت آئینہ ہو گئی ہے ایضاً  
 تو مان کچھ دوس و تدریس سبق بہ اک صفائی سے کھلے ہیں یہ طبق بہ  
 درس سبق پڑھنا۔ تدریس پڑھانا۔ یہ طبق تو آسمان۔ مطلب۔ صوفیوں کو  
 کچھ کھانے پڑھانے کی ضرورت نہیں فقط دل کی صفائی سے سب راز آسمانی

آپ پر کھلے ہیں **ایضاً** اس طرح سے قلب کو صقیل کیا بہ نخل و نبض و حرص و کینہ ب  
 گیا بہ قلب دل بہ نخل یا وجود عدم نقصان کسی حاجت مند سے کوئی چیز بجانا۔ نبض  
 بضم اول کسی عداوت کے باعث سے بھر رہا حرص باوجود موجودگی چیز کے اسکی  
 کثرت کی خواہش کرنا کیسہ تھپی ہوئی دشمنی۔ مطلب۔ صوفیوں نے دل کو مشر  
 صاف کیا کہ چاروں چیزیں ان کے پاس نہیں تھکیں **ایضاً** برزخ کا عرش سے  
 ہو مرتبہ بہ رہتے ہیں ہر کھڑے نزدیک خدا بہ عرشِ چہت اور نوان آسمان جسکے اوہ  
 سوائے ذاتِ خدا کے اور کچھ نہیں۔ مطلب۔ صوفیوں کا درجہ عرش سے بھی زیادہ  
 ہو وہ ہر وقت خدا سے وصل ہیں گویا زمین بر رہیں **ایضاً** انھوں میں رکھتے ہیں  
 گویا نام و نشان بہ وید کو انکی خدا کی وید جان بہ محوست جانا اور اصطلاح صوفیہ  
 میں اپنی ذات کو نیست و نابود سمجھنا۔ وید دیکھنا اور جلوہ۔ اس شعر کے قوافی ہیں  
 اعلان نون ہو اور وہ ایسا اصلاً جائز نہیں خواہ کہ میں ہو (اعلان نون) نون کو  
 ظاہر کر کے پڑھنا وہ اس وقت جائز ہو جب اس کے ناقبل اضاقت یا وادعاطفہ  
 نہ ہو اور اگر ہو تو نون کو غنہ پڑھنا واجب ہو اگر اس شعر میں نشان کو غنہ پڑھو  
 تو دوسرا قافیہ یعنی (جان) اس لہجے سے غلط ہو جائیگا کما لا یخفی علی شاعر  
 مطلب۔ اہل تصوف ہمیشہ شے ہوئے رہتے ہیں اگر چہ برائے نام پھر نام بر نشان  
 ہی اپنا بنا لیں جب بھی تو اس کے جلوے کو خدا کا جلوہ سمجھ کر یہ دیکھو کہ وہ فنا فی اللہ ہیں  
**ایضاً** ہو خدا کا وہ ایک شے نور بہ جس سے روشن ہو آسمان کا نور بہ  
 شہہ قموٹا اور ایک بار ذرا سونگنا یہ لفظ بفتح اول اور بیان یعنی اول۔  
 متوزوہ و فرخت گل یا آہن حریق حسین آگ روشن کر کے روئی چکا بون عربی  
 میں چشہ زنون ہو کما قال اللہ و قال اللہ فارق سیون نے بہ تشدید  
 و تخفیف ہر طرح استعمال کیا ہو۔ آسمان کو بسبب نور خدا کے متوزوہ

گرم سے تشبیہ ہو۔ یہاں شہد نور سے مراد آفتاب ہو۔ مطلب۔ جس آفتاب سے تمام  
 آسمان وزمین روشن ہیں وہ خدا کی قدرت کا ایک ذرہ سا نور ہو۔ اشارہ ہر  
 طرف اللکہ کوز السموات و الارض کے یعنی خدا آسمان وزمین کا نور ہو۔  
 ایضاً کرتے اسکو لگے نورہ دیر بہ ہر وہم کو شکل مانا ہر پیر ہر نور وہ ہر ایک  
 بالو کے ریزے جو شعاع آفتاب سے چلتے ہیں اگر بعضی کم مقدار کے ہوں تو چھتین ر  
 دست ہو یہاں اس معنی پر مفہد و غلط ہو۔ معروف و مجہول کا قافیہ ہے۔ ہر پیر  
 قاضی بن جائز اور اردو میں خلاف فصاحت حال لیکن واو معروف و  
 مجہول کا قافیہ کسی قدر جائز ہو لگتا قال العطار مہ سورج۔ مہ شخصت ماہ جانہ  
 پیر بکری کے چھوٹے بچے کو دودھ پلا کر معاً زوج کر کے معدہ نکال کر بیٹا کر  
 پایا ہو اور دودھ نکال لیتے ہیں اُس سے اور دودھ جاتے ہیں وہ بیٹے کے چھتے  
 کی طرح سورخ ہو تا ہی اور رنگ اُسکا سفید مائل زردی یہاں  
 مہر کو گردہ مان سے اور ماہ کو پیر سے تشبیہ ہو۔ مطلب۔ خدا سورج کو فوراً  
 روٹی کی طرح گول اور چاند کو پیر کے مثل سفید کر دیتا ہے ایضاً  
 کیا اسنے بوجھد یک آن بہ نقل اختر سے پیر سپہر کا خوان بہ عرصہ مدہ ان اور  
 مجازاً یعنی مدت۔ آن انداز و وقت۔ نقل بضم اول وہ گز کہ جو خراب کے  
 بعد کھائیں اب الایچی دانون کو بھی کہتے ہیں۔ اختر ستارہ۔ الایچی دانون سے  
 ستاروں کو تشبیہ ہو اور خوان سے آسمان کو مطلب۔ خدا نے آن کی  
 آن میں ستارے آسمان پر چکاوے ایضاً وہ کروڑوں نعم کو لذت و مسکونہ  
 ذائقے میں زبان انسان کے بہ کروڑوں سے مراد یہاں بہت۔ ذائقہ لذت  
 ذائقہ سے مراد ہے نعم نعمت کی جمع۔ لذت فرہ۔ مطلب۔ بہت قسم کی نعمتوں کو  
 انسان کی قوت ذائقہ میں خدا فرہ دار کرتا ہے ایضاً اُس زبان سے ہوا سکا

شکر ادا نہ سمیتین کیا کیا اُن نے کہیں پیدا ہے مطلب۔ آدمی ایسی زبان کہاں سے  
لائے جو خدا کا شکر ادا کرے اُسے بڑی بڑی نعمتیں پیدا کی ہیں۔ اُن نے محاورہ  
قدیم اب اُسے بولتے ہیں۔

صفحہ ۳۱۔ میوے بہن باغ بہن زمانے کے بہ واسطے کھانے اور کھلانے کے بہ  
میوہ جو بھل بے پکائے کھایا جائے (زمانے کی ہوجاے کثرت آتا ہے۔ مطلب یہ ہے  
بہت میوے باغ بہن اس واسطے پیدا کیے ہیں کہ لوگ اُنہیں کھائیں اور دوسروں کو  
باتین ایضاً افضل سے اسکے کچھ نہیں ہوگی بہ ایک وہ کیا کرے جو ہم ہوں  
وہی بہ فضل زبگی و عنایت۔ وہی کمینہ و کنجوس۔ مطلب۔ خدا کی عنایت  
سے ہم لوگوں کو کچھ کمی نہیں جو اگر ہم ہی کنجوس ہوں تو خدا کی کیا خطا ہے۔ یہ شعر  
گریز کا ہے (گریز نظم بہن وہ مقام جہاں سے شاعر ایک مطلب سے دوسرا  
مطلب بیان کرنے لگے مگر اس خوبصورتی سے کہ پہلے باتوں کا سلسلہ نہ ٹوٹے پاوے  
اور دوسری باتیں شروع ہو جائیں جیسے ایک شاعر باغ اور برابر ہوا کی  
کیفیت بیان کرتے کرتے سلیمان شاہ بادشاہ کی تعریف کرنے لگا ہے ۱۔  
مرد و رخداوند بہار بہ باد محکوم سلیمان زین بہ گریز کو مخلص بھی کہتے ہیں اور  
یہ مقامات قصیدہ بہن ایک نہایت نازک مقام ہیں ایضاً استویا رو کرونا  
ہوں میں اک نقل ہے جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل بہ کروں ہوں صیفہ واحد مگر  
حال اس مقام پر اب کرتا ہوں بولتے ہیں۔ باور نہیں۔ مطلب۔ احوال و  
میں ایک نقل بیان کرتا ہوں جو خلافت عقل ہے مصرع دوم سے شاعر کو نقل  
کی جہاں کمال اعراف منظور ہے ایضاً اتفاقاً اک آشنا میرے ہو گئے تھے  
ایک عمدہ کے ڈیرے بہ اتفاقاً ناگاہ۔ آشنا تیرا کہ دو دست یہاں  
بہی دوم ہے۔ عمدہ سے مراد یہاں امیر۔ ڈیرہ اب اصطلاح میں ہے کہ کہتے ہیں



اور عوام گھر کے ذمہ پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ مطلب۔ وہ نقل ہے جو کہ اتفاقاً میرے  
ایک دوست ایک امیر کے مکان پر گئے ایضاً جو وہیں وارو ہوئے یہ وہاں ناگاہ  
آٹھما چاروں طرف سے ابرسیاہ ہو کر وارو اترنے والا اور پھوٹنے والا۔ اور سیاہ کالا  
باواں یہ اکثر خالی نہیں جاتا ضرور پرستاجو مطلب۔ اور درود صاحب و بان پوچھے  
اور گھر گھر گھومنا اٹھنی ایضاً انکے ہوتے جو ابر گھیرے۔ آیا یہ صاحب خاتہ تخت  
گھیر آیا ہند صاحب خانہ گھر کا مالک اکثر یہ لفظ بٹک، شہادت آتا ہے بلکہ یہ افسح ہے  
سخت نہایت۔ مطلب۔ جب امیر نے دیکھا کہ انکے آتے ہی گھٹا اٹھنی جو تو  
نہایت ہی پریشان ہو گیا اور گھبرا گیا یعنی اب یہ صاحب اپنے گھر لپٹ کر کپڑے  
جائینگے بڑا غضب ہوا مجھے کھانا کھلانا پڑا ایضاً نہ خبر پوچھی انکی فر  
احوال بد بیٹھتے ہی کیا یہ اُنسے سوال ہے خبر پوچھنا خیریت فرج دریافت کرنی  
پوچھنا بے نون اول یعنی پرسیدن اور پوچھنا بنون دو اور مجول پاک و صاف  
کردن بیٹھتے ہی محاورہ یعنی فوراً اور کبھی یہاں پوچھوٹے ہی بولتے ہیں مطلب  
اپنے صرف سے ایسا گھبرا یا کہ نہ میرے دوست کی خبر پوچھی نہ خیریت فوراً  
یہ پوچھا ایضاً کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو ناگاہ ہند گھونگری ٹیو کچھ بھی ہو ہر ہر ہر  
نگاہ رکھنا محافظت کرنا اور دیکھنا۔ گھونگری فرہنگ میں دیکھو قصبات کے  
کسان اُسے گھوکی بولتے ہیں۔ پڑو بانات کی ایک پاٹ کی چا اور شاید اسکی اصل  
(اک پڑو) تھی اس سے جاڑے اور منہ بوند کا پڑو ہوتا ہے۔ مطلب۔ کیوں صاحب  
تم کچھ ہو کا رنگ بھی دیکھتے ہو کیسا باواں گھرا ہے کوئی خبر پانی کے بجا وکی بھی ساتھ  
لائے ہو۔ اس کہنے سے خیال کی یہ فرض تھی کہ ٹکولٹ جانا پڑ گیا ایضاً  
بولے یہ منہ نہ تھا مجھے معلوم ہے ورنہ لاتا میں ساتھ ہی مخدوم ہند مخدوم جسکی خدمت  
کریں خطاب میں اب بجاے جناب کے لگتے ہیں۔ مطلب۔ میرے دوست نے

جو اب ویجاہ جناب سبب میں مکان سے چلا تو مطلع سنا کہ تمہارے کیا معلوم ہوا؟ ہنوز نہ  
لگے گا ورنہ کوئی پتہ بارانی وغیرہ ضرور سنا تھا تاہم ایضاً جب سمجھے وہ اس ہنوز کے سبب  
سو بھی بہ بات اسکی تین دو ہیں نہ رہا پار یکس بات اور شمارہ و کتابہ۔ تین غلط  
تین بر وزن تینیں محاورہ قدیم صحیح۔ دوہین بد و دو اور غلط وہین بر وزن چین بیک  
داو صحیح۔ بات سو بھی یا خالی سو بھی۔ خیال میں آگئی۔ مطلب۔ دیکھو نگری پتہ  
کچھ ساتھ ہوا جب اس کمانے کو بھی میرے دوست نہ سمجھے تو اس خیال امیر کے  
دہن میں ایک اور بات گئی جو آئندہ شعر میں ہوا ایضاً جو لگی ہونے قطرہ نشانی  
لا رکھی اُنکے آگے بارانی بہ قطرہ افشانی تھوڑی تھوڑی بوندیں پڑنا۔ بارانی وہ کہیں  
جو رسات میں اوڑھتے ہیں۔ مطلب۔ جب کچھ کچھ بوندیں پڑنے لگیں تو اس خیال نے  
ایک بارانی میرے دوست کے آگے لا کر رکھ دی۔ اس حرکت سے اُسکا یہ مطلب  
کہ شاید اوڑھ کر چلا جا اور بہت باتیں و دواع کی کہیں ایضاً پھر لگے کہ یہ بھی  
اپنے نصیب بہ آوے مدت کے بعد اپنا نصیب بہ اپنے نصیب یہ محاورہ اکشر  
مجبوری کی حالت میں بولتے ہیں نصیب دوست۔ مطلب۔ پھر امیر صاحب  
کہنے لگے کہ ہاں یہ بھی اپنی قسمت یا رب مدت کے بعد تو دوست سے ملاقات ہو  
اور تقدیر سے وہ بات ہو جو شعر آئندہ میں ہوا ایضاً اور سزا آسمان برہانے بہ  
بھیگتا اپنے گھر کو وہ جائے بہ مطلب۔ ایک مدت کے بعد تو ملاقات ہو اور پھر  
پانی برسے پڑا غضب ہو کہ دوست بھیگتا ہوا اپنے گھر واپس جائے ایضاً تو  
ساوے غریب کیا جانیں بہ اُس فرور کو کہیونکہ پچانین بہ سادہ بیوقوف اور وہ  
شخص جیو کچھ غریب نہ آتا ہو۔ غریب محاورہ جیسے نیک بخت۔ فرور سکار زور  
بو اور معرفت اسکا ماوہ ہر جیکے معنی کر۔ یہ شعر سو دا کا مقولہ ہے۔ مطلب۔ یہ  
پیارے ساوہ مزاج چالین کیا جانیں اُس سکار کو اپنی سادگی کے سبب سے

راستباز اور دروس پانٹنے پھر اسکا ذمہ کیونکر سہا جاسکتا۔ کیونکہ اس محل پر  
 غلط اب اس جگہ کیونکر بولتے ہیں۔ **ایضاً** بولے یہ سناؤ گئے کیا یہ ضرور بد بیگنا  
 جاؤ لگا ہین اتنی وور پند جاؤ لگا ہیرا ن بیہوش است قبلا سے عمل بیہوش مضارع بہتر  
 تھا یعنی جاؤن یہ طلب۔ میرے دوست اپنی راستبازی سے بول اٹھے کہ  
 اے صاحب بھلا یہ بھی کوئی موقع ہے کہ ہین بھیگتا ہوا گھر کو جاؤن ایسی  
 کون ضرورت و مان اٹھی ہے استغفر اللہ **ایضاً** رکھے خالق سلامت آپ کی ذات  
 نہ کھلے گا تو ہین رہو نگار است بد خالق مراد خدا سے ہے۔ رات کے بعد حرف (کو)  
 مقدر ہے شعر ۱ صفا ۲۔ دیکھو۔ خدا آپ کی ذات کو سلامت رکھے یہ جملہ فوٹا مد کے  
 محل پر استمال ہوتا ہے یہ طلب۔ خدا آپ کے دم کو دنیا میں تندرست رکھے اگر  
 ہنہ نہ کھلے گا تو ہین آج کی رات آپ ہی کے مان رہی جاؤ لگا یہ میرا ہی گھر ہے پھر کیا  
 کھلت **ایضاً** یہ سخن جو ہین پہونچا اسکے کان نہ لگی اسکی وہین نکلتے جان بد کان  
 پہونچنا سنائی دیتا محاورہ تو ہم اب کان پڑنا بولتے ہین اصل یہ ہے کہ ان دونوں  
 محاوروں میں کان کے بعد حرف (ہین) علامت طرف مقدر ہے۔ جان کھنا محاورہ  
 نہایت صدمہ ہونا یہ طلب۔ حیثیت اُس بخیل نے میرے دوست کے منہ سے  
 سُٹا کہ ہین شہ کو آپ ہی کے مان ہونگا تو نہایت صدمہ ہونے لگا یعنی بہت ہی  
 گھبرانے لگا کہ اب میرا کھانا مفت میں خرچ ہوا **ایضاً** سنتے ہی اسکے یون ہوا  
 مضطر ہے اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر بد مضطر بقرار۔ اپنے بیگانے کی خبر نہ رہنا بالکل نہیں  
 ہو جانا یہ طلب۔ میرے دوست کا کلام سنتے ہی وہ کجوس امیرا مقدر بقرار ہو گیا  
 کہ اسپر ہوشی طاری ہوئی **ایضاً** جسکے منہ کی طرف کرے تھا نگاہ چہ یہی کتا تھا  
 اُس سے بھر کر آہ بد کرے تھا کسان باہر اب کرتا تھا بولتے ہین یہ طلب۔ وہ  
 بخیل اپنی مصلحت میں جسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا میں مُتحد ہی سانسین بھر کر ہے

متوجہ کر کے یہی کتا بڑا شعر آئیدہ میں ہے۔

صفحہ ۲۲۔ کیون بیان ابر بقدر چھایا بہ حرف رہنے کا در بیان آباہہ میان ہندی میں  
 یہ جگہ مانا کہ گک اتا ہوا کہ یہی جگہ صاحب کے اور کبھی خرد کو بھی اس لفظ سے خطاب  
 کرتے ہیں حرف در بیان آنا کسی چیز کا ذکر ہونا بیان و در بیان میں نہیں حرف ہر شعر  
 صفحہ ۲۷۔ و کھو مطلب۔ کیون صاحب بدلی ایسی آئندہ آئی کہ مہمان کی زبان سے یہ بات  
 پہنچی کہ میں یہ مہمان رہوں گا جو ہر بڑا غضب ہوا ایضا غضب برف سے نمویوں  
 عالی ہد بادلوں سے جو کھٹا تھا احوال بد مضطرب ٹھہرانے والا اور پینے والا برفی پہلی  
 خطاب۔ جتنا پہلی کرنے کے خوف سے یا پہلی گزشتہ آدمی نہ گہرانے اور نہ تڑپے آتا  
 بادل گھرنے اور ہوت کے رہنے اور صرف کے ڈر سے وہ پہلی بقرار ہوتا تھا احوال  
 حال کی جمع ہوا ایضا کبھی کتنا تھا یا روئیل جلاؤ بد کبھی کتنا تھا شیخ ڈونڈو  
 بناؤ بد کبھی محاورہ قدیم دہلی اب کبھی بولتے ہیں۔ تیل جلا نا اور شیخ ڈونڈو بنا نا  
 پانی کھلنے کے تو کہے ہیں فرنگی و کھو۔ جلاؤ اور بناؤ میں ایسا علی ہر شعر ۲۷ صفحہ ۲۷  
 و کھو کیونکہ بن و جل صیتہ امر یا معنی الفاظ ہیں۔ مطلب۔ وہ کچھوس امیر تیر  
 کھلنے کے واسطے کبھی کوئی تو کھکا کرنا کبھی کوئی تو کھکا ایضا گاہ بولے تھا و کھو  
 اوپر یہ آوے جو آسمان کہ میں نے نظر بد بولے تھا و کھو آوے جو سب کھسا  
 باہر بولنا تھا و کھنا آنا ہوا جائز۔ اوپر دیکھنے سے مراد ابر و کھنا۔ مطلب کبھی وہ  
 کچھوس کتنا تھا کہ ان او صاحب جو ذرا اوپر خیال کر کے دیکھنا تو کہ میں سے  
 آسمان کھلا بھی ہو یا سب بادل ہی بادل ہوا ایضا گاہ بولے تھا  
 ہر جو پدیر بد کبھی ہو جائے اپنے گھر میں عید بد پدیر ناما بان و ظاہر۔ عید  
 ہو جانا تھا وہ نہایت خوشی ہونا یہ محاورہ اکثر لفظ گھر کے ساتھ آتا ہے جیسے  
 سحر ع کہ زندوں کے بھی گھر میں عید ہو جائے بد مطلب کبھی کتنا کہ اگر

مروج شکل آئے تو یا اللہ محبو کیسی خوشی ہو کہ ایا بابا۔ بولے تھا اسکا ذکر اوپر ہوا ایضاً  
 ناگہ بولا ہی ایک بون فی الفور بہ کچھ نظر آئے ہی جو کبھی غور بہ ناگاہ کا مخفف لفظ ناگہ جو  
 اسکی رہا ہے ہوز لفظی اور اصلی ہی) اسکا گرامر میں اب گزبانز نہیں جیسا اس میں  
 میں ہی یعنی انقطع میں ناگہ کے مقام پر فقط (ناگہ) بفتح کاف فارسی راجاتا ہے  
 ایسی ہی اعداد کی ماہے ہوز بھی اصلی ہوتی ہے اسکا سقوط بھی ناجائز ہے پانزدہ  
 بعدہ وغیرہ عرفی نے اس ہے کو گرایا جو اور اہل مذکرہ نے اسپراعت میں  
 جمایا ہے یہ پیش عرفی مدہ از دست عنان کین استا و بہ خویش را ابلہ  
 نمودست وے ابلہ نیست بہ ابلہ کی ماہے ہوز اصلی ہے اور جو ماہے ہوز کہ تاہے  
 قرشت کے بدلے میں ہو وہ اصلی نہیں اسکا تلفظ و سقوط دونوں جائز ہیں  
 سے تو بہ زمرہ دم و آمد بہا رہے ساقی تو بہ شکم آرزوست بہ بولا کے بعد (جی)  
 حروف تخصیص ہے اسکی یاہے تختانی معروف پڑھو۔ فی الفور جھٹ مٹ۔ مطلب۔  
 ایک شخص یکایک بول ہی اٹھا کہ مان کچھ آسمان نظر آئے لگا بادل کھل چلا۔  
 ایضاً کہا ان نے یہ سچ ہے میری جان بہ ای میں تیری زبان کے قربان ہے  
 میری جان مخاطب کی نسبت پیار کا کلمہ ہے۔ اس کے بعد لفظ شخص مقدر ہے۔  
 میں تیری زبان کے قربان کلمہ خوشا مد ہے۔ ان کے قدیم محاورہ اب اُسے  
 بولتے ہیں مطلب بخیل نے اُس خوشخبری دینے والے سے کہا کہ تو نے کیا یہ بات  
 سچ کہی ہے کہ مطلع صاف ہو گیا ایضاً ایک پرندے جب لگے کہ بہ  
 تب تو چھینچھلا کے یوں لگا کہتے بہ پرندے کی فارسی ناودان اور عربی مینراب ہے  
 مطلب بخیل پانی تھنے کی امید سے خوش تھا لیکن جب اُس نے دیکھا کہ پرندے  
 بتے ہیں تو سچ و تاب کھا کر پانی کی طرف مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا جو شہر آئینہ  
 میں ہے ایضاً کیا بہتا ہے یوں برس کجنت بہ کوہ سے ڈوب جائیں

لیکے درخت بد کو پہاڑ مطلب۔ اگر تخت ابر یون ذرا اور کیا برستا ہو اس طرح  
 برس کہ پہاڑ کی چوٹی سے نیکر درخت تک سب بلند و پست چیزیں ڈوب جائیں  
 ایضاً اگر ہے غریب ڈر ہے اب شرق بہ چاہیے ہو تمام عالم غرق بہ غرب  
 پچھم شرقی پورب۔ غرق ڈوبنا مطلب۔ پچھم سے پورب تک دنیا میں پانی ہی  
 پانی دکھائی دے یعنی ہوا قان آجائے ایسا برستا بہرہو ایضاً لیکے ماہی  
 سے اور تہا تہا بہ کاش ہو جائے ایک قطرہ آب بہا ہی مچلی۔ تہا تہا چاند  
 اور فارسی دانان ہند چاند کے منی پر ہی لاتے ہیں جیسا اس شعر میں ہے جو یہ  
 غلط العام ہونے غلط العوم نہیں مچلی سے چاند تک کل عالم مراد ہے فرہنگ و کھیر  
 کاش کلمہ تہا قطرہ پگی ہوئی چیز اگر اس کل پر عالم ہوتا تو خوب تھا۔ مطلب۔  
 پاتال سے اکاش تک پانی ہی پانی ہو جائے تو خوب ہو تہا سچ و تہا ب۔  
 کھا کر بخیل یہ بد ذمہ گنہیں دے رہا ہے ایضاً عرض اپنی سی وہ تو کر گذرا  
 ہو گئی رات اور شہ نہ کھلا بہ اپنی کے بعد اسی) حرف تشبیہ ہے۔ اپنی سی کر گزرتا  
 اپنی عقل کے موافق انتہائی تدبیرین کر چکنا۔ مطلب۔ الغرض وہ بخیل اپنی  
 عقل کے موافق تدبیرین کر چکا لیکن پانی نہ کھلا یہاں تک کہ رات ہو گئی۔  
 ایضاً آخر الام کو کے دل کو تخت بہ کہنے لگا کہ سنگ آمد تخت بہ آخر الام  
 انجام کار اور تہا کو۔ کرخت مضبوط۔ لگا بجاے لگا گنوار سی بولی اور نا جائز  
 سنگ آمد تخت آمد یہ مثل نہایت بے بسی و ناچار سی ہیں (جب کوئی امر بدست  
 کرنا ہے) اس وقت بولتے ہیں۔ مطلب۔ انجام کار وہ بخیل دل کو تخت کر کے  
 کہنے لگا کہ خیر ناچار سی ہو آفت جو آت پڑی ہو برداشت کر دوں گا۔  
 ایضاً کر چکا اپنی جب اصول و فروع بہ کیا مہمان سے اختلاف شروع بہا  
 حج اصل کی بہی خیر۔ فروع جمع فروع یعنی ذالی۔ اصول و فروع اس محل پر

تدبیر و حکایان و بحث - اختلاط میل کی باتیں کرنا - مطلب - وہ کنجوس جب  
 اس طرح کے سوچ و پچار کر چکا اور سوچا کہ پانی نہ ٹھکے گا اسوقت مہمان کی آؤ بھلت  
 کرنے لگا اور گفتگو شروع کی ایضاً پر نہ تھا یہ کچھ اور ذکر و سخن ہے و ان  
 بغیر از حدیث زرغباً بہ بغیر سواس - حدیث قول و کلام پیغمبر - زرغباً یہ ٹکڑا ہے  
 زرغباً تزدوجا کا پیغمبر کی حدیث ہے کہ دیر دیر کر کے کہیں آیا جایا کہ و تاکہ سخت  
 پڑے مطلب - سواس اس کے بغیل کچھ اور ذکر نہ کرتا تھا کہ جلد جلد آنے میں  
 محبت نہیں کرتی ایضاً وقت آیا جب اس کے کھانے کا بہتر تکب ہو کے  
 اس بہانے کا بہتر تکب سوار کرنے والا اور کسی کام کا شروع کرنے والا  
 یہاں یعنی دوم ہے مطلب - جب اس کنجوس کے کھانے کا وقت آیا تو  
 ایک بہانہ سوچ کر وہ کہنے لگا جو شعر تیسرہ میں ہے ایضاً لگا کہ کوئی  
 ہے حاضر ہے بولا اسوقت ڈیوڑھی کا ناظر ہے ڈیوڑھی دروازے کا مکان  
 کہ وہ ڈیڑھ کو ٹھہری کے برابر ہوتا ہے تاکہ سب خمیدگی مکان کے پر وہ رہے  
 اسے دیہات میں بڑو ٹھکتے ہیں اہل شہر ڈیوڑھی کو سجا سے سرکار بھی آتا  
 کرتے ہیں یہاں مراد در دولت سے ہے - ناظر نہیں - ون کی ڈیوڑھی پر  
 خواجہ سرا ملازم رہتے ہیں اور وہ اندر باہر سب کام کیا کرتے ہیں - اسے  
 پر وہ نہیں ہوتا مطلب - بغیل نے پکارا کہ کوئی حاضر ہے اس کے جواب میں  
 نواب ناظر نے کہا کہ کیا حکم ہے ناظر کو میان بھی بولتے ہیں ایضاً اس  
 اس سے کہ میرے وقتا یا محل کی جاہر و مدین ہنگو اوہ آفتاب بقصر العین  
 اول یہاں غلط فہم ہوا اول میں الف محدودہ چاہیے یعنی آفتاب پروردن  
 نام پایا وہ لوگ اس میں ٹونٹی ہو کیونکہ آفتاب میں اسے مختفی نسبتی ہے یعنی  
 آفتاب کے مثل ہر گے چلا چکی کو آفتاب کہتے تھے اور وہ بغیل آفتاب

گول ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے۔ محل بسکون ثانی یہاں غلط ہو محل نعتیہ میں صحیح مراد گھر سے ہے۔ مطلب۔ اس شعر میں پخیل نے پاخانے کا بہانہ کر کے لوٹا جھوٹا ہونا رکھوایا اگرچہ اسے احتیاج تھی۔ مطلب۔ یہ کہ یونہی چھٹکارا دیا جاؤں اور ایضاً غرض اُسکے چلا ہے جب وہاں سے نہ کہ گیا کان میں یہ مہمان ہے۔ یہ کان میں کہنا اور پوشی کرنے سے مراد ہے یہ پخیل نے اس واسطے کیا کہ کہیں کوئی دوسرا آدمی کھانے میں شراکت کی نیت نہ کرے پھر یک نشہ دوشد کا معاملہ ہو جائے اسی لیے چپکے سے کہا کہ دوسرا نہ سنے۔ مطلب۔ جب پخیل صاحب پاخانے کے بہانے سے اُٹھ چلے تو مہمان سے وہ بات چپکے سے کہ گئے جو شعر آئندہ میں ہے۔

حصہ ۳۳۔ چاہو جو کچھ کہ اب تناول کو بد کہد و بلو ا کے تم بکا دل کو تہ تناول ہضم داو نوالہ کرنا یعنی کھانا۔ بکا دل باسے موصدہ پرا اور و اور پرضمہ داروغہ باور تخیانہ بسکون ہاں پختہ میں ہے اور و اور پرتہ بتایا ہے اس صورت سے اس شعر میں عجیب اقوال اور اقوال ہر آدمی کا چاک جانا اور اصطلاح میں روی کے ماقبل و اسے حروف کی حرکتوں میں باہر اختلاف کر دینا اور یہ خطے فاش ہو جیسے لازم و ماتم یا انجم و آدم یا بلبل و ول۔ مطلب۔ جو کچھ کھانا کھانے کو جی چاہے تم داروغہ باورچی خانے سے منگو لینا ایضاً انھوں نے اُسکے موجب ارشاد و بہ کی بکا دل کہے تین و بہن فریاد ہر موجب سبب و موافق۔ ارشاد و حکم تین یہاں بھی غلط و غلط ہے۔ فریاد و شور مچانا۔ مطلب۔ مہمان صاحب خانہ کے حکم کے موافق بکا دل بکا دل کر کے خوب چلایا ایضاً آریا بند از سماجت سپار بہ انھوں نے پوچھا کچھ ہے اب مبارکہ سماجت زشتی عجیب ناک خوشامد بھی چونکہ ایک عجیب ہے لہذا تاویلا بجا سے خوشامد مستعمل ہے بسیار بہت۔ مطلب۔ جب مہمان نے بڑی خوشامد کی



تو دو بکاؤں آیا مہان نے پوچھا کہ کچھ کھانا طیار ہو اسنے وہ جواب دیا جو شعر آئندہ بین  
 ہوا **ایضاً** بولا طیار تو نہیں ہو کچھ نہ جاؤن ڈھونڈھون اگر کہیں ہو کچھ نہ  
 اس شعر کو شعر مابعد کے پہلے لکھنے سے ملا تو معنی شعر حاصل ہون یہ بھی ایک  
 قسم کی تضحیک ہے شعر **ایضاً** دیکھو **ایضاً** تو تو لا تا ہون آپ کی خاطر نہ  
 ورنہ کھاؤ مجھے بین ہون حاضر نہ خاطر واسطے مطلب - دو اشعار کا - بکاؤں بولا  
 کچھ کھانا طیار نہیں چاہا اب جاؤن اور ڈھونڈھون اگر کہیں کچھ سچا سچا یا  
 پڑا ہو تو آپ کے واسطے لے آتا ہوں اور اگر کچھ نہ ملا تو مجھ ہی کو کھالینا  
 میں موجود ہوں مجھے کھا لو یہ کلمہ نہایت خشکی میں بولتے ہیں **ایضاً**  
 دیکھ حال غروب شمس ذرا بہ ہیں تیرا رون منافع امور دانا بہ غروب ڈوب جانا  
 شمس سورج منافع جمع نفع بمعنی فائدہ مطلب - سورج کے ڈوبنے کا ڈرا  
 حال سنو ہمیں تیرا رون طرح کے فائدے ہیں جیسا آئندہ بیان ہو **ایضاً**  
 بے غروب آفتاب اگر ہو تا بہ رنج لوگوں کو بیشتر ہوتا - رنج تکلیف بیشتر بہت  
 زیادہ مطلب - اگر سورج نہ ڈوبتا اور ہمیشہ دھوپ بنی رہتی تو لوگوں کو  
 نہایت ہی تکلیف ہوتی جیسے آئندہ بیان ہو **ایضاً** عیش و راحت کے  
 بین سبھی محتاج بہ استراحت کے ہیں سبھی محتاج بہ راحت پائون کا تلو اور  
 اور ہاتھ کی تھیلی اور آسائش یہاں یعنی اخیر ہو - استراحت بہت طلب ہونا  
 مراد ہی تھی آرام کرنا اور لیٹ رہنا مطلب - ہمیشہ سورج نہ رہتے پہنچا  
 فائدہ ہو کہ دنیا میں لوگوں کو آرام اور روم لےئے اور سو رہنے کی حاجت بیشک  
 ہونا کہ وہ جو شعر آئندہ بین ہو **ایضاً** انگلیں ناماندگی سے اُسکے  
 بدن بہ پائین قوت جو اس مردوزن بہ مانگی بیماری اور شکن چرک  
 حاشیہ کی مچ اور وہ ایک قوت کا نام جو مردوزن کے ظاہر و باطن کے محسوس

کرتی ہے جو اس دس قسم کے بین یا پنج ظاہری اور یا پنج باطنی اور جو اس خستہ  
 ظاہری آٹوں قوت باہر دیکھنے کی طاقت اسکی جگہ آکر ہر ڈوم قوت سامعہ  
 خستہ کی طاقت اسکا مقام کان ہر ڈوم قوت شامہ سوکھنے کی قوت اسکا گھر  
 ناک ہر ڈوم قوت ذائقہ چکھنے کی طاقت اسکی جگہ زبان ہر ڈوم قوت لامہ  
 چھوہات کی قوت وہ خاص سرانگشتان اور عام تمام جلد بدن میں ہوتی ہے  
 اور یہی اسکا مقام ہر جو اس خستہ باطنی آٹوں حس مشترکہ جو بات جو اس  
 خستہ ظاہری میں گٹھ جاتی ہے وہ دُغین قبول کر لیتا ہے ڈوم خیالی۔ وہ  
 جو جو اس خستہ ظاہری کی قوتوں کو مٹ جائے بعد بھی نگاہ رکھتا ہے ڈوم  
 وہم وہ قوت۔ کہ دیکھی بے دیکھی جھوٹی سچی ظاہری باطنی سب باتوں کو  
 قبول کر لے چہاں حافظہ وہ حس ہے کہ جو اس خستہ ظاہری اور چاروں حس  
 باطنی کی قوت میں سے جو کچھ اسکو پہنچے اسے نگاہ رکھنے پر چشم مشرفہ۔ اسکا  
 کام ہے کہ بعض جو اس ظاہری اور بعض جو اس باطنی کو مرکب کر دیتا ہے  
 اور ملا دیتا ہے بدن وہ چیز جو تھ سے چھوئی جائے مطلب۔ استراحت سے  
 وہ فائدہ ہو کہ حیوان کی مانند گی جاتی رہے اور وزن و سرو کے دتلون حواس کو  
 تروتازہ کر دے ایضاً قوت باضمہ قیام کرے یہ فکر ہضم طعام شام  
 کرے یہ قوت باضمہ وہ قوت جو معرے میں کھانے کو گلا دے ہضم معرے  
 میں کھانا گلنا۔ طعام شام رات کا کھانا اسکی عربی عنایت معین محلہ جو۔  
 مطلب۔ استراحت کا نتیجہ ایک یہ بھی ہے کہ قوت باضمہ بخوبی پیدا ہوئی ہو اور  
 حالت خواب و استراحت میں رات کا کھانا بخوبی ہضم ہوتا رہے اور صبح کو کھانے  
 کی گرانی ظاہر نہ ہو۔ تم نہیں دیکھتے کہ اگر کھانا کھا کر رات کو زیادہ جاگ تو صبح کو  
 تساہت گرانی ہوتی ہے ایضاً آٹے میں ہونے والا ہے یہ بھی شب کی کھانا ہر

قوتِ غیبیہ - حتی و مجازاً یعنی خرابی - اعضا جمع عضو بدن کے حصے - مطلب -  
 رات کے سو رہنے سے یہ نفع ہے جو کہ ماضیہ خراب نہیں ہوتا یعنی بد بھی نہیں  
 ہوتی اور یہ جس عضو کو غذا پہنچتی ہے اتون کے وسیلے سے پہنچ جاتی ہے  
 ایضاً ۱۱ دن ہمیشہ اگر بنا کہ ناہمختار آدمی کیا کرتا ہے مطلب - اگر سورج  
 کسی وقت نہ پھینتا تو لوگ محنتِ فردوسی کرنے سے باز نہ رہتے کیونکہ دنیا میں ہر ما  
 بہت ہیں جیسا آئندہ مذکور ہے - ظاہر ہے کہ دن خدا نے تلاشِ معاش کے واسطے  
 بنا یا ہے یہ تیج و تَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَنَاسِكًا یعنی دن پہنے اس واسطے پیدا کیا ہے کہ لوگ  
 تلاشِ معاش کریں ایضاً ۱۲ حصے سے راتیں بھلا دیتے ہیں جسم کو  
 آدمی بھلا دیتے ہیں بھلا کرنا لاغر و نحیف کر دینا - مطلب - جو میں لوگ ہفتہ  
 محنت و مشقت کرتے کہ نہایت ناتوان و زار ہو جاتے اور ہرگز چین نہ لیتے  
 کیونکہ اسکی وجہ آئندہ شعر میں ہے ایضاً ۱۳ کہ بلاشبہ لوگ ہیں اکثر بہت سے  
 مال جمع کرنے پر بہ بلاشبہ (لا) یعنی نہیں شبہ گمان و شک بلاشبہ یقیناً  
 و بیشک - اکثر یعنی بہت اصطلاحاً وہ زیادتی اور بہتات جو کبھی کبھی ہو -  
 یہ شعر اپنے ماقبل کا بیان ہوا اسکے آغاز پر کاف بیان ہے یعنی کیونکہ مطلب -  
 لوگ اپنی راحت کو ترک کر دیتے کیونکہ ہم یقیناً خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے  
 لوگ آئندہ اسی بات پر تعین ہیں کہ کس طرح مال ہمارے پاس آئے  
 ہو جائے ایضاً ۱۴ رات کی تیرگی نہ آتی اگر بہ محتون سے نہ باز رہتے  
 بشر بہ تیرگی اندھیری - باز رہنا موقوف رکھنا اور شامل کرنا - شبہ آدمی  
 مطلب - رات کی تاریکی کے باعث بہت چیزیں دکھائی نہیں دیتی وہیں ہی ہے  
 اکثر کام رات کو بخوبی نہیں ہو سکتے پس اگر رات کی اندھیری نہ آتی اور  
 سورج کی روشنی رہتی تو انسان محنتِ فردوسی میں کبھی تامل نہ کرتا اور

ہے دم دلیعے دینی ایضاً متصل ایسے کام کرتے حریمیں بہ کام اپنے تمام کرتے  
 حریمیں بہ متصل پر درپوشکی ہندی لگاتا رہے۔ کام تمام کرنا مار ڈالنا حریمیں میں  
 کرنے والا وہ شخص جو باوجود موجودگی چیز اس شیئی کی کثرت فی خواہش رکھے۔ مطلب -  
 اگر آٹھون بہ سورج اور دھوپ اور روشنی نبی رہتی تو یہ کجست حریمیں کبھی دم  
 نہ لیتے اور لگاتا رہا مگر کام کی جلتے کہ آخر کو پلاک ہو جاتے ایضاً آندشب کا  
 فائدہ سن اور بہ ہویہ نکتہ مقام فکر و غور بہ آمدنا حاصل مصدر۔ نکتہ سخن باریک  
 و ریز و کتایہ۔ فکر فکر کرنا۔ غور سوچنا۔ مطلب۔ راست جو آتی جو اسکے آنے کا  
 ایک فائدہ اور سنو اور اس باریک بات میں فکر اور غور کرنے کا مقام جو وہ بہ ہر  
 جو آئیدہ بیان ہوا ایضاً دھوپ اگر شام کو نہ لجاتی بہ پھر تو ساری زمین جلجاتی  
 لگیا نافع ہونا اور بہ جانا مطلب۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ اگر شام کو آفتاب غروب  
 نہوتا اور ہمیشہ پتا کرتا تو تمام رو سے زمین جہاں جہاں دھوپ ہمیشہ رہتی ماریسے  
 گرمی کے خاک سیاہ ہو جاتی۔

صفحہ ۴۴۔ کبھی روئیدگی نہ پاتی نبات بہ ہوتے ضائع تمام حیوانات بہ روئیدگی  
 آگنا اور قوت نامیر جس سے نباتات ہوتے ہیں۔ نبات و کو کہ زمین سے اُگے اور قصداً  
 پیل پھرنے اور زمین بڑھاؤ اور خشکی و تری اسکے اور زمین سمندر نو ضائع ہوجانے والا  
 چیز۔ حیوانات وہ جہاں جان ہو اور زمین بڑھنے کی قوت اور سمندر ہو اور آپسے  
 پیل پھریں مطلب۔ اس شعر میں زمین کے جلنے کی تشریح ہے کہ اگر زمین جلجاتی  
 تو کوئی دخت گھاس پیل تہی پیل پھلاری گل بوٹے کبھی نہوتے جاندار  
 کیا کھاتے ہو کے پیاسے جل بھنگ کر جاتے ایضاً پس یہ جو حکمت  
 خدا سے قدر ہے جو اس نام کا ہو غیر یہ حکمت و انافی۔ قدر ہر چیز پر قدرت  
 رکھنے والا۔ اس طرح امر یعنی حکم و کام بغیر خبر رکھنے والا۔ نام مخلوقات مطلب

وہ جو مخلوقات کے کاموں سے خبردار ہو اُس خدا سے قدر کی یہ حکمت ہو جو آئندہ  
بیان ہوا یعنی اُس طرح اُس خدا نے منہرایا بند حکمت پاک کو یہی بجایا ہے  
شہرانا مقرر کرنا اور تجویز کرنا۔ بھانا پسند آنا۔ مطلب۔ وہ خدا جو قدر یہ ہوا  
یہ مقرر کر دیا ہے اور یہی اُسے مناسب معلوم ہوا جو کہ آئندہ بیان ہوا یعنی اُس  
رہے خورشید کو طلوع و غروب ہے جو نظام جہان کا یہ اسلوب ہے خورشید کا  
شبنم مچھ مکسور یہ لفظ خورشید یعنی آفتاب اور شبنم یعنی روشن سے مرکب ہے، طلوع  
یعنی اول طریقہ و روشن و طرز۔ طلوع سورج نکلتا نظام بند و بست۔ سورج کا  
طلوع و انمول اور ستیا رون کا اُس کے گرد پھرنا اور ہر ایک کا قرب و بعد اور گن لگنا  
اس نظام کا نام نظام شمسی ہے۔ مطلب۔ خدا سے قدر کو یہی بہتر معلوم ہوا کہ  
آفتاب نکلا کرے اور ڈوبا کرے یعنی پُر در پُر دن رات ہو کرے اور جہان کا بند و  
اسی نظام شمسی کے طرز پر ہو یعنی شب جلاتے ہیں جس طرح ہے  
چراغ ہے بار پاتے ہیں جس طرح ہے چراغ ہے شب کے بعد صبح (کو)  
علامت حرفت مقدر ہے۔ بار و ظل۔ مطلب۔ جس طرح رات کو لوگ چراغ  
روشن کرتے ہیں اور اُس سے تمام گھروں میں اُجیالا پھیلتا ہے اسی طرح  
آفتاب دن کو خدا چمکاتا ہے پھر وہ ہوتا ہے جو آئندہ شعر میں ہے بیان چراغ کو  
آفتاب سے تشبیہ ہے اور دنیا کو گھر سے۔ بارنا ہندی میں جلاتے کہتے ہیں  
بدین رعایت لفظ بار و چراغ میں ایہام بھی ہو سکتا ہے شعر، صفحہ ۲۰۰ دیکھو۔  
لفظ چراغ کسر و فتح اول دونوں صحیح مگر فتح فصیح تر یعنی شب وہ پاتے ہیں  
کاموں سے خدمت ہے تب چراغوں کو کرتے ہیں خدمت ہے چراغ خدمت کرنا  
چراغ بھجا دینا۔ مطلب۔ یہ دنیا کا دستور ہے کہ جب کاموں سے چھٹی پاتے ہیں  
اور کھانچا پکڑ سونے کی علیا بیان کرتے ہیں تو چراغ بھجاتے ہیں یہی طرح سورج کا

عالم ہے کہ دنیا کا انتظام جب دن پھر تمام ہو کر آتی تو خدا اسے غروب کروتا ہے  
ایضاً سب یہ بد نظام عالم ہے جو بسبب اتظام عالم ہے جو بد نظام بندوبست کرنا  
عالم جہان: مطلب۔ ان سب باتوں یعنی نظام شمسی سے جہان آباد ہے اگر سورج کو  
طلوع و غروب نہ ہوتا تو دنیا کے بندوبست میں خلل پڑ جاتا ایضاً اگر روش زمین  
میں تغیر کرے اس کے پست و بلند پہ نظر بند گردش گھومنا۔ ارض زمین۔ تغیر فکر کرنا۔  
نظر خیال۔ مطلب۔ زمین کے گھومتے ہیں خور کر نافرور ہے اور اس کے درجوں کی  
بندوبستی کو خوب خیال کرنا چاہیے کہ دیکھو کہاں سورج کی روشنی زیادہ کب  
پڑا کرتی ہے اور کہاں کسوقت کم اور اس کے باعث سے کیا ہوتا ہے یعنی مقام روشنی  
توزین کی بندوبستی کے سبب سے ہے اور وقت طلوع و غروب زمین کی  
گردش کے باعث۔ زمین کی گردش فیثا خورش حکیم کے مذہب کے موافق اس  
شعربین مانی گئی ہے پہلے حکیم بطلمیوس کی اسے کے موافق لوگ گردش ظلی کے  
قائل اور زمین کو ساکن جانتے تھے فارسی و عربی کی کتابیں اسی وجہ سے بھری ہیں  
(نظام بطلمیوس) ارسطو حکیم کے بعد ایک حکیم بطلمیوس نام یونان میں پیدا ہوا تھا  
وہ قائل تھا کہ زمین کو گردش نہیں بلکہ کرہ خاک ساکن اور بجائے ایک مرکز کے  
ہو اس کے گردا گرد کرہ آب کے محیط کرہ باد و جبکو کرہ زہر پر بھی کہتے ہیں باد کے  
گردا گرد کرہ نار یعنی آگ کا کرہ۔ پھر ان چاروں عنصری کرہوں کے تحولات کرے  
جنگلو اقلاک کلیہ بھی کہتے ہیں یعنی سب سیارہ کے ساتوں آسمان اطرچہ کہ کرہ نار  
کے گرد فلک قمر یعنی پہلا آسمان جو دکھائی دیتا ہے پھر اس کے گرد فلک عطارد بندہ  
فلک زہرہ پھر فلک شمس پھر فلک مریخ پھر فلک مشتری پھر فلک زحل محیط ہیں  
ساتوں ستارے اپنے آسمانوں میں اور ساتوں آسمان باہم عنصری کرہوں کے گردا گرد  
گھومتے ہیں اکثر اہل ایشیا وغیرہ اس کے قائل ہیں اور ہیں (نظام فیثا خورش) بطلمیوس

کے بعد حکیم یونانی فیتا غورس نام پانچ سو برس حضرت عیسیٰ سے پہلے پیدا ہوا آہستہ آہستہ آفتاب کو ساکن اور مرکز قرار دیا اور بتایا کہ آفتاب کے گرد اگر دو بقاعدہ مختلفہ یگیارہ سیارے دورہ کرتے ہیں۔ عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مریخ۔ وسماء۔ جو نور سمیرس۔ پالس۔ ریشتری۔ زحل۔ پیرشل۔ یہ گیارہ حوان سیارہ پیرشل صاحب کا قلم نامش کیا ہوا ہے۔ انہیں سیاروں کے متعلق گرد اگر دو بقعدہ مختلفہ آفتاب دورہ کرنا ہیں الغرض پیردان بطلیموس فیتا غورس کے قول کو مردود جاننے اور فیتا غورس سے حجرتے رہے آخر سنہ سولہ سو عیسوی میں حکیم نیوٹن صاحب نے کبسال دلائل نظام فیتا غورسی کو خوب چمکا دیا اور بطلیموس کے چراغ پر زردی چھانے لگی۔ مختصر اب کل مدارس سرکاری میں نظام فیتا غورسی جاری ہے اور زمین گردش کرتی ہوئی سمجھی جاتی ہے اور ایضاً اسکی تاثیر سے تو ہوا مہر چاندنصلین میں مختلف ظاہر ہوتے تاثیر اثر کرنا۔ مہر شاق و وقت کار یہاں یعنی دورہ فصل دو چیزوں کی درمیانی دوری اور موسم مختلف بر خلاف ہونے والی چیز چار فصل۔ زمین اپنی گردش اور آفتاب کے مقابلہ و حجاب کے سبب سے چار موسم پیدا کرتی ہے اور موافق بیان آئندہ اسکی تفصیل پیرچہ اول جاوے اسکی عربی شتا ہے اور اسی فصل شتا میں خزان ہے اہل عرب خریش کہتے ہیں داخل ہے۔ دو مہر سات کا موسم۔ سوم بہار۔ اسکا عربی نام ربیع ہے۔ چہارم موسم گرما اسکو عربی میں صیف بولتے ہیں۔ مطلب۔ اے و محاطب زمین کی گردش کے اثر سے تو وقت ہو جا کہ اسکے باعث سے یہی چار موسم جو اوپر بیان ہو چکے پیدا ہوتے ہیں مگر چاروں باجم کیفیت میں مختلف ایضاً اس مدبر کی جو عیان تدبیر بہ جزا قدرت حکیم قدیر بہ مدبر تدبیر کرنے والا ہوتا ہے اسے مراد ہے۔ عیان ظاہر جزا فرنگ و کبر و حکیم قدیر سے غرض

خدا۔ مطلب۔ دیکھیے کیا خدا کی قدرت نظام شمسی سے ظاہر ہوتی ہے اسکی ہر ہیر کا کیا کتنا اسکی قدرت کی کیا بات سبحان اللہ ایضاً آکے جاڑا جو جاتی ہے گرمی بہ داخل باطن میں پاتی ہے گرمی بہ باطن اندرونی چیز میان اجسام کی اندرونی سطح سے مراد ہے اس شعر سے چاروں موسموں کا بیان شروع ہوا پہلے شاعر جائزے کی فصل کی کیفیت بیان کرتا ہے مطلب۔ جب فصل سرما آتی ہے اور گرمی کا موسم جاتا ہے تو بالکل اجسام کی گرمی سب اندرون اجسام میں داخل ہو جاتی ہے اور بدین سبب جسموں کے اوپر سردی معلوم ہونے لگتی ہے اور گرمی اندرونی کے سبب جاڑوں میں کھانا اعلیٰ ہضم ہو جاتا ہے اور وہ میوے جو آئندہ شعر میں ہے ایضاً آتائیاں و شیرین اور وانا بہ ماؤسے میووں کے ہون سب پیدا ہونے شجر درخت۔ وانا عقلمند یہاں سبب لفظ شجر و نبات کے اس لفظ میں ایہا م بھی ہے۔ ماوہ یہ تشدید وال ہر چیز کی اصل اور قدرت اور بنیاد اور ہر شے کی درستی کا سامان۔ مطلب۔ خدا کی قدرت یہ ہے کہ جائزے آنے سے چھوٹے ٹرے درختوں میں اندر اندر سے وہ طاقت پیدا ہو جس سے پھل ہوے وغیرہ پھل سکین ایضاً آج حرارت ہوا سے جاتی ہے، تو کثافت ہوا میں آتی ہے حرارت گرمی کثافت کسی تپلی چیز کا گاڑھا اور بجاری ہو جاتا ہے مطلب جب سرد ہو اپنے لگتی ہے تو گاڑھی اور بھاری ہو جاتی ہے کیونکہ سردی کے سبب سے زمین رطوبت آجاتی ہے گرمی ہر چیز کو صاف اور تیز کرتی ہے جب وہ زہری تو صفائی اور قوت کیونکہ ہو سکے جب یہ دونوں چیزیں نہ ہوں تو کثافت ہوا ہوگی اسی باعث سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے اور وہ کرتی ہے جو آئندہ مذکور ہے۔ ایضاً آئندہ کے سامان کرتی ہے پید اہنہ اور باران کرتی ہے پید اہنہ باران پھنک پانی۔ ہنک کے سامان سے مراد میان اہر ہے۔ اس شعر سے دوسری فصل یعنی برسات کا بیان شروع ہوا مطلب۔ جب ہوا گاڑھی ہوتی ہے اور اس سے ہنکار غلیظ



پیدا ہوتے ہیں تو ابر نمود ہوتا ہے اور پانی برسے لگتا ہے **ایضاً** جسم جاندار پہ تو بہن  
 محکم بہ قوتین پاتے ہیں بوجہ اتم بہ حکم مضبوط۔ وجہ صورت و طریقہ۔ اتم تمام  
 و کمال۔ مطلب۔ پانی برسے کے سبب سے حیوانات کے بدن مضبوط ہو جاتے ہیں  
 اور پوری قوتین پاتے ہیں **ایضاً** فصل سرما میں جب نباتات و شجر بہ ہرتے ہیں  
 ماؤن سے سر تاسر بہ مہر ما جاڑے۔ سر تاسر جڑے ڈالی تک۔ مطلب۔ اور پیمانہ اور  
 کہ جاڑوں میں نباتات و شجر حرارت اندرونی کے سبب سے پھلون کی خلقت کے  
 سامان پیدا کرتے ہیں لہذا ان سامانوں کا فائدہ آئندہ شعر میں بیان کیا جاتا ہے  
**ایضاً** آئیے گل شروع فصل بہار بہ حرکت پاتے ہیں نباتات و شجر بہ سبب لطف  
 بیا تا مل حرکت بختین جنشن۔ اشجار شجر کی جمع ہو۔ نباتات و شجر و دونوں الفاظ کے  
 مابین سے و او عاطفہ مقدر ہے اور یہ اب بھی جائز ہے۔ مطلب۔ جب درختوں میں  
 مادہ پیدا ہوتا ہے تو فصل ربیع کے شروع شروع انہیں اندر سے ایک قسم کی  
 جنبش نمود ہوتی ہے اسکی عمدہ مثال یہ ہے کہ جب لڑکے میں نمو کی طاقت  
 آتی جاتی ہے تو انہیں ویسا ہی چلیلا میں ہوتا جاتا ہے اور ہاتھ پانوں کو جنبش  
 دیا کرتا ہے اور کھیل کود کیا کرتا ہے یہی نباتات کی جنبش کی کیفیت ہے اس شعر سے  
 تیسری فصل یعنی ربیع کا بیان آغاز ہے **ایضاً** گشا ہدان چمن اسی سے  
 ہیں بہ گھانس بوٹے شگوفے آگے ہیں بہ شا بہ معشوق رشادان چمن  
 استعارہ یعنی درخت گھانس پے گل بوٹے وغیرہ۔ انکو جو انان چمن بھی کہتے ہیں  
 بوٹا پھولوں کا چھوٹا درخت جیسے گیندا ہزار اور غیرہ۔ شگوفہ بکسر اول و کاف  
 عربی پھول کی کلی۔ مطلب۔ درختوں کی اندرونی حرکتوں سے ڈالیان گھانس  
 پہل بوٹے کلیان وغیرہ نمود ہوتی ہیں **ایضاً** جبکہ آتی ہے فصل تابستان بہ  
 ہوتی ہیں گرمیاں ہو ایدین میان بہ تاب گرمی۔ ستان مفید معنی طرفت جیسے

برستان وغیرہ۔ ناستان موسم گرما۔ طلب۔ ظاہر ہو کہ جب گرمی کا موسم آتا ہے  
سب کو جلنے لگتی ہے اور ہوا میں گرمی کا اثر رہتا ہے۔ اس شعر سے جو صحیح فصل یعنی گرمی کا  
بیان شروع ہوا۔

صفحہ ۲۵۔ پختہ ہونے میں باطن اثمار بہ سوکھتی ہیں رطوبت میں اکبار بہ پختہ پکا  
اثمار جمع نمز یعنی پھل۔ باطن اثمار پھل کے گود سے مراد ہے۔ رطوبت تری مطلب  
جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھلوں کا گود اوجو نہایت تر تھا وہ کبھی قدر خشک ہو جاتا ہے  
اور اسی خشکی کا نام خشکی ہے **۱** اور **۲** جو رطوبات و خلط فاسد ہیں بہ ہتھ  
تفصیلات و خلط فاسد ہیں بہ رطوبات رطوبت کی جمع۔ خلط علی ہوئی چیز اور وہ  
چار ہیں صفرا و سودا و بلغم و خون۔ فاسد فساد کرنے والی اور بگڑ جانے والی چیز۔  
تفصیلاً اصطلاح طب میں بدن میں صرف ہونے کے بعد کھائی ہوئی چیزوں کا  
کھوجا جو کہ معدے اور شانے اور دماغ وغیرہ کی راہ سے خارج ہوتا ہے تفصیلاً  
اسکی جمع ہے۔ خلط فاسد وہ صفرا یا سودا یا بلغم یا خون جسم میں کسی باعث سے  
بگڑ نقصان ہو اور بگڑ جائے۔ یہ شعر اپنے ما بعد سے فلوہ بند ہے۔ مطلب۔ گرمیوں  
ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جتنی رطوبتیں اور بگڑی ہوئی خلطیں اور غذا کے فضیلت  
جو کہ بدن میں خون کے ساتھ جمع ہوتے ہیں وہ سب موسم گرما میں خشک  
ہو جاتے ہیں جیسا آئندہ شعر میں ہے **۱** اور **۲** جسم حیوان سے ہونے میں  
تحلیل بہ سب تدریج پاتے ہیں تحلیل بہ تحلیل مصرع اول میں گلا کر  
کوئی چیز ٹاڈینا۔ تدریج درجہ بدرجہ کم کرنا مراد ہے یعنی رفتہ رفتہ تحلیل مصرع  
دوم میں تھوڑا ہو جانا۔ مطلب۔ گرمیوں کے سبب جاندار کے بدنوں سے  
جڑی رطوبتیں اور خلطیں اور فضیلت ہضم ہو کر رفتہ رفتہ سب گھٹ جاتے ہیں  
**۱** اور **۲** انہیں رہتا زمین میں پانی بہ تا عمارت بنے یا سانی بہ عمارت

کسی جگہ کی آبادی یہاں مراد مکاناں سے ہے۔ تسانی سہل ہونا مطلب۔ گرمیوں  
 میں دھوپ کے باعث سے زمین کی اوپری سطح کا پانی سوکھ جاتا ہے تاکہ آوی آن  
 مقامات پر مکاناں بخوبی بنو اسکے انحصاراً اصناف ہو جاتی ہے جو اساری بہ  
 نہیں رہ سکتی کوئی بیماری بہ مطلب۔ جب ہو اعلیٰ یعنی گارجی ہو جاتی ہے تو  
 زمین سے ملی ہوئی رہتی ہے اور جو محل ہونے کے سبب سے اوپر زیادہ نہیں  
 اٹھتی اسی سبب سے بُرے مقامات کے تجارت اُسیاں سے ہوئے رہتے ہیں  
 اور اُس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں چہ جب گرمیاں آتی ہیں تو ہوا کی  
 رطوبتیں خشک ہو جاتی ہیں اور ساری تہیت دغ ہو جاتی ہے اور بیماریاں  
 گھٹ جاتی ہیں تم نہیں دیکھتے کہ برسات میں بیضہ وغیرہ زیادہ ہوتا ہے  
 سب فنا ہو کا باعث ہے **الاضط** لکھون ان فصلوں کی جو فصلیں ہیں  
 وفترون میں نہ اُتیں منفعتیں بہ مصلحت بہتری و جلائی۔ دفتر حساب کا لبتہ  
 یہاں کتابوں سے مراد ہے منفعتہ نفع اول فائدہ پہنچانا۔ فصل سے یہاں  
 مراد وہی چار فصلیں ہیں جو اوپر بیان ہوئیں شاعر نے گرمی جاڑے بہا بہت  
 ارضین کو چار فصل مقرر کیا ہے اور اسکے موافق مولف نے شرح لکھی لیکن اصل  
 میں چار فصلیں صیف وشتا وریح وخریف ہیں برسات ووفصلوں میں  
 ہو۔ مطلب۔ اگر ان چاروں فصلوں کے فائدے اور جلائی بیان  
 ہوں تو بڑی بڑی کتابوں میں نہ سما سکیں **الاضط** جو محل نام برج اول کا  
 دوسرا نور تیسرا چوتھا برج وہ مقام جس سے ہر جینے میں آفتاب کا مقابلہ ہوتا ہے  
 ہندی میں اُسکو اس کہتے ہیں ساتون آسمانوں کے گرد اگر ایک دائرہ مسلسل  
 شے کی طرح گھوما ہو اور اُسے عربی میں منفقہ البروج کہتے ہیں اور اس سلسلے  
 میں بارہ جگہ بارہ برج قائم ہیں اور ہر جینے میں آفتاب سے

ایک ایک برج کا مقابلہ رہتا ہے اسی تقابلے کو تخویل آفتاب کہتے ہیں۔ حمل بطنجیون  
منطقۃ البروج کا پہلا برج اُسکی شکل مینڈھے کی سی ہے ہندی میں اسے سیکرہ یا سہو کہ  
بولتے ہیں یہ برج آفتاب سے ایسا کہ گھٹنے ہیں۔ تقابلہ رہتا ہے اور بفتح ثاب سے  
شکلہ وہ سہرا برج اسکی ہندی زبان کہ دریل کی شکل پر ہے جو جیٹھ کے ٹپنے میں تخویل  
آفتاب اسمیں ہوتی ہے جو زائچہ اولیہ میں ہے اور اسکی ہندی میں تھمن ہے جو  
دو آدمیوں کی تصویر میں پشت سے ملی ہوئی ہے اسکی صورت جو اساتذہ کے  
ہینے میں تخویل آفتاب اسمیں ہوتی ہے ایضاً چوتھا سرطان پانچواں  
جو اسد ہے جو چھٹا برج سنبھلہ میگد ہے۔ سرطان کا لون باعلان پڑھو۔ بیکہ  
بے تامل کہ اصطلاح نجوم میں جنم پتری کو بھی کہتے ہیں بدین سبب  
برجوں کے ساتھ یہ لفظ بطور ایہام پڑھو۔ صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ جو سرطان یہ  
چوتھا برج گنیش کے شکل ہے اسکی ہندی کہ کہ ہے ساون میں آفتاب  
سے کہ کہ اس مقابل رہتی ہے۔ اسد پانچواں برج جسکی ہندی سنگھ یہ  
شیر کی شکل پر ہے جادون کے ہینے میں تخویل آفتاب یہاں مقدر ہے۔  
سنبھلہ چھٹا برج اسکی ہندی کینیاں ایک عورت یا تھر میں اناج کی بالی  
یے ہوئے اُسکی شکل ہے کنواریں تخویل آفتاب اسمیں ہوتی ہے ایضاً  
برج ہشتم کا نام ہے میزان ہے برج ہشتم کا نام عقرب جان ہے ہشتم سا تو ان  
ہشتم آٹھواں۔ جان صیفہ ۱۰۱ و ۱۰۲ حاضر امر سمجھ لے۔ میزان سا تو ان برج اسکی  
ہندی میں گنیا ہشتم اولیہ یہ تراوی کی شکل پر ہے کاتک میں تخویل یہاں مقرر ہے۔  
عقرب آٹھواں برج اسکی ہندی برچھیک ہے جو بچھو کی صورت پر ہے اسمن  
میں آفتاب اس سے مقابل رہتا ہے ایضاً ہونواں برج کون میں جان  
ہدی ہے ان برون میں وسوان ہے یہاں سے مراد سورج اولیہ میں بیان ہے

منطقه البصرج۔ ہر وقت برن کی حج۔ قوس بفتح اول نواں برج اسکی ہنہ ہی جن ہر  
 ایک عورت یا تھریں کسان پر تیر چڑھ لے ہوئے مگر سے سم دار چو پائے کی صورت پر  
 اسکی شکل ہو پوس بین تحویل آفتاب آہین ہوتی ہو بعد ہی بفتح اول وسکون ثانی  
 بسوان برج اسکی ہندی مگر بفتح اول وسکون ثانی حرف دوم کات مسہر  
 مگر ہر کی شکل پر ہو با مگر کے مہینے بین اس سے آفتاب کا مقابلہ ہوتا ہے البصرج  
 گیار حوان دلو بار حوان ہر حوت بد نہین انہیں کہ سیکو جاے سکوت بد سکوت شب  
 رہنا مرادی معنی یہاں اخترا نس و مامل۔ دلو گیار حوان برج ہو اسکی ہندی کتبہ  
 بنم اول ایک عورت یا تھریں اول رتی لیے ہوے اور رتی کا سرا بار حوان برج  
 سے ملا ہو اسکی شکل ہو پھا گن کے مہینے بین تحویل آفتاب آہین ہوتی ہو۔ حوت  
 بنم اول دو او معروف بار حوان برج ہندی وہین) بیاسے معروف و و  
 پھلیان تلے او پر تر چھی ملی ہو نہین اسکی شکل ہو حیت کے مہینے بین تحویل آفتاب  
 یہاں تمام ہوتی ہو اور پھر برج محل سے لگا لگتا ہو اسیدن کا نام نور و زہو  
 البصرج ہو اہر زبان جو پر تو فگن بد تو سہراب اور رستم پلین بد مہر سورج ہوتا  
 چکنے والا۔ پر تو یعنی عکس ہندی اسکی جھلکی یہاں مراد شوع آفتاب سے ہو  
 پر تو فگن اسم فاعل سماعی عکس ڈالتے والا۔ پلین اسم صفت مرکب ہاتھی سارنگ  
 رکنے والا یعنی نہایت پیار مراد پہلوان سے ہو مطلب۔ جب سورج کی کرن پھرتی  
 تو سہراب اور سہراب کے باپ رستم نے باجم وہ کیا جو شعرا آئندہ بین ہو البصرج  
 پسنکر زہو خرش پر ہو سوار بد گئے سوے میدان پے کا زہر بد زہو بکسر بین وہاں  
 عفو لہ لوست کی کر یوں کا کر تہ جو زوائی بین پینے ہیں زہر خرش با بفتح سپید و رخ  
 اربع گھوڑا جو کہ رستم کا گھوڑا اسی رنگ کا تھا اسلے اسے بھی زرش کہتے ہیں  
 ہر چاہے ہر کس سال با ہر سو بنم دو او سہراب بد او عرف۔ میدان

وہ وسیع جگہ جہاں درخت نمون یہاں عراؤن سے ہو۔ کار فارسی میں اور کام ہندی  
 میں بجا ہے۔ مرگ استعمال ہو جیسے فلان بجا آمد یا زید کام آیا یعنی مر گیا۔ رز زید یعنی  
 ظرفیت یہاں کا زار یعنی جنگاہ مطلب۔ سہراب اور رستم چاق جو بندہ تھیما رنگا کر  
 گھوڑوں پر سوار میدان میں لڑنے کے لئے لیتے ہیں اور زرم سہراب کا دل ہو اور  
 سوار لفظ و مہر اٹل ہو اور زرم ہونا محبت پیدا ہونا۔ لفظ کنکلیون سے محبت  
 دیکھنا۔ مہر محبت۔ مائل جھک کر لٹنے والا مطلب۔ دو نون باہم لڑنے تو لگے  
 مگر سہراب کے دل میں کچھ کچھ رستم کی محبت پیدا ہوئی اور خون جوشن کر آیا  
 اور لفظ اتحق سے پہلے ہو صلح جو نہ کہا و وہین نہ کر کہ اور تند خو بہ قسم بختین  
 قوی و بزرگ تن جسم۔ تھمن نومی جسم رکھنے والا پر رستم کا لقب ہو۔ حسب سراج  
 ملاپ کرنے والا۔ و وہین بد و اور غلط۔ تند خو بد عراج مطلب۔ سہراب پہلے  
 رستم سے میل کی باتیں کرنے لگا اور نہ سکر وہ کہا جو آئندہ شعر میں ہو۔ سہراب کی  
 تہی سے ثابت ہو کہ وہ صلح چاہتا تھا۔ یہ شعر اپنے مابعد سے قطعاً ہے۔  
 اور لفظ مصمم کیا تو نے اب دل میں کیا ہے ارادہ لڑائی کا یا صلح کا پھر مصمم  
 بفتح دو م و سوم مضبوط یعنی ہونی بات مطلب۔ اور پلین تند خو تیرے دل میں کیا  
 جہم گئی ہو مجھے لڑیگا یا لینگا۔ یہ شعر سہراب کا مقولہ رستم سے ہے اور لفظ یہ بہتر ہے  
 جہم تم نمون رزخواہ ہے کہ میں آشتی اور شام و پگاہ ہے رزم جنگ۔ رزخواہ خواہش  
 جنگ رکھنے والا آگے دستور تھا کہ جب ایک طرف سے کوئی حرکت نکلتا تھا تو وہ لگا کر  
 کٹا تھا کل زمین بمبار یعنی میرے مقابلے پر دوسرا آدمی بھیجیو یہاں رزخواہ  
 ہوتی بہار مطلب سے مراد ہو۔ آشتی صلح۔ پگاہ صلح۔ مطلب۔ جہم تم نہ لڑین  
 تو بہتر آدمی لجاؤں اور دن رات وہ کہیں جو آئندہ شعر میں ہو یہ شعر  
 اپنے مابعد سے گرو بند ہے اور یہ ایک قسم کی تفسیر ہے شعر اصغر ہے۔ دیکھو

**ایضاً** بہم محفل آرا سے و مو نوش ہوں بہ چنگ و مو و مڑب گوش ہوں بہ  
 بہم باہم کا محفت۔ محفل آرا جلسہ جمانے والا۔ مو نوش شراب پینے والا۔ چنگ  
 ایک ساز کا نام جو خمیدہ ہوتا ہے۔ فربانسی۔ مڑب گوش عرب میں گوشش کہتے ہیں  
 یعنی نہایت خوشی منانے والا۔ مطلب۔ دن رات ہم تم دعوت و مدد رات  
 میں مصروف رہیں باجے بجائیں شراب میں پین نوشیمان منانین غرض کہ خوب  
 کاڑھی تھنے۔

صفحہ ۲۶۔ کرین عمدہ پیمان حکم ہم بہ پشیمان ہوں اب کینہ خواہی سے ہم بہ  
 عمدہ اقرار۔ پیمان قول کرنا۔ حکم مضبوط پشیمان پھٹتا و اکھٹے والا۔ کینہ خواہی دشمنی  
 اور لڑائی بہ مطلب۔ اے تمہیں ہم تم آپس میں قول و اقرار کرین اور مقابلہ کرنے  
 سے درگزرین **ایضاً** تو کیسو ہوتا اور کوئی جوان بہ پیمان آنکر ہوستیزہ کمان  
 کیسو علیحدہ آنکر جاسے اگر سخن ترک بستیزہ لڑائی جھگڑا بستیزہ کمان لڑنے والا  
 مطلب۔ تو علیحدہ ہو جا جا چین سے بیٹھ کسی دوسرے کو بھیجے کہ مجھے آکر لڑے  
**ایضاً** مر سے دل میں پیدا ہوئی تیری ہر بہ نہو کینہ جو تو بھی دیر سپہر بہ کینہ جو  
 لڑنے والا۔ زیر سپہر سے مراد دنیا۔ سپہر آسمان۔ مطلب۔ اے تمہیں میرا دل کچھ  
 تجھے بھت کہتا ہے تیری طرف مائل ہے تو بھی دنیا میں رہ کر مجھے نہ لڑ **ایضاً**  
 نشانی جو کچھ چاہیے جو عیان نہ دے نام تیرا ہے مجھے نہان بہ عیان ظاہر۔ نہان  
 پوشیدہ۔ مطلب۔ رستم کی جو جوشانیان مجھے معلوم ہیں وہ سب مجھ میں باقی  
 جاتی ہیں مگر ابھی تک تیرا نام تیرے متح سے مجھ پر نہ لکھا کہ کیا ہے **ایضاً**  
 کسی نے بتایا نہیں زینہار بہ تو کر نام کو اپنے آپ آشکار نہ زینہار ہرگز آشکار  
 ظاہر۔ مطلب۔ میں نے پھر پہلو ان سے بہت پوچھا مگر وہ ہرگز نہیں بتاتا  
 کہ آپ ہی اپنا نام بتا دے **ایضاً** تو شاید کہ جو زان زرا کا سپر ہے پلٹن

رستم نامور بہ نزال وہ بوڑھا مرد جسکے بال سفید ہوں۔ نر پیر فرقت۔ نزال زیر  
 رستم کے باپ کا نام اسواسے رکھا گیا تھا کہ جب وہ پیدا ہوا تو اسکے بال سفید تھے  
 نامور مشہور۔ مطلب۔ ہونہ نزال کا لڑکا رستم پہلوان جو مشہور ہو تو ہی ہو۔  
 میل پہلوان ایضاً سر صلیح ہر چند تھا وہ جوان بہ پر امین نہ تھا رستم پہلوان  
 سر صلیح بر سر صلیح کا مخف یعنی آنا دہ صلیح۔ امین نڈر مطلب۔ ہر چند سہراب صلیح کہ پیر  
 طیار تھا مگر رستم کو وہ بدمالگا تھا جیسا کہ آئندہ مذکور ہو ایضاً کہ تھا یہ دل  
 بین میل سلین بہ نہیں مغل کا اعتبار سخن بہ کہے تھا خلاف محاورہ حال اب  
 کہتا تھا بولتے ہیں۔ مغل لڑکا۔ اعتبار بہر وسا سخن بات۔ مطلب۔ رستم دل  
 بین سوچتا تھا کہ سہراب بچہ کار نہیں چھو کر اچھو اسکی بات کہا گیا بہر وسا کہ بین کچھ  
 بدی مگر ٹھیسے ایضاً یہ پاسخ دیا پیر کہ سن اچھو جوان بہ نہیں بین بھی کو دک  
 تو گر ہر جوان بہ پاسخ بضم سین مہلہ جواب۔ کو دک نہایت خرد سال اور نابالغ  
 لڑکا۔ مطلب۔ رستم نے سوچ بچار کر جواب دیا کہ میں کچھ ناچھ نہیں بچہ نہیں اگر تو  
 جوان ہو تو ہو یعنی اگر تو ہر شیا رہی تو بین بھی ہر شیا رہوں ایضاً کہتے ہیں  
 دیکھا فراز شیب بہ مگر مجھے گفتا مگر و فریب بہ فراز بلند ہی شیب بیابے مجھو کہتی  
 شیب و فراز یعنی نیک و بد۔ گفتا گفتگو۔ مطلب۔ بین دنیا کی نیلی بدی و  
 سر و گرم زمانہ بہت دیکھے پڑا ہوں تو مجھے نہ اثر اور چالین مگر ایضاً کہ لڑکا  
 پشت ہیون سے اثر بہ کہ سر گرم کشتی ہوں اب ہمدگر بہ پشت پشیر۔ ہیون مفتوح  
 اول و داو معرف اونٹ اور گھوڑا یہاں یعنی دوم۔ سر گرم آنا دہ۔ ہمدگر یا ہم۔  
 مطلب۔ اچھو سہراب بچے اتر کر چٹ ٹکوت کس میرے پیرے کشتی ہو جائے۔  
 ایضاً اچھو دیکھا کہ رستم جو اب گرم کین بہ تو ناچار سہراب بولا کہ میں بہ کین  
 کینہ سر گرم کین بر سر فسا و مطلب۔ سہراب نے دیکھا کہ رستم بہ کین نہ لے گا۔



تو ناچار وہ بولا جو آئندہ شعر میں ہر **ایضاً** تو مائل ہو اس وقت کشتی اگر کہ تو مان بن گئی  
 کشتی کو حاضر ہوں پر بد بان حرفت ایجاب معنی اچھا۔ مائل میل کا اسم فاعل یعنی  
 خواہش کنندہ۔ پر بیان حرفت استمنا ہو یعنی مگر۔ یہ شعر اپنے مابعد سے بطریق تضحین  
 واقع ہر شعر ۱۱ صفحہ ۷۰ ویکھو یہ مطلب۔ اگر تو کشتی ہی لڑنے پر تیار ہو تو خیر میں بھی  
 باہر نہیں مگر میں وہ چاہتا تھا جو آئندہ شعر میں ہر **ایضاً** نہیں چاہتا تھا کہ  
 تجھ سا جوان بد مرے ہاتھ سے کشتی ہو وہ بیان بد کشتی مارا ہوا۔ ہووے کے  
 مقام پر اب ہو بولتے ہیں۔ مطلب۔ منظور نہ تھا کہ ایسا بہادر جوان جیسا تو ہو میرے  
 ہاتھ قتل ہو جائے افسوس ہر **ایضاً** یہ مکروہ دونوں میں ملنا اور ہلکے کرنے  
 کشتی کے فن آشکارا بد فن ہر کشتی کے فن سے مراد یہاں کشتی کے پیچ اور واؤ نامہ  
 مشہور مطلب۔ یہ بات مکمل رستم اور سہراب کشتی لڑنے لگے اور حقیقتاً کرنے لگے  
**ایضاً** کیا زور رستم نے وان حد سے بیش بد گیا آگے سہراب کے کچھ یہ بیش بد  
 حد انتہا بیش زیادہ۔ بیش جانا سر بر ہونا۔ مطلب۔ رستم نے انتہا زور کیا مگر  
 سہراب کے آگے اسکی کچھ چل رہی **ایضاً** ہوا وہ خروشندہ جو ن میل سے تہ کیا  
 زور سے آئے رستم کو پست بد خروشندہ لکھارنے والا۔ جو ن یعنی مثل سخن الکرک پست کرنا  
 گرا دینا مطلب۔ سہراب نہایت زور شور سے لکھارا اور رستم کو اٹھا کر دے مارا  
**ایضاً** جو ٹھینچا کپڑا کر کر بند کو بدہ تو سنبھلا نہ پھر رستم نامو بدہ کر بند چکا یہاں اس وقت  
 مراد ہے جو پہلو ان وقت کشتی کمر میں باندھتے ہیں۔ نامو شہرت چاہنے والا۔ مطلب سہراب  
 نے رستم کو اٹھایا اور دے چکا تو رستم سنبھل نہ سکا **ایضاً** زمین سے ہمیشہ رستم ہوتی  
 خرابی نہ چرخ پرخم ہوتی بد ہم طمانے والی خیر۔ نہ نیچے چرخ آسمان۔ یہ چرخ مراد ہے  
 دنیا ہے۔ پرخم پڑھی خیر مطلب۔ رستم ایسا بخت گرا کہ اسکی پیٹھ زمین سے لگ گئی  
 اسی طرح پہلو ان کا گرا دل لگی نہ تھا لوگوں کی آنکھوں میں دنیا سیاہ ہو گئی۔

جس پہلوان کی پشت بلکہ ذرا شانہ جہان زمین سے چھو جاتا ہو وہی کشتی بین مارا  
ہو اچھا جاتا ہو۔

صفحہ ۲۷۔ گر اخاک پر جب میل نامور بہ تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر بہ پہلوانوں کا پتلا  
ہو کہ جب کسی کو بچاڑتے ہیں تو اس کے سینے پر پڑ کر اُسے دبا لے رہتے ہیں تاکہ بخوبی زمین سے  
پٹیٹھ لگیانے مطلب جب رستم پتھر گیا تو سہراب نے اُسے دبا لیا ایضاً لیا کینج پھر  
خنجر آنگون بہ یہ چانا کہ اسکو کہ غرق خون بہ خنجر ایک چوڑی جھری دو دو حاری اور لو اس کے  
مثل خمیرہ ہنگاوستہ شاخ یا ناسخی دانت کا اور حراد ہر از کے واسطے چوڑا اور بچ میرہ تمام  
گرفت پر پتلا ہوتا ہو چھوٹے خنجر کو جنبہ بولتے ہیں جنب کے معنی پہلو یعنی پہلوئی چاک  
کرنے والی خمیرہ دو نون تھیسا ر اہل عرب و فارس اکثر باندھتے ہیں۔ آنگون باٹھ رکھا ہو  
اور صیقل کیا ہو چمکتا ہنجا غرق ڈوہ با جو۔ غرق خون کرنا مرادی معنی زنج کرنا یا طلب  
سہراب نے خنجر کھینچ کر چا کہ رستم کا کام تمام کرے ایضاً کہا جیلہ اسوقت رستم نے  
وان بہ لگا کتے سہراب سے اچو جان بہ جیلہ فریب و مکر اور ردحو کا یہ طلب۔ رستم نے  
کیفیت دیکھ کر سہراب سے بات بنا کر وہ کہا جو آئندہ شعر میں ہے ایضاً بہان کا  
یہ آئین نہیں زمین ہر کہ زیر جسکو کوئی ایک بار بہ آئین طریقہ و دستور زیر کرنا  
سلیع کرنا اور گردینا یہ طلب۔ ہمارے ملک کا یہ دستور زمین کہ جسکو کوئی ایک تیرہ  
گراوے تو وہ کہے جو آئندہ شعر میں ہے یعنی وہ بات نہ کہے ایضاً تو سر کو کہے اُس کے  
تن سے جدا ہے مگر ہو دگر بارہ و تازہ ہر تن سے جدا کرنا ہے کہ کرنا۔ دیگر کا مخف ہو  
دگر یعنی دوسرا پیر۔ بار حرف تعدا یعنی وقفہ و مرتبہ۔ زور تازہ اسم فاعل سماعی کشتی  
کرنے والا یہ طلب۔ ایک بار گرانے میں مار ڈالنا بہاوری کا دھرم نہیں بلکہ اس ملک کا  
یہ دستور ہے کہ دو بارہ زور تازہ کر کے ہین پیر جو جیتے ایضاً اُسے قوت و زور سے  
لاوے زیر ہر کہے شوق سے قتل پیر وہ اولیہ زیر لانا فارسی کا ترجمہ آرد وہین زیر کرنا

مستعمل ہر شوق سے اصطلاحاً بمعنی بے تامل۔ قتل جان سے مار ڈالنا۔ ولیہ سورمان۔  
 مطلب۔ جبکہ دوبارہ طاقت کرے گراوے تو پھر بلا تامل قتل کر ڈالے کچھ عجیب نہیں۔  
 ایضاً ایشکر وہ اسکے اٹھا سینے سے بہ غرض ہاتھ اٹھایا وہین گینے سے ہاتھ  
 اٹھانا کسی کام کو موقوف کرنا اور دست بردار ہونا۔ مطلب۔ سہراب رستم کی  
 بات سنکر سینے سے اتر کھڑا ہوا اور قتل سے باز آیا ایضاً گیا پھر وہ  
 سہراب فرخ نہاد بہ طرف اپنے لشکر کے خندان و شاو بہ فرخ مرکب ہو  
 رفت یعنی زیبائی اور (رخت) یعنی پھر سے بعد ترکیب بمعنی زیبایخ و مبارک  
 ہوا ایک راسے حملہ دوسرے میں ادغام ہو گئی۔ نہاد ذات و جسم۔ فرخ نہاد۔  
 صفت مرکب آدمی متبرک۔ خندان اسم حالیہ نہتا ہوا۔ مطلب۔ سہراب  
 رستم کو بچھا کر خوشی خوشی ہنستا ہوا اپنے لشکر کو گیا ایضاً کہا جبکہ ہومان  
 سے یہ ماجرا بند کیا اٹھے افسوس اور یوں کہا بہ مطلب۔ جب ہومان پہلوان سے  
 سہراب نے بیان کیا کہ میں نے رستم کو بچھا کر اسکے کتے پر چھوڑ دیا تو پشمن گئے  
 نہایت افسوس کیا اور کہا جو آئندہ شعر میں ہوا ایضاً کہ عیاری و کر سے  
 کینہ خواہ پیرا ہو گیا ماتر سے تیرے آہ بہ عیاری بہت دور و حوب کر نیوالا اور پیرا  
 کو بھی کہتے ہیں بہان عیاری سے مراد چالاکئی۔ کینہ خواہ دشمن۔ رما رستن کا اہم حال  
 سماعی چھکارا بننے والا مطلب۔ افسوس ہے کہ تیرا دشمن بغیر تیرے ماتر سے  
 بچکر نکل گیا ایضاً اے دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب بہ تو اک غفل تھا تو نے  
 گھایا تو بہ گاہے کبھی غریب و حوکا مطلب۔ ارے تو دنیا کی اونٹنی کچھ نہیں  
 جاتا آفریو کا ہی بوجھ کے دم میں گیا ایضاً تو دم آیا تھا ضمیر ثریان بہ  
 دیا چھوڑتے کیا تھران بہ پہنچے۔ دام حال۔ ثریان ترا سے فارسی ضمیر۔  
 فکر کرنا کہ مشکل و نا پسندیدہ و دشوار کرتا مطلب۔ تیرے حال میں بے افسوس

پھنسا تھا تو نے غضب ہی کیا جو اُسے چھوڑ دیا۔ یہاں تیر تیریاں سے مراد رستم ایضاً ۱۳  
 ہوئی جو قونی یہ تھیسے کمال ہے۔ رمانی تری اُس سے اب ہر حال بہ کمال نہایت -  
 رمانی چھٹکارا۔ بحال بصر اول مشکل۔ مطلب۔ تھیسے بڑی نادانی ہوئی کہ اُسے چھوڑ دیا  
 اب اُسکے ہاتھ سے تیر بچنا مشکل ہے۔ ایضاً ۱۴۔ ایل نوجوان نے کہا کیا ہو غم ہے  
 کرونگا اُسے زیر پیر صدمہ ہے۔ ایل بفتح پہ سلوان اور شجاع اور مرد آزاد ایل نوجوان سے  
 مراد سہرا ب غم اصطلاحاً زندگیہ و خوف۔ صدمہ ہے ترکیب قلب وقت صبح -  
 مطلب۔ سہرا ب نے کہا کچھ زندگیہ نہیں کل پیر اُسے بچاؤنگا ایضاً ۱۵  
 گیا جبکہ رستم سو خیمہ گاہ ہے۔ رہا شبکو زاری کسان تا پگاہ ہے خیمہ گاہ جہاں خیمے  
 کتے ہوں یہاں مراد ہی معنی فرود گاہ و منزل شب یعنی رات۔ زاری کسان  
 رونے والا۔ یہاں مراد ہی معنی دعا کرنے والا۔ تا حرف انتہا اُسکے عوض اُردو بین  
 تک و ملک۔ پگاہ صبح۔ مطلب۔ جب رستم بار کر اپنے خیمے کو گیا تو رات بھر در گاہ  
 خدا میں گزر گزارا ایضاً ۱۶۔ دعا اُسے مانگی کہ اب یا خدا ہے وہی زور ہے ٹھکے  
 پہلے جو تھا ہے۔ عاقد کو بدمد و بکارنا۔ زور بوا و بھولہ طاقت۔ مطلب۔ رستم نے دعا مانگی  
 کہ یا رب میرا پہلا زور مجھے پیر لے ایضاً ۱۷۔ اُسے ابتدا میں تھا زور ہقدر ہے زمین  
 چاک ہوتی تھی ہر گام پر ہے ابتدا شروع۔ چاک شق اور پھٹی ہوئی چیز۔ گام قدم۔  
 مطلب۔ آغاز جوانی میں رستم کو ہقدر زور تھا کہ چلنے وقت زمین پھٹی تھی ایضاً ۱۸  
 وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا ہے زمین پر حرام اُسکا دشوار تھا ہے عاجز نا توان تھا  
 مراد ہی معنی یہاں وق و پریشان۔ رفتار حاصل مصدر چلنا حرام بکسر اول  
 حاصل مصدر خرایدن ناز سے آہستہ آہستہ چلنا یہاں مراد فقط چال سے ہے۔  
 دشوار مشکل۔ مطلب۔ وہ اپنے زور کے سبب نہایت وق تھا کہ بل یہ کہتا تھا  
 زمین میں دھسا جاتا تھا ایضاً ۱۹۔ ہوا تھا اب اس بات کا خواہش تھا ہے

کہ کچھ زور کم ہوے یا کہ دو گارہ بیخوبستگار چاہئے والا اور التجا کرنے والا۔ کر دینی کار۔ گار یعنی خداوند۔ کہ دو گار خدا کا نام۔ ہوے بجائے ہو غلط احوال۔ مطلب۔ جب اسکے زور کا وہ حال تھا جو اوپر بیان ہوا تو اُسے خدا سے التجا کی تھی کہ یارب کچھ زور میرا کم کر دے اور اپنے پاس امانت رکھ دین جب مانگوں تو مجھے پھرتے۔

صفحہ ۳۸۔ ہوئی تھی سناجات اُسکی قبول بہ۔ مراد اُسکی ووہین ہوئی تھی حصول بہ۔ سناجات خدا کو پکارنا یہاں مراد دعا ہے جو۔ مراد ارادہ کی ہوئی چیز مراد ہی یعنی مطلب۔ ووہین بد و او غلط یہاں یعنی فوراً حصول حاصل ہونا۔ مطلب۔ رستم کی دعا قبول ہو گئی اور مراد ملگنی تھی اور اُسکا زور کم ہو گیا تھا ایضاً فرض کر کے شب زاری اُنکسار بہ۔ جو ازوریشین کا پھر خوشگوار بہ۔ اُنکسار عافری شکیستی نفس۔ پیشین اگلا شب کے بعد (کو) مقدر ہو۔ مطلب۔ الغرض سہراب سے بچ کر خدا سے رستم نے اپنا اگلا زور پھر مانگا ایضاً خدا نے پذیرائی اُسکی دعا بند وہی زور اُسکو کیا پھر عطا بہ۔ پذیرا معقول سماعی قبول کر وہ شدہ۔ عطا کرنا دنیا۔ مطلب۔ خدا نے اُسکی دعا قبول کر لی اور جیسا پہلے زور آور تھا ویسا ہی ہو گیا ایضاً سحر و کھیکر قوت و زور تین بہ۔ ہوا شادمان پہلوان زمین بہ۔ سحر صبح شادمان خوش غیبات الدین راجپوری کا قول ہے کہ مان اسمین زائد ہو مگر راقم کے نزدیک مصدر ماندن کا اہر چور شاد کے ساتھ ملکر رسم فاعل سماعی بن گیا اسکے معنی خوش رہنے والا (مان) مانند کا تخفیف ہو یعنی شاد آدمی کے مثل زمین زمانہ وقت۔ پہلوان زمین مراد رستم سے جو۔ مطلب۔ رستم صبح کو اپنا اگلا زور دیکھ کر متعجب ہو گیا ایضاً اسپاس عنایات پروردگار بہ۔ بجا لاکے اور نفس پروردگار سپاس شکر و لفظ (تم) و ریاس یعنی نگہبانی اسے مرکب ہو

یعنی تین چیز زبان و نکل و جو آرج کو ہر ایک بدی سے بچانا یہی سپاس خدا ہے۔  
 عنایت کی جمع عنایات ہر بانیاں۔ پروردگار پالنے والا مرد خدا سے ہے اسکی  
 عربی ازب۔ خوش شعرہ صفحہ ۲۸۔ وکیو مطلب۔ بعد از شکر گزاری رستم نے گھوڑے  
 پر سوار ہو کر وہ کیا جو آئندہ شعرین ہو۔ یہ بھی ایک قسم کی تفعیہیں ہیں شعرہ ۱۱ صفحہ ۲۸۔  
 وکیو ایضاً کیا شاد و خورم سوز مگاہ بہ ہو اجا کے شہراب سے کہینہ خواہ بہ  
 شاد و خورم خوش رز مگاہ رن مطلب۔ خوش خوش رن میں پہونیکار شہراب کو  
 لکھا کہ آرا بھی نے ایضاً بہ شہراب نخوت سے کہنے لگا کہ کہ چنگال سے  
 میرے ہو کر رہا بہ نخوت بکسر اول بزرگی و تکبر۔ چنگال بیخ اول نیچہ۔ مطلب۔  
 شہراب از راہ غرور کہنے لگا کہ کل میرے نیچے سے چھوٹ کر بھرتوئے وہ کیسا جو  
 آئندہ شعرین ہو۔ یہ شعرا نے ما بعد سے قطع بند اور بطریق تثنیہیں جو ایضاً  
 تو پھر آج آیا سو کارزار بہ غزیر اپنی شاید نہیں جان زار بہ کارزار شعرہ ۱۲ صفحہ ۲۸۔  
 وکیو۔ غزیر پیاری چیز۔ زار ناتوان یہ زار پہلے زار کے ساتھ بطریق تثنیہیں نام ہو  
 شعرہ ۱۱ صفحہ ۲۸۔ وکیو۔ کمال کا اضافت و او غیر ملفوظہ نظم میں جسوقت  
 ایسا لفظ جسکے آخر و او ہو جیسے آہو گیسو وغیرہ آئے اور اضافت با موصوف  
 ہوگا کہ ایسے الفاظ میں اس مقام پر و او ملفوظ ہو تو باے اضافی لکھنا  
 درست ہو اگر و او کا اشباع نہ تو زہار باے اضافی نہ لکھی جائے مثال اول  
 ع تازنا پیرہن میں بھر گئی ہو ہے دوست بہ مثال دوم ع گل آدر و  
 سعدی سو بوستان بہ اس حالت میں صرف و او کے نیچے اضافت کافی  
 ہو اور باے اضافی لکھنی اس موقع پر ہر اسر خطا و غلط جو۔ مطلب۔  
 تو پھر آج کہنے آیا کیاتھے اپنی جان پیار ہی نہیں ایضاً اتن  
 یہ بولہ کہ جب تک ہو جان بہتے ساتھ ہو لگا ستیزہ کسان بہ

مطلب رستم بولا کہ جیتک میرے دم بہن دم ہر سچے لڑے جاؤ لگا چاہے کچھ ہو۔  
 ستیرہ کنان لڑنے والا ایضاً وہ کرنے لگے پھر دشتی بہم پہ ہونے نائل زور  
 گشتی بہم پہ دشتی سختی بہم اسپین۔ نائل خواہش کنندہ مطلب سہراب رستم آپس میں  
 خوب زور کرنے لگے اور گشتی گھسنے لگے ایضاً بہم خوب زور آزمائی ہوتی ہے  
 نہ سہراب کو پھر مائی ہوتی ہے آزمائی حاصل مصدر آزمانا مطلب۔ آپس میں  
 خوب خوب زور ہونے اور سہراب بچکر نکل نہ سکا ایضاً بکڑ کر کہ بند سہراب کا  
 زمین سے لیا پلٹن نے اٹھا بند مطلب۔ رستم نے سہراب کی چٹ بکڑ کر زمین سے  
 اٹھا لیا ایضاً آپک کر زمین پر اُسے پھرو بین ہے سرسینہ بیٹھا وہ از رو سے  
 کین ہے سرکھنی او پر۔ از رو سے کین دشتی کی نیت سے مطلب۔ آخر سہراب کو  
 زمین پر پتک کر رستم مار ڈالنے کی نیت سے سینے پر چڑھ بیٹھا ایضاً یہ سوچا  
 کہ یہ گرو زور آزمایا ہے جو پھر اٹھ کھڑا ہو تجب ہو کیا بند گرو اشم اول پہلوان و  
 دلاور۔ زور آزمایا اسم فاعل ترکیبی۔ گرو و صوف زور آزمایا صفت بیان مراد  
 سہراب سے ہے جو مطلب۔ رستم نے خیال کیا کہ اگر سہراب سنبھل کر پھر اٹھ کھڑا ہو  
 تو کیا عجب اس واسطے وہ کیا جو آئندہ شعر میں ہے ایضاً فرض کھینچ کر  
 خنجر آبدار ہے کیا سینہ دل کو اسکے ننگار ہے آبدار چہر خوب باڑھ ہو ننگار  
 بکسر اول و کان فارسی زخم و زخمی مطلب۔ رستم نے خنجر سے سہراب کا سینہ  
 چاک کر کے دل کو زخمی کیا ایضاً وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ ہے یہ بولا کہ تھے  
 بخت میرے سیاہ ہے خستہ جگر جسکا کلیجا زخمی ہو مراد ہی معنی درد مند۔  
 بخت نصیب سیاہ مجازاً بمعنی بد مطلب۔ سہراب نے ضرب کر کہا کہ میں نہایت  
 بد نصیب تھا کیونکہ مجھے وہ منظور تھا جو آئندہ شعر میں ہے ایضاً سیان میں جو  
 آیا تو یہ زخمی مراد ہے کہ دیدار سے باپ کے ہون میں شاد ہے دیدار و کیتا

مرادی معنی ملاقات بطلب بین جو ایران یعنی فارس میں آیا تو پورا مقصد یہ تھا کہ باپ سے ملوان لیکن وہ ہوا جو آئندہ شعر میں ہے **ایضاً** امتنا سے دل کچھ نہ حاصل ہوئی ہے۔ ہلاک عدم جان و اصل ہوئی ہے۔ امتنا آرزو۔ ہلاک کنی باسے موجودہ طرفی ہے یعنی در عدم نیستی۔ و اصل پہنچنے والی چیز۔ مطلب۔ افسوس ہے کہ میری آرزو کچھ نہ برآئی اور میں مر چلا۔

صفحہ ۲۹۔ جو روپا میں اب ہووے سکون گزین ہے تو یا جاے بالاسے چرخ برین ہے سکون گزین جاے سکونت قبول کرنے والا مرادی معنی رہنے والا۔ بالا اور پر۔ چرخ گھومنے والی چیز مجازاً آسمان برین بلند آسمان (دین) نسبتی ہے۔ دریا و آسمان میں چھپ رہنے سے غیر ممکن کام کرنا مراد ہے۔ مطلب۔ اوتھمن تو اگر دریا کی تہ میں جا کر رہے یا آسمان پر چڑھ کر بیٹھے یعنی جو کام غیر ممکن ہے وہ تو کرے جب بھی وہ امر ہو جو آئندہ شعر میں ہے **ایضاً** مرابا پ تجھکو چھوڑ گیا وان ہے کہ گیا ہلاک آنگرادی جوان ہے ہلاک جان سے مار ڈالنا مراد ہے۔ مطلب۔ تو کی طرح اپنی جان سپارنے لگے مگر میرا باپ جب میری موت اور قاتل کا نام سننے لگا تو تجھکو زندہ چھوڑ گیا **ایضاً** کہا نام کیا اٹھنے تب یوں کہا ہے کہ جو نام رستم سے باپ کا ہے۔ مطلب۔ رستم نے پوچھا کہ تیرے باپ کا کیا نام ہے سہرا ب نے کہا رستم **ایضاً** جب اس خستہ تن سے سنا یہ سخن ہے تو گلین ہوا رستم پلینتین ہے خستہ تن گمائل۔ گلین مصیبت زدہ۔ مطلب۔ رستم نے سہرا ب سے پرسنکر اسقدر غم کیا کہ بیہوش ہو گیا جیسا آئندہ بیان ہے **ایضاً** پڑا ہو کے بیہوش بس خاک پر ہے جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر ہے بیہوش و نانی بیہوش جسکی عقل جاتی رہے۔ نالہ چلا کر ماتے کرنا۔ مطلب۔ رستم غش کھا کر خاک پر گر اور جب ذرا چیتا تو ماتے ہاتھ کر کے وہ کہنے لگا



جو آئندہ شعر میں یہ شعر آئندہ سے بطریق تفسیر بیان کرنا کہ سال باہر ماضی معطوف  
 بیان کر کے چاہیے **ایضاً** لگا کئے اُس سے کہ گریہ بیان نہ کرے پاس رستم کا  
 کیا چو نشان ہو بیان سخن در میان بین لانا نشان پتا مطلب - پھر سہراب سے  
 بولا کہ اچھا مجھے بتا تیرے پاس رستم کی کچھ نشانی بھی ہے **ایضاً** کہ میں ہی  
 سید بخت رستم ہوں آہ بہ جہان جسکے آنکھوں میں ہو وہ سیاہ بہ بخت  
 بہ نصیب جہان آنکھوں میں سیاہ ہونا کچھ نہ سوچنا مصرع دوم میں بسبب  
 کثرت غم رستم نے اپنے حق میں بدعالمی مطلب - تو کچھ رستم کی نشانی  
 دکھلا کیونکہ میں ہی رستم بہ نصیب ہوں خدا میری آنکھیں پھوڑے کہ پھر  
 تجھے اب خون آلودہ نہ دیکھوں **ایضاً** یہ سہراب نے شکے پاخ دیا کہ  
 کہ صد حیف او گر و کشور کشا بہ صد حیف کلمہ ندر بہ معنی نہایت افسوس -  
 کشور کشا ملک فتح کرنے والا - یہاں گرد و موصوف اور کشور کشا اسم  
 فاعل ہمای اُسکی صفت اور مراد رستم سے ہو - مطلب - سہراب نے  
 جواب دیا کہ افسوس ہے اور رستم میری کیا خطا میں نے تو کہہ دیا تھا  
 جیسا آئندہ مذکور ہے **ایضاً** بہت گرم افقت مراد لے ہوا ہولے تو  
 اور کچھ نہ مائل ہوا کہ گرم افقت تیر کیب اضافی افقت کرنے پر طیار -  
 مائل متوجہ مطلب - میرا دل تجھے افقت کرتا رہا لیکن تجھے کچھ توجہ نہ ہوئی  
**ایضاً** نشانی تو دیکھ اب زرہ کر کے واپس کہ مہرہ جو بازو پر میرے بندھا  
 واکشاوہ - مہرہ بضم اول پتھر کی گونی سورخ دار اُسکی بندی دکھا ہوا اور  
 دیہاتی اُسے گریختے ہیں - مطلب - اور رستم زرہ کی گریبان کھوکھو کیلے  
 کہ جو مہرہ تو میری مان کو دے آیا تھا وہ میرے بازو پر بندھا ہے **ایضاً**  
 نہیں رستم سے اب یہ طاقت مجھے ہے کہ کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے یہ مطلب

بین زخون سے چرچور ہون مجھے زہ نہ کھل سکیگی تو کھو لکر دیکرے ایضاً وہ  
 مہرہ جو دیکھا زہ کر کے واہہ تو رستم نے پھر شور و ناہ کیا بے شور غل مچانا۔ مطلب  
 رستم نے زہ کو تے ہی مہرہ اپنی نشانی کا دیکھ کر بہتہ ہاے ہاے کی ایضاً یہ  
 بولا کہ او جان من بیگناہ بد تو کشتہ ہوا ناتھ سے میرے آہ بد جان من میری جان یہ  
 کلمہ سجال خطاب عزیز کو کہتے ہیں کشتہ قتل شدہ آہ مرادی معنی افسوس مطلب  
 او میری جان ہو تو جو تو صفت میرے ماتھ سے مار گیا ایضاً پسر کو کہتے بھی  
 مار انہیں نہ نہیں یہ ہو او ہر گز کہیں بد پسر قزند زینہ جو ربا فتح ستم کرنا مطلب  
 آج تک کہیں یہ بھی ستم ہو او کہ باپ بیٹے کو مار ڈالے ایضاً زہ چوڑ بگا  
 زہ مار جب کو یہ غم بد رہو بگا گرفتار رنج و الم بد زہ نماز زینہ سار کا سخت  
 یعنی ہر گز گرفتار چنسا ہوا۔ الم بیماری و رنج۔ مطلب۔ او شہراب بین تیر  
 غم سے زندہ نہ بچو بگا اور نماز زندگی اسی غم میں مبتلا رہو بگا ایضاً یہی اب  
 ہو بہتر کہ ہون بین ہلاک بد کروں اپنے سینے کو شہرے چاک بد مطلب پس  
 مناسب یہی ہو کہ تیرے ساتھ بین بھی جان دیدون اور اپنا پیٹ مار لون  
 ایضاً یہ شہراب بولا کہ کیا قائم آہ نہیں چارہ زہ نماز پیش فضا بد چارہ  
 تیرے۔ قضا وہ حکم خدا جو جاری ہو چکا ہو اسکی دو خمین ہن ایک (قضا میرم)  
 جو کہ دعا و دعا و تیرے کی طرح موقوف نہوسکے اور پھر نہسکے دوسری (قضا  
 معلق) وہ جو کہ دعا یا دعا یا کسی تیرے موقوف ہو جائے اور پھر جائے پس  
 جب آدمی بیمار ہو کر یا خود بخود مر جائے تو اسکی قضا کو میرم کہنا چاہیے اور اگر  
 بیماری سے صحت پاجائے تو بھنا چاہیے کہ اسکی قضا معلق تھی (قاعدہ قافیہ ہاے  
 محقق) آرد وہین جس قافیہ کے آخر ہاے محقق ہو اور وہ اس قافیہ کے ساتھ جیکے  
 آخر اعلیٰ ہو مقفی کیا جاوے تو وہ جب ہو کہ اسکی ہاے مقفی کو اعلیٰ کے

ساتھ بدل کر گھمیں پھر طیکہ اسکے ماقبل عطف یا اضافت نہو جسے اس شعر میں لفظ  
 (فائدہ) کو یا لفظ کھنڈ اور ہر کیونکہ لفظ قضا سے ہمعافیہ ہر مطلب - سہرا بنے  
 کہا کہ قضا سے بہرہ کے آگے کیلی کچھ نہیں چلتی تو اگر جان بھی دیدیگا تو بین ہر جو نگا  
 پھر کیا فائدہ ایضا **۱۱** تڑپتا تھا سہرا بے سہل اُدھر بہ اُدھر رستم گرد تھا نو کڑ  
 بے سہل وہ جا تو جو دیکھو اللہ اللہ اگبر ککر فوج کیا جاے اور بجا ز او زخمی جو تڑپتا ہو  
 پس بے سہل سیم اشدا کا قرخم ہر (ترجمیم) دم تر اشیدن اور صطلد حاکسی جلد یا کلام  
 سے الفاظ آخر نکال کر اسکے واسطے وہی لفظ اسم ٹھہرا لینا مثلاً لا حول ولا قوۃ  
 الا باللہ کو قرخم کر کے اسکے عوض (حرف) بولتے ہیں - نو کڑ مصیبت بیان  
 کرنے والا - مطلب - ایک طرف سہرا بے نیچان تڑپتا تھا اور ایک جانب  
 رستم پہلوان بزم کر کے رو رہا تھا ایضا **۱۲** جو دیکھا کہ خوشیل نامدار بند کھڑا ہو  
 بہت ویر سے بے سوار بہیل نامدار سے مراد وہاں رستم بے سوار خالی پیٹیر -  
 مطلب جب لوگوں نے دیکھا کہ رستم کا گھوڑا خالی پیٹیر کھڑا ہو تو وہ کیسا جو  
 آئندہ شعر میں ہو -

صفحہ ۱۱۵ - سواران شکرتے تب اُدھر بہ تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر بند مطلب - اشک کے  
 سوار یہ امر دیکھ کر قتل گاہ میں گئے اور دیکھا کہ رستم بھی لوٹ رہا ہو اور وہ کر رہا ہو جو  
 آئندہ شعر میں ہو ایضا **۱۳** کہے ہو فغان اور بیتاب ہو تڑپتا پڑا وان بھی  
 سہرا بے ہر کہے ہو کسالی باہر - اب کر رہا ہو بولتے ہیں - فغان ضمیر با فتح اول وہ آواز  
 غم جو ناسے زیادہ بلند ہو مطلب رستم فغان کر رہا ہو اور سہرا بے خاک و خون ہیں تڑپ  
 رہا ہو ایضا **۱۴** جانا کہ زخمی ہیں دونوں جوان بہ لگا زخم کاری ہوئے ناتوان بہ  
 زخمی کھال - دونوں جوان سے مراد رستم و سہرا بے - زخم کاری وہ زخم جو جرح کا کام  
 تمام کہ یعنی گہرا گھاؤ ناتوان بے طاقت مطلب - سوار سمجھے کہ رستم و سہرا بے دونوں

زخمی ہین اسی سبب سے دونوں تڑپ رہے ہین ایضاً اٹھا کر رستم نامور رہے گے  
 پوچھنے سبب کہ کیا ہو خبر بہ سر اٹھانا خبر دار کرنے اور محبت کرنے کی علامت ہو۔ مطلب  
 سب نے رستم کو ہوشیار کر کے پوچھا کہ بتائیے کیا حال ہو ایضاً زہ پارہ اور  
 چاک کر پیر ہین بہ لگا گئے یوں رستم پیلتن بہ پارہ ٹکڑے ٹکڑے پیر ہین بدن کے کپڑے  
 زہ کو ٹکڑے ٹکڑے اور پیر ہین کو چاک چاک کرنے سے کثرت غم مراد ہو۔ مطلب -  
 رستم نے بشفقت غم و اہم وہ بات کہی جو آئندہ شعر ہین ہو ایضاً ہوا ہا تہ  
 میرے ایسا ستم بہد ریگا قیامت تلک یا و غم بہ ستم ظلم سخت۔ قیامت وہ  
 روز جب ہین آدمی مار کر جلانے جائینگے اور نیکی و بدی کا حساب ہوگا اسکی ہندی  
 پڑے۔ مطلب - ہین نے نا دانستہ ایسا ظلم کیا ہو کہ قیامت تک اسکا غم نہ بھوٹوگا  
 قیامت تک اصطلاحاً بمعنی مدت دراز ایضاً مے روے و سہ پر  
 پڑی ہاے خاک بہ پیر کو کیا ہین نے ناحق ہلاک بہد روے ستم۔ روے و سپر  
 خاک پڑنا اصطلاحاً شامت آنا اور کھتی و انگیر ہونی۔ ناحق بلا سبب۔ مطلب -  
 ہاے میری شامت آگئی کہ ہین نے اپنے فرزند کو بلا سبب مار ڈالا ایضاً  
 یہ کہہ کر وہ ہین کھینچ خنجر لیا بہ کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا بہ کھینچنا کا کان تازی  
 مفتوح ہو۔ مطلب - رستم یہ بات کہہ کر چاہتا تھا کہ اپنا کلاکات ڈالے ایضاً  
 پیکر کر شتابی سے رستم کا ہاتھ ہٹے رونے گردان فرخ صفات بہد شتابی ہین  
 ستھانی زاید یعنی جلد گردان گرد کی جمع یعنی پہلو انان۔ صفات صفت کی جمع  
 عادت ہین۔ فرخ صفات اسم صفت مرکب نیک عادت ہین رکھنے والا۔ مطلب -  
 جھٹ پٹ و ڈر کر پہلو انون نے رستم کو روک لیا یعنی خود کشی سے بچا لیا اس  
 شعر کے قافیے ہین ایک جید غلطی ہو کیونکہ ہا تمہ یعنی دست کے آخر ہین ہاے  
 مخلوط اتلفظ ہو صفات کے ساتھ اسکا قافیہ نہ ہرگز باؤنہ سون و یکو

مرزا مظهر جانجانان کہتے ہیں کہ خوش و بیگانہ کوئی جانے نہ سنا تھا ہر ایک ایک  
 رچا کینگے مل ملکے ہا تھا یہ بعینہ ایسی غلطی فارسی میں میرے بھی کاشی نے بھی کی ہے  
 سرچھو تان جگت سنگھ بود کہ پریشہ آسمان سنگ بود ہر سنگ اولیٰ سنی  
 شیر جو بہادر چو ترون کا لقب تھا اسکے آفرین نامے خواجہ بابا بلفظ ہر ہر سنگ  
 یعنی جماد کے ساتھ کیونکہ یہ تھا فیہ ہوس کے اسمین ایک غلطی اور بھی ہے یعنی  
 و کسر و سنگ و سنگ کا اختلاف۔ لیکن فارسی گو سے ولایتیہ نامہ زور اور  
 شاعر ہندی نثر اور پاپا تصور **ایضاً** زورہ نے پارہ گریبان کیا ہر ظم و در  
 شور و افغان کیا ہر گریبان جہان پر انگر کے ہیں کنتھا لگاتے ہیں۔ گریبان  
 سیاڑ ناما تم زدوں کی نشانی ہے۔ افغان یا شمع آہ و نالہ اور ایک قوم کا لقب  
 جنہیں پٹھان کہتے ہیں میان یعنی اوں۔ مطلب۔ سہراب کے چچا زورہ نے  
 یہ صحبت دکھیں کہ اپنی شکل ناما تم زدوں کی نیانی اور ڈاڑھین مارا کر دئے لگا  
**ایضاً** لگا پھر یہ سہراب سے کیا ہے حال ہے وہ بولا کہ جو در و جھوکا مال ہے  
 مطلب۔ اور پہلو اوں نے سہراب سے پوچھا کہ تیرا حال کیا ہے اُس نے جواب  
 دیا کہ میرے کلچے میں نہایت درد ہوتا ہے **ایضاً** جگر پر مرے زخم کاری  
 لگا ہے نہیں کچھ بھروسہ ہے اب زسیت کا ہے زخم کاری شہرہ صفحہ ۲۰۔ دیکھو  
 زسیت زسین کا حاصل مصدر یعنی زندگی مطلب۔ میرے کلچے پر گہرا زخم لگا ہے  
 ہرگز امید نہیں کہ میں جیتا ہوں **ایضاً** ایل پلین کے سر پر نشان ہے  
 مری مان نے مجھے کیے تھے عیان ہے سر پر اکالاف درمیانی جہاں سے او و عا طفہ  
 یعنی سر اور پائوں مرادی معنی بالکل۔ مطلب رستم کہتے تھے والدہ نے  
 بتا دینے تھے **ایضاً** چہرہ سے بخت سے بار بار جو پوچھا تو پوشیدہ اُس نے  
 رکھا ہے بار بار کی حج یعنی کئی مرتبہ۔ پوشیدہ پوشیدہ کا اسم مفعول قیاسی

پہنچی ہوئی چیز مطلب۔ میں نے پھیر پہلو ان کنجنت سے کئی مرتبہ پوچھا لیکن اسے  
 جانکر نہ بتایا **ایضاً** مجھے نام رستم بتایا نہیں بد رکھا ہے غافل جتان نہیں  
 اسے کلمہ نڈ بہ یعنی افسوس۔ غافل دھوکا کھانے والا۔ جتاناجیم تازمی مفتوح  
 آگاہ کرنا۔ مطلب۔ پھیرنے رستم کا نام مجھے چھپایا اور دھوکا دیکر سچو نہ دیا  
**ایضاً** ۱۶ مقابل مرے جبکہ رستم ہوا بد تو پرسان حال اس سے ہر دم ہوا  
 مقابل سنا کرنے والا۔ پرسان پونچنے والا۔ ہر دم گھڑی گھڑی مطلب۔ جبکہ  
 رستم کا میرا سنا ہوا جب بھی میں خود رستم سے گھڑی گھڑی پوچھتا رہا۔  
**ایضاً** ۱۷ رکھا اسنے بھی نام اپنا نہ مان بہ کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان بہ  
 نہ مان پوشیدہ آگے سچاے روبرو مطلب۔ خود رستم نے بھی اپنا نام و نشان مجھے  
 چھپایا اور میرے روبرو ظاہر نہ کیا کہ میں ہی رستم ہوں **ایضاً** کوئی کیا کرے  
 کسکا جو اختیار بہ نہیں چارہ قدر سے زینہا بہ۔ تقدیر حکم غیر جاری خدا مطلب۔  
 تقدیر سے کچھ تہیر کی پیش رفت نہیں جاتی آہین کچھ آدمی کا اختیار نہیں **ایضاً** ۱۸  
 پسر کی اجل باپ کے ماتم تھی بہ ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی بہ اجل موت  
 ازل نشین ہمیشگی اور وہ دن جسمیں کل چیز خدا نے پیدا کی۔ ٹھہرنا مقرر ہونا۔ سیکے  
 ماتم کوئی چیز ہونا اسکے باعث سے انصرام ہونا۔ مطلب۔ خدا نے روز ازل سے  
 یہی مقرر کیا تھا کہ رستم کے باعث سے میری موت ہو۔ اس شعر میں بھی وہی عیب ہے  
 جو شعر ۱۷ صفحہ ۲۰ میں ہے۔

صفحہ ۳۱۔ ۱۷ اول سنکر ہوئے نو گھر بہ زوارہ ادھر اور رستم ادھر بہ نو گھر کا نام  
 کرنے والا مطلب۔ ایک طرف زوارہ ایک طرف رستم سہراب کی باتیں سن سنکر سر  
 پینے لگے **ایضاً** ۱۹ لگے کوٹے سینہ و سرو مان بہ کیا ویدہ ترے دیار روان بہ ویدہ تر  
 روتی ہوئی آگے۔ روان جاری۔ ویدہ ترے دیار روان کرنا ہے اہتار نے سے مراد ہے

مطلب۔ زوارہ اور رستم ماتم کے شدت روئے ایضاً یہ بہار وخت نے پھر کہا ہے  
 کیونکہ نہیں اس جہان میں بقا ہے جہاں جنتن بالفتح کا اسم فاعل سماعی کو دے والا  
 یعنی ازل وابد کے مابین جو چیز کو دہری یعنی واقع ہوئی ہے وہ دنیا ہے۔ بقا وہ چیز ہے جسے  
 رہے۔ مطلب۔ شہر اب درو مند نے اپنے باپ اور چچا کو سمجھا یا کہ اس عالم فانی میں  
 کیونکہ قیام نہیں سب کو ایک نہ ایک دن فنا ہے ایضاً نہ تم گریو نہ انا تاکر وہہ ذرا  
 صبر کو دل میں اب راہ دو بہ گریہ گریستن کا حاصل مصدر روانا صبر خواہش خدا پر  
 بہ صورت۔ رضی رہنا۔ دل میں۔ وہ دنیا کسی امر کا خیال کرنا۔ راہ اصطلاحاً یعنی جگہ و  
 طریقہ و تدبیر۔ مطلب۔ اسی صابو تم ہقدر نام نہ کر و ذرا اپنے دل کو سنبھالو ایضاً  
 بھل تلو میں نے کیا اپنا خون ہے وہے التماس ایک رکھتا یہ ہون بہ بھل اصل نعمت میں  
 بہاے ہوز تھا اسکے معنی ترک کرنا خطا ہے بجائے حلی ہو کر جاری ہو گیا اور  
 وہی صحیح ٹھہر گیا مجازاً بمعنی معاف و عفو سے عمل ہے۔ التماس عرض کرنا۔  
 مطلب۔ میں نے اپنا خون تلو معاف کیا مگر ایک بات میری مان لو اور  
 وہ یہ ہے جو آئندہ شعور میں ہے ایضاً کہ زہار اب رستم ارجمند ہے نہ پونچا ہے  
 لشکر کو میرے گزند ہے ارج فتح اول بمعنی قدر و قیمت مند کلہ ملکیت۔ ارج مند  
 صاحب قدر۔ گزند آفت و آسیب و رنج۔ مطلب۔ میری وصیت یہ ہے کہ  
 اب رستم ہرگز میری فوج کو نہ ستائے ایضاً نہو جا کے ترکون سے  
 پھر کہینہ خواہ نہ کھینچے سو ملک تو ان سپاہ بہ ترک ملک ترکستان کے  
 رہنے والے لوگ۔ تو ان تانا را راں سپاہ۔ لشکر سپاہ کھینچنا ترجمہ فازی  
 پڑھائی کرنا اور دو۔ مطلب۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ ترکستان والوں سے  
 رستم اب کبھی نہ لڑے بلکہ تانا را راں پر اب پڑھائی بھی لکے ایضاً  
 کہو لہر ملک تو ان جو ہے مری جاے بازی وہ میدان ہے مولد فتح

اول و ثانی پیدا ہونے کی جگہ۔ ملک توران مضاف مضاف الیہ اسپین اعلان  
 توران مضاف قاعدہ پر شہر صفحہ ۲۰ دیکھو۔ جلے بازی کھیل کود کی جگہ مطلب۔ دوسری  
 وصیت پدین سبب جو کہ بین توران بین پیدا ہوا ہون اور وہاں کی سر زمین پر  
 کھیلا کودا ہون مجھے وہاں کے درو دیوار سے الفت ہو ایضاً اگر زندہ رہتا  
 تو ہر ایک پر ہم مراعات کرتا ہین شام و سحر ہر مراعات ہضم اول نگاہ رکھتا  
 اور کنگھیوں سے دیکھتا مجازاً بمعنی رعایت و سلوک شام و سحرات دن مروا  
 معنی ہمیشہ مطلب۔ اگر بین جیتا رہتا تو تورانیوں سے ہمیشہ سلوک کرتا ایضاً  
 پدیر بعد میرے مدارا کرے بد مطلق مدہم آشکارا کرے یہ مدارا ہضم اول تو وضع  
 مطلق مہربانی کرنا۔ مدہم ہضم اول شراب و ہمیشہ یہاں پہنی دوم۔ آشکارا خطاب  
 ہونے والی چیز مطلب۔ اب میرے عرض میرا باپ رستم تورانیوں سے ہمیشہ شہر  
 پیش آئے اور تمام عمر ان پر مہربانی کیا کرے یہی میری آخری وصیت ہو ایضاً  
 جگر شہ نے جو کہ اشد کم کہا بد تمہن نے یکسر نڈیرا کیا بد جگر شہ سے مراد یہاں شہر ہے  
 جو۔ دم بمعنی وقت۔ یکسر بالکل پذیرا بلا تامل پذیرفتن کا اسم مفعول عامی قبول  
 کی ہوئی بات۔ مطلب۔ شہر اپنے اس وقت جو جو کہا وہ رستم نے سب مان لیا  
 ایضاً جاوہراہ بقا غیر از قنالتا نہیں ہو خودی جیتا کہ انسان میں خدا  
 قنالتا نہیں، جاوہر وہ ایک جو چلنے سے زمین پر پڑ جاتی ہے۔ بقا باقی رہنا یہاں  
 مراد خدا ہے۔ قنالتا جانا یعنی اپنی ذات کو کچھ نہ سمجھنا۔ خودی ذاتیت زمین کچھ  
 یہ کہتا مراد غرور ہے حدیث میں وارد ہو کہ مسوا قبل ان تمسوا قنالتا  
 یعنی مرنے سے پیشتر مر جاؤ مطلب۔ جیتا آدمی اپنی ذات کو نسبت و نابود  
 سمجھے اسے نہ اکی راہ نہیں ملتی اور جیتا مغرور ہو کبھی خدا پرست نہیں ہو سکتا  
 ایضاً جس جو رہتی ہو دولت کا پتلا قنالتا نہیں، سر سہرا کرتا ہو پھل ہاں قنالتا



جستجو تلاش۔ دولت وہ مال جو ہاتھوں ہاتھ ارتا پھر تار ہے۔ سر پھر ناخطب و جنون ہو جا۔  
 ظل یکسر اول سایہ۔ ہمارا ایک طائر کا نام جو نیست و نابود مشہور ہے لوگوں کو وہ ہر  
 کہ ہمارا سایہ چسپڑ جائے وہ بادشاہ ہو جائے۔ مطلب۔ انسان دوڑ و دوپ  
 کرتے ہیں کہ کیسے طرح دولت ہاتھ آئے اور نہیں ملتی جس طرح ہر شخص کو یہ خط رہتا ہے  
 کہ ہم پھر ہمارا سایہ چسپڑ جائے اور ہم بادشاہ ہو جائیں مگر نہ سایہ چسپڑتا ہے اور نہ وہ بادشاہ  
 ہو جاتے ہیں ایضاً ہر جس شرط بیان ملے کہ کیا ملتا نہیں ہے پر کہیں دنیا میں  
 صادق آشنا ملتا نہیں ہے جس تجربی و تلاش۔ شرط بازی بدنا اصطلاحاً یعنی خواہ  
 و ضرور۔ صادق تہمتا دوست۔ مطلب۔ دنیا میں تلاش سے سب کچھ ملتا ہے  
 فقط ایک تہمتا دوست نہیں ملتا ایضاً اپنے نام کی مدتوں گردش تو پایا  
 ایک تل بہ رزق انسان کو مقدر سے سوا ملتا نہیں ہے چشم آنکھ گردش پھر تا۔  
 تل دانہ کنجد ایک قسم کا فلفلہ اور جسم انسان کی وہ چھوٹی سی سیاہی جلی فارسی  
 خال ہے اور آنکھ کی پتلی میں بھی ایک چھوٹی سی سیاہی ہوتی ہے اسکی راہ  
 نگاہ آتی جاتی ہے اسے بھی تل کہتے ہیں یہاں اسی سے غرض ہے۔ رزق روزی۔  
 مقدر تقدیر و نصیب۔ مطلب۔ آنکھ ہمیشہ گردش میں رہتی ہے مگر اسے ایک  
 تل کے دانے کے سوا اور کچھ نصیب نہیں ہوتا اور فی الحقیقت آنکھ میں تل  
 موجود ہے جیسا اوپر بیان ہوا اس طرح انسان کو نصیب سے بڑھکر روزی نہیں  
 ملتی ہونا حق کی سعی سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہاں تل کا لفظ لفظ رزق کے ساتھ  
 بطور ایہام ہے۔ انسان کا لفظ بھی اس شعر میں بیکار نہیں کیونکہ آنکھ کی پتلی کو مردم  
 کہتے ہیں اگر سوائے انسان کے یہی لفظ مردم شعر میں ہوتا تو خالی لطف ایہام سے  
 نہ ہوتا ایضاً اسے جو محتاجوں کو دینا ہو کہ فرصت ہے ایسی ہے ڈھونڈتا ہے  
 خاک میں قارون گدا ملتا نہیں ہے محتاج و محتاج رکھنے والا یہاں کنگال آدمی سے

مرا ہو۔ فرصت فراغت اور وقت۔ خاک میان زمین کی اندرونی تہ اور قبر سے مراد ہے۔  
 کہ ایک بانگے والا۔ قارون کا خزانہ سمیت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں وحس جانا مشہور  
 ہو۔ مطلب۔ اگر فرعون کو دینا ہو تو زندگی میں دے لے پھر تجھے کوئی نہ نالگیا کسی وقت ہو  
 جیسے قارون نے موسیٰ کے کہنے سے زندگی میں نہ دیا اب اگر وہ زیر زمین کچھ دیا چاہے  
 تو کس کو دے کیا وہ ان کوئی گدایا تھا جو ایضاً اللہ و موقع مدد کا ہے یہ ای با و  
 مراد ہے ڈوبتی ہو اپنی کشتی ناخدا ملتا نہیں یہ المدا اطلب اللہ کا مخف ہو یعنی  
 مدد چاہتا ہوں میں۔ موقع جگہ و وقت۔ مدد سہارا دینا۔ با و مراد وہ ہے جو جہاز کے  
 موافق ہو اسے با و شرط بغیر شین بھی کہتے ہیں ناخدا اطلاق یہ لفظ مرکب ہے اوپر  
 بیان ہو چکا۔ بیان با و مراد سے فرض خدا مطلب۔ ای با و مراد یعنی ای خدا میں  
 تجھے مدد چاہتا ہوں یہی مدد کا وقت ہے۔ کہ میری ناؤ ڈوب رہی ہے اور کوئی ملاح  
 نہیں ملتا یعنی میرا دل گناہوں سے لہا جاتا ہے اور تیرے سوا کوئی سچانے والا  
 نہیں ایضاً اڈ موٹھتے پھرتے ہیں ہم صحرا میں مثل گرد باد وہ سنزلون یا ران  
 رفتہ کا پتا ملتا نہیں یہ صحرا جنگل۔ گرد باد و بعضوں نے اس لفظ کو گرد یعنی غبار اور  
 باد یعنی ہوا سے مرکب بنا یا ہے اور بعضوں نے ترکیب توصیفی مقلوب گرد و کبر اول  
 گول چیز اور باد سے مرکب کہا ہے یعنی باد گرد گھومتی ہوئی ہے اس پر تقدیر گولا اسکی ہڈیا  
 جو فارسی میں اسے دیو باد بھی کہتے ہیں۔ سنزلون کے بعد حرف زک (م) مقدر ہے مراد  
 معنی غری و دور تک۔ یا ران رفتہ ہے ہوسے دوست۔ مطلب۔ ہم سنزل سنزل  
 صحرا میں گولے کی طرح گھومتے پھرتے ہیں مگر کہیں اگلے لوگوں کا پتا اور کونج  
 نہیں ملتا کہ کہ مر چکے۔

صفحہ ۲۲۔ ہو گیا کیا جانے لہو کے خاکس جاتا ہ وہ صورت فقا کہ بر کا پتا ملتا نہیں  
 خط چشمی۔ تباہ بر باد صورت مثل غنائق اول وہی ہے جسے معدوم کہتے ہیں۔ کہو تو کہو

شاعر لوگ بسبب مینر پروازی کے قاصد ٹھہرا کر اپنے اشعار میں باندھ لیتے ہیں اور فرانس میں دراصل کبوتر خط لجاتے ہیں مطلب - خدا جانے کبوتر چہار خط لیکر کہاں تباہ ہو گیا کہ ہما کی طرح ہمیں دکھائی نہیں دیتا **۱** لکھنا گمراہی خود منزل مقصود کی جو رہنما ہے خضر لجاتے ہیں جبکو رہتا ملتا نہیں ہے مگر ہی راہ ہٹنا جانا اور زبردستی یہاں اپنے کو نیست و نابود سمجھنے سے مراد ہے۔ منزل مقام مقصود جس چیز کا قصد کرنا مراد ہی معنی مراد منزل مقصود یہاں خدا یا بی سے غرض ہے۔ رہنما راہ بتانے والا یہاں مرشد سے مراد ہے۔ خضر ایک پیغمبر کا نام کہ وہ ابھی تک زندہ اور نظروں سے پوشیدہ سمجھے جاتے ہیں اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی راہ ہٹنا جاتا ہے تو حضرت خضر جو خدا کی طرف سے راہ بتانے پر مامور ہیں بصورت انسان مجسم ہو کر اسے راہ بتاتے ہیں مطلب - آدمی کا گمراہ ہونا بھی گویا مرشد اور راہ نما ہے کہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے یہ دعویٰ ٹھہرانا اسکا ثبوت یہ ہے کہ راہ ہٹنا جانے سے خضر پیغمبر جو ہے رہنما ہیں لجاتے ہیں پس گمراہی گویا رہنمائی ٹھہری یہ نتیجہ نکلا۔ دوسرے معنی یہ کہ اگر انسان اپنی خودی سے گمراہ ہو جائے یعنی چھوڑ دے تو منزل مقصود کا رہنما یعنی خدا اسے فوراً لکھائے جسے راہ ہٹانے سے خضر لجاتے ہیں یہاں گمراہی کو ترک خودی اور خدا کو خضر سے تشبیہ ہے **۲** آدمی کیوں طالب راحت ہو دو چرخ میں بند چین دانے کو زیر استیالمتا نہیں بند طالب ڈھونڈنے والا اور بلانے والا اور چاہنے والا۔ راحت چین اور پانون کا تلوایمان بسبب تلاش یہ لفظ بطریق ایسا ہے۔ دور گردش و زمانہ۔ دو چرخ کے باعث سے شعر اتنی ویدی بتاتے ہیں مطلب - انسان بیفائدہ آسمان کی گردش کے نتیجے میں دنیا میں یہ بات چاہتا ہے کہ مجھے چین ملے نہیں دیکھتے ہو کہ جب دانہ پکلی کے پاٹ کے نیچے آتا ہے پس جاتا ہے۔ یہاں انسان کو

دانے سے اور آسمان کو چلی کے پاٹ سے تشبیہ ہو ایضاً گلشن ہستی میں یہ آب  
 مروت کا ہر قطر بہ نخل کو پانی پڑنٹو و نما ملتا نہیں یہ گلشن باغ ہستی و نیا۔  
 گلشن ہستی استعارہ یعنی ہستی مروت یعنی ہستی آدمیت۔ آب مروت استعارہ یعنی  
 مروت۔ قطر کی ہندی ہنگلی اور کال ہو۔ نخل درخت۔ نشو و نما وہ قوت جس سے  
 درخت بڑھیں جب درخت نیا اگتا ہو تو آسمان پانی نہیں دیتے اگر پانی دین تو  
 جلائے مطلب۔ و نیا میں لوگ نہایت بیروت ہیں یہاں تک کہ درخت کو بھی نشو و نما  
 کے وقت پانی نہیں دیتے ایضاً شکل آئینہ نہ پوچھو میری حیرت کا سبب ہے  
 خلق صورت میں جو معنی آشنا ملتا نہیں بہ شکل مثل۔ حیرت بھوچاک ہونا آئینے کی  
 حیرانی مشہور ہے کبھی اسکی آنکھ بند نہیں رہتی ہمیشہ کھلی ہوئی آنکھ کی شکل پر ہر  
 خلق انسان۔ صورت میں ظاہر ہیں۔ معنی آشنا تیر کیب قلب آشنا معنی یعنی  
 واقعہ کار باطن۔ مطلب۔ میں جو آئینے کی مثل بھوچاک ہوں اسکا سبب نہ پوچھو  
 اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ دنیا تمام ظاہر پرست ہے باطن کو کوئی نہیں دیکھتا یہاں تک  
 کہ آئینے میں بھی اپنی صورت ہی دیکھتے ہیں اسی سبب سے آئینہ بھی حیران ہے  
 اور میں بھی بھوچاک ہوں ایضاً حق اگر پوچھو تو یہ بھی نسخہ اکسیر ہو ہے  
 چھلتے ہیں خاک سب مضمون نیا ملتا نہیں بہ حق سچ بات۔ نسخہ وہ پرچہ کاغذ  
 جسپر طبیب لوگ دوائیں لکھ دیتے ہیں۔ اکسیر توڑنا اور کیمیا بنانا۔ خاک چھانٹنا  
 اصطلاحاً نہایت تلاش کرنا اور پریشان ہونا۔ مطلب۔ شاعر لوگ تباہ پیرتے ہیں  
 اور نیا مضمون نہیں ملتا اگر سچ پوچھو تو نیا مضمون بھی گویا کیمیا کا نسخہ ٹھہرا  
 کہ اسکی تلاش میں لوگ خاک چھانتے ہیں اور نہیں ملتا ایضاً روکے  
 مانگ۔ اشد سے چلے جو وسعت رزق کی بہ شیر دایہ دائی کا دوہر۔ بکا نفیم اول نشو و نما  
 وسعت بفتح اول چیلنا اور زیادتی۔ شیر دایہ دائی کا دوہر۔ بکا نفیم اول نشو و نما

مطاب۔ اگر تھے روزی کی زیادتی منظور ہو تو خدا سے۔ رور و رطل کر کے بے روئے اور  
 مانگے لڑکا بھی دودھ نہیں پاتا ایضاً شاعران حال کیا مضمون نو پائین سیر  
 دودھ نہ دے بین یہ تخلص بھی نیا ملتا نہیں بد لو نیا تخلص م وہ اسم جو شاعر اپنے نام سے  
 چند حرف کا ایک لفظ چونکہ یا اپنے نام کا ایک جزو لیکر انسانی وزن کے واسطے اخیر  
 بین نظم کر لیتے ہیں جسے جو اس پر سنگم کا تخلص جو بہ۔ یا ناصر علی سرہندی کا بجز وصلی اور  
 کبھی اپنے نام سے علامتہ بھی کوئی اسم مقرر کر کے نظم میں لا با کرتے ہیں جیسے شیخ غلیل  
 بلگرامی کا تخلص وجد نہ طلب۔ اس زمانے کے شاعر نیا تخلص تو دودھ نہ دے نہیں پاتا  
 پھر نیا مضمون ملتا تو بہت دشواری ہے۔ یہ مصنف غزل نے اپنی طرف اشارہ کیا ہے  
 کیونکہ (اسیر) مولانا جلال اسیر کا تخلص ہے اور وہ فارسی میں بڑا مشہور شاعر گذر آہ  
 ایضاً تنگی غم دل کو آخر باعث رحمت ہوئی بہ اس قدر جمعی پریشانی جمعیت  
 ہوئی بہ تنگی غم کلیت رنج۔ باعث سبب۔ رحمت خوشی۔ پریشانی پھیلنا اور زرد  
 پیدا ہونا جمعیت اٹھا ہونا اور دل کی تسلی بطلب۔ غم نے جب دل کو تنگ کیا  
 تو آخر کو آرام مل گیا خدا نے قرآن میں کہا ہے کہ لَوْ اَنَّ مَعَ الْعٰلَمِیْنَ مِیْرٰتٌ مِثْلٰی  
 دُنْیَا مِیْنِ وَصَحْتِ اَوْ مِیْنِ نَفِیْسِیْ ہُوَ دَعْوِیْ تَمَّ اَوْ کَا ثَبُوْتَ یٰ ہُوَ کہ جو اس پر  
 شکر ہے جب وہ سمندر جمع ہو گئے تو اسکا نام جمعیت مقرر ہو گیا پس دیکھو کہ پریشانی  
 سے جمعیت نصیب ہوئی معنی تنگی غم یہاں خود رحمت بگئی۔ یہ نتیجہ نکلا۔  
 ایضاً اچھین لگا اس طرح اسکو زبردستی کوئی بہ مفلسی بھی کیا کسی زردار کی  
 دولت ہوئی بہ مفلسی لنگاپن۔ زردار مالدار۔ زبردستی یعنی زبردستی بطلب  
 مفلسی کہنی مالدار کی دولت تو نہیں ہے بلکہ مجھ فریب مفلس کا مال ہے جسکی کچھ برباد  
 نہیں ہے زبردستی چھین کر کوئی کیا کر گیا اور کیوں چھینے گا ایضاً اتنے قابل کو  
 دیا سر جان غزرائیل کو بہ تنگ دستی میں کہاں قاصر رہی بہت ہوئی جمعیت قابل

مضام مضام ایہ جلاوکی تلوار۔ غزرائیل فرہنگ دکھیو۔ مصرع اول کے آخر میں (ری)  
یاب سعوت، مقدر ہو۔ تنگ دستی تکلیف و مفلسی۔ قاصر کی کرنے والی چیز۔ جہت اروہ  
بلند مطلب۔ میرے پاس دو چیزیں تھیں ایک سہ ایک جان پس میں نے  
از روے بلند تھی جان تو ملک الموت کے نذر کی اور اپنا سر تیغ قاتل کے حواسے  
کیا مجھے شاباش کہو کہ مفلسی میں بھی میری جہت بلند نے کو تاہی نہ کی ایضاً  
میرے مرنے سے کٹا زندان میں کس کس کا عذاب پہ ہتھکڑی کو طوق کو زنجیر کو بھرت  
ہوئی، بہ زندان قید خانہ۔ عذاب یعنی تکلیف۔ زنجیر پیری ہتھکڑی وہ لوہے کی کر یا تھ  
جسمین مجرم کے دونوں ہاتھ پھنسا دیتے ہیں۔ طوق لوہے کا بھاری حلقہ جو گھٹنگا۔  
کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ مطلب۔ میرے مرجانے سے طوق نے گلے سے اور ہتھکڑی  
نے ہاتھوں سے اور زنجیر نے پانوں سے فرصت پائی یعنی یہ تینوں بیچارے  
میرے باعث قید خانے میں میرے ساتھ تکلیف جمیل ہے تھے ایضاً  
رنگ یک رنگی و وزنگی نے کیا کیا آئستہ بہ رفتہ رفتہ میری صورت  
یا رکی صورت ہوئی بہ کیرنگی و حدت۔ یہاں فنا فی اللہ ہونے سے مراد جو  
اہل تصوف کہتے ہیں کہ عشق کے کئی درجے ہیں ایک فنا فی المخلوق یعنی خلق اللہ  
میں اپنے کو نیست و نابود کر کے دکھانا اور فنا فی الذات یعنی آپ اپنے کو کچھ نہ بچھنا  
تیسرا فنا فی الشیخ یعنی مشکر اپنے پیر کی ذات میں بھجانا چوتھا فنا فی الرسول  
یعنی مشکر پیغمبر کے شریک نہ ہو جانا پانچواں فنا فی اللہ یعنی مشکر اللہ کی  
خوارت لا شریک میں ایک ہو جانا سو فتنہ بلا شکت خَلْقِ الْإِنْسَانِ  
تعلی صوفیہ کا رنگ نمودار ہوتا ہے یعنی آدمی روز ازل خدا کی شکل پر  
پیدا کیا گیا ہے۔ ووزنگی یعنی دوئی یعنی (تو اور میں اور) یہ سمجھنا۔ آئینہ  
اصطلاحاً یعنی صاف و ظاہر۔ رفتہ رفتہ یعنی آہستہ آہستہ۔ مطلب۔

بین اور حال میں تمباہ اور حال میں یعنی بین خدا کی ذات سے جدا تھا پس کیڑگی یعنی  
 وحدت کے سبب سے میں فنا فی اللہ ہو گیا اور ناما الحق کا درجہ مجھے حاصل ہوا دوسرے  
 معنی یہ ہیں - مطلب - ہم جدا تھے اور یار جدا پس اُس جدائی یعنی دورگی نے کیڑگی یعنی  
 عشق کو مقدر تیز کیا کہ ہم معشوق بن گئے اور یار ہمارے عشق کو دیکھ کر ہمیر عاشق ہو گیا  
 اور ظاہر ہو کہ کثرت عشق میں یہی امر اکثر نمودار ہوتا ہے کہ سبلی زیادہ تا بعد اسی  
 کرو آخر کو وہ خود میطیع ہو جاتا ہے اور ایضاً **۱۴** بھوک کا غم بھوک میں کھایا کے  
 ہم عمر بھر بہ جب ہوئی بھوک تلاش رزق بے منت ہوئی بہ بھوک کے غم سے  
 مراد کلیف گرسنگی - غم کھانا - صبر کرنا - نرزق ہینت وہ روزی حسین کیا احسان  
 نہ اٹھانا پڑے - مطلب - جب بھوک بھوک لگی اور بھوک کی کلیف سے غم ہو پوچھا  
 وہی غم ہم بھوک میں کھا کر بیٹھ رہے یعنی صبر کیا اور رزق کے ڈھونڈنے میں  
 کیا احسان نہ اٹھانا پڑا پس گویا بھوک کا غم ہمارے واسطے رزق بے منت  
 بن گیا ایضاً **۱۵** آئینہ دیکھا اگر پیری میں یا دریا شباب بہ آگے صورت اور تھی اب  
 اور یہی صورت ہوئی بہ شباب کا یا دریا گیا ہو گذشتہ عمر پر افسوس کرنا - مطلب -  
 ہنسنے جب بڑھاپے میں آئینہ دیکھا تو شباب کی باتیں یاد آئیں کہ ہاے آگے جوانی میں  
 کیسا چہار رنگ صاف تھا اور چہرہ بھرا ہوا اور بال سیاہ اور اب بڑھاپے میں کیسی  
 شکل ہو گئی چہرہ کلجھان ہو گیا تمام مجھریاں پڑ گئیں بال سفید ہو گئے افسوس ہے -  
 ایضاً **۱۶** جتنے کامل ہیں فنائے بعد جو انکی نمود بہ خلق سے معدوم جب غنقا ہوا  
 شہرت ہوئی بہ کامل پورا ایمان مرد عالم و درویش سے مراد ہے - نمود ناموری معدوم  
 نیست و نابود و شہرت مشہور ہونا - مطلب - کامل لوگ جب مسک جاتے ہیں تب  
 وہ دنیا میں مشہور ہوتے ہیں یعنی خلق اللہ مردہ پسند ہے دیکھو ہاکیسا کامل طائر  
 جو جکے سائے سے آدمی بادشاہ ہو جاتا ہے وہ جب جہان سے ناپید ہو گیا

تو لوگوں میں مشہور ہوا۔ یہاں کامل کو عقلا سے اور فنا کو عقلا کے عدم سے تشبیہ ہو گئی۔  
 بعد مدت قید سے مجبوس چھوٹا اور اسیر بہ جسم خالی سے جو نکلی روح کو رحمت ہوئی  
 مجبوس قیدی۔ اسیر شاعر کا تخلص اور لفظ مجبوس و قید کے ساتھ بطور ایہام  
 شعریٰ صنفیہ اور دیکھو جسم خالی بدن انسان جہاں خاک کا عنصر پر نسبت اور عنصر وں کے  
 زیادہ ہے۔ مطلب۔ اور اسیر جب اسیری روح میرے بدن سے نکل گئی تو روح کو نہایت  
 راحت ہوئی جیسے کوئی قیدی قید سے چھوٹ کر خوش ہو ناہے۔ یہاں جسم خالی کو  
 قید خانے سے اور روح کو قیدی سے تشبیہ ہو۔

صفحہ ۳۳ - رہے دینا میں کچھ وہ فکر بہ بعد کوئی کرے بخوبی ذکر بہ مطلب۔ جیسے جی آدمی کو  
 وہ کام کرنا لازم ہے کہ مرے پر لوگ اُسے یاد تو کریں ایضا یہ لباس حیات خانی ہے۔  
 نقش بر آب زندگانی ہے یہ لباس حیات استعارہ یعنی زندگی نقش بر آب مرادی یعنی ناپائیدار۔  
 مطلب۔ جسم جو ہم تم رکھتے ہیں ایک نہ ایک دن ضرور فنا ہو جائیگا جس طرح پانی پر کوئی  
 نقش کھینچے اور کھینچنے کا اُدھر ہے گا اس طرح نسبت کا بھی حال ہے کہ اُدھر آتی ہے اور اُدھر  
 جاتی ہے اسکا بھروسہ نہیں ایضا آگے کرتے تھے آدمی وہ کام بہ جسکے باعث سے  
 ہمیشہ نام بہ نام رہنا یادگار رہنا۔ مطلب۔ اگلے لوگوں کا یادگار رکھ نہ کچھ آیتک  
 چلا جاتا ہے انھوں نے ایسے ایسے کام کیے ہیں کہ انکا نام نہیں مٹتا جیسا آگے بیان  
 ہے ایضا آگے تمیر اہل کنت وجاہ بہ پیل و ہمان سر سے و سجد و چاہ بہ تمیر ہمارے  
 بتانا۔ اہل یعنی صاحبان یہ نقطہ سچے مفروضہ نہیں آتا یعنی ایک شخص کی نسبت  
 اسکا بولنا اور نہیں کنت بضم سیم قدرت و تو انگری۔ پیل مسجد مسافر خانہ کنواں  
 پہ چاروں چیزیں ہمیشہ وقف ہوتی ہیں یعنی لوگ ثواب کے واسطے خدا کی راہ پر  
 نبوا تھے ہیں اور یہ سبکی ملکیت نہیں ہوتی۔ جاہ و چاہ میں تمہیں جناس ہے  
 صنفیہ۔ دیکھو مطلب۔ اگلے لوگوں میں جو صاحبان مقدور تھے وہ ایسی



ایسی چیزیں تو آگے ہیں کہ غصے کا نام بھی چلے اور توب بھی ہوا یعنی اب نہ وہ  
 دن ہیں اور نہ وہ رہیں ہاں۔ گنہگار وہ بائیں ہندوہ دن رہے نہ وہ رہیں  
 محاورہ یعنی وہ زمانہ گیا۔ مطلب۔ اب وہ زمانہ گزر گیا مگر نام اب تک چل رہا ہے  
 ایضاً اور جو تھا ایک شخص مومن خان بہ خورگرتیجی تواب جو کہان پہ خورنام اور  
 سوہ۔ مطلب۔ یہاں تک جو یہ بعد بیان ہوا آگے مومن خان کی مدد کی طرف  
 گریز ہو کہ شاعر کنوئیں کی تعریف کرنے لگا۔ مومن خان ایک شخص مردہ کا نام جو تپ  
 کنوئیں ہوا یا تھا ایضاً ایک وہ گریا جو بس کام ہند کہ سدا با جتا جو اسکا نام  
 سدا یعنی ہمیشہ اب مرقمہ گوہر کی زبان ہے۔ با جتا و جتا مشہور ہونا محاورہ قدیم  
 اب گنوار پرتے ہیں۔ مطلب۔ ہر چند کہ مومن خان موجود نہ ہیں مگر جسے بسا کام  
 کیا کہ دنیا میں نام کیا ایضاً آزد اہل خرد بھی نہ ہوا ہے جکا کلا جو اس صحت کا  
 گوارا ہے نزد تو یک۔ اس خرد و صبا جان عقل۔ موی بجا سے مر گیا اب محاورہ محل۔ کوا  
 یعنی چاہ اب اس لفظ کے اخیر و روا کے ماقبل دونوں جگہ حرف نون لکھتے اور  
 ہوتے ہیں جیسے میر وزیر صبا کہتے ہیں سے زاید کو سے خم پر سخاں دور رہے ہند  
 آمد وقت سے اندھے کے کنوئیں دور رہے ہند و کیو سخاں کے ساتھ کنوئیں  
 ہمقافیہ جو۔ مطلب۔ عقل مند ایسے شخص کو بھی مردہ نہ خیال کریں گے جکا ایسا  
 کنوئیں کل آیا ہے کہ اس کے تعریف آگے کی جاتی ہے ایضاً کیا کنوئیں ہے کہ  
 جسکی سٹیک بنا ہے چھپ کے آوے ہو دیکھنے دریا ہند بنانیو و عمارت۔ آوے ہے  
 خلافت محاورہ اب آتا ہے بولتے ہیں۔ مطلب۔ کیا عمدہ کنوئیں ہے جسکی تعریف  
 شکر دریا زمین کے اندر ہی اندر چھپ کر دیکھنے آتا ہے۔ یہاں دریا کا چھپکے آنا  
 کنوئیں میں ہوت پھوٹنے سے مراد ہے ایضاً نام آٹھ آٹھ کنوئیں سے  
 روتے ہیں ہند شرم سے ڈیرے آب ہوتے ہیں ہند نالا وہ بہتا ہو کم جو شہ پانی ہو

ہندی میں ملتے جاتا ہو۔ آخر آسٹرون رونا بکثرت رہ رہ کر رونے سے مراد پورا آٹھ کا لفظ آتا  
 مقام پر ایک مرتبہ کہنا نکال باہر اب گھر آٹھ آٹھ آسٹرون رونا بولتے ہیں زبرا  
 وہ اوٹھلا اور چھوٹا گڑھا جسمین رسات کا پانی بھر رہے۔ آب ہونا شرمندہ ہونا۔  
 مطلب۔ تاک اس غم سے نہایت روتے ہیں کہ افسوس ہم اس کتنو نہیں تک نہ پہنچ سکے  
 اور ڈوبے اس سبب سے شرمندہ ہیں کہ ہم وہ کنواں نہ لیکر کیوں نہ مشہور ہوئے  
**ایضاً** مشعبہ جو عجب یہ پیر گردون ہے کہ ہر دم اسکی ہر صورت و اگر گون پھیند  
 باز گریجی ہندی بھانٹی ہے۔ پیر گردون استعارہ یعنی آسمان بسبب درازی قیام  
 کے آسمان کو پیر سے استعارہ ہے۔ دیگر گون دوسرے رنگ پر مطلب۔ یہ آسمان  
 بڑا فریبیاد اور باز لیکر جو کہ ہر غم کی نئی نئی صورتیں بدلتا ہے **ایضاً** جھاپیشہ  
 ستمگر فتنہ جو ہے بد براے رنج ہر کس جیلہ جو ہے بد جھاپیشہ اسم صفت جھکا پیشہ  
 یہی ہو کہ ظلم کیا کرے یعنی بڑا ظالم۔ فتنہ جو اسم صفت فساد کی عادت رکھنے والا  
 براے واسطے ہر کس ہر ایک آدمی۔ جیلہ جو اسم فاعل سماعی بہا نہ بان۔  
 مطلب۔ یہ آسمان نہایت ظالم اور فساد ہی ہر شخص کی رنج رسانی کے واسطے  
 بہانے ڈھونڈتا ہے **ایضاً** اگرچہ پیر ہے لیکن جو بے پیر ہے ہمیشہ  
 منقلب ہے اسکی تدبیر ہے پیر جھکا کوئی شرم نہواشکی ہندی خود منڈا ہے  
 اور ولد الزنا و ناطقت منقلب ہر عکس۔ مطلب۔ آسمان اگرچہ بڑا بڑا ناہے  
 لیکن نہایت ہی شرم ہے اسکی تدبیر ہمیشہ الٹی ہو کرتی ہیں **ایضاً**  
 کیسا خوش نہیں آتا سے عیش ہے براے جنگ پھر تازہ ہے عیش ہے عیش  
 خوشی ہدای۔ عیش بالفتح شکر۔ جنگ لڑائی۔ مطلب۔ آسمان لڑنے  
 کے واسطے ہمیشہ طیار اور آمادہ رہتا ہے اسکا شکر خفا اور فتنہ اور جیلہ اور  
 ستم جو اور کیسا عیش اسکو پسند نہیں **ایضاً** ہر اک کے عشق میں ہے

رخنے اندازہ بیان ہر بشر جو فتنہ پرورانہ عشق بکسے اولیٰ کو بہت چاہتا اور  
از روے طب ایک مرض ہے کہ خوبصورت کے دیکھنے سے مثل جنون پیدا ہو جاتا ہے  
تیسرے سورخ اور عیب اور فساد و خستہ انداز فساد ہی اور کسی کام کو خلل پہن  
دوانے والا۔ فتنہ پرورانہ ناپیت فساد ہی مطلب۔ آسمان و مضمون کو ایک  
جگہ دیکھ نہیں سکتا آپس میں فساد ڈلا دیتا اسکا کام ہے **ایضاً** اسدا  
اس سنگ دن کا ہے پشیموہ ہے کہ تھیرا تہا جو دیکے میوہ ہے سنگدل ہیر جم پشیموہ  
عادت۔ مطلب۔ جب ہیر جم آسمان سیکو پین دیتا ہے تو فوراً رنج و مصیبت  
سے اسکا بدلہ لیتا ہے **ایضاً** یہ وہ زنبور ہے جو چرخ ستم کیش ہے کہ پہلے نوش ہے  
تھجے بڑے نیش ہے زنبور موم کھی اور بڑے کیش بکسے اول مذہب و طہیر۔  
ستم کیش ستم صفت ظلم کا طہیر رکھنے والا۔ نوش شہد نیش ڈنک مطلب  
یہ ظالم آسمان و زنبور ہے کہ جب ذرا شہد چکھائے فوراً اسپر ڈنک لگائے  
یعنی جب ذرا سخت دے فوراً اسپر مصیبت دے **ایضاً** اگر دن اب  
نکو اس مضمون سے آگاہ ہے کہ جیسے رام و سیتا کا ہوا بیاہ ہے مطلب۔ یہاں تک  
تہید ہو چکی ہے شاعر قصے کی طرف گزیر کر تا ہے یعنی خوشی کے بعد غم کا ہونا سلی  
کیفیت مشنو جیسے سیتا کے ساتھ رام چند رجبی کا بیاہ ہوا ہے وہ ہوا ہے  
آئندہ بیان ہے۔

صفحہ ۳۳۔ بشارت تھی اودھ میں روز افزون ہے خوشی تھی چاروں راج سکون ہے  
بشارت بفتح اول شگفتہ رواد خوش طبع ہونا۔ اودھ ہندوستان میں ایک ملک  
اور جس ملک میں ایک شہر کا نام سیکو جو دھیا پوری بھی کہتے ہیں۔ روز افزون دن  
رونی چیز۔ چار سو چاروں طرف یعنی پورب کچھ آتر دگن۔ رنج جو تہائی حصہ سکون  
بفتح اول سکون کا مقام۔ رنج سکون پڑانی وہی جزا فہم کی دوت نہیں کا پڑا

حصہ پانی سے گھلا ہوا اور آنا ہی مقام بہت قلم سے آباد ہوا اور لوگوں کے رہنے کا  
مقام ہوا اور سطح مسکون آبادی کل عالم سے مراد ہوا اور از روے جغرافیہ فیثا خوشی  
بھی کچھ تین حصے سے زیادہ پانی اور ایک چوتھائی سے کچھ کم مٹی جو لیکن بہت قلم  
خارج از اعتبار ہوتی ہے خشکی باخ حصوں میں منقسم ہے جنہوں میں ایشیا  
یورپ اور قفقہ اور کپاوشینیا کہتے ہیں۔ مطلب۔ رام چندر کے  
بیابان کے سبب اور درمیان شگفتگی اور تمام عالم میں دھوم دھام ہے رہی گئی  
**ایضاً** سرور و عیش و راحت و مہم تھا۔ اور درمیان مٹی خوشی گردون کو  
غم تھا۔ سرور و عیش سطر اصفیہ ۱۶۔ دیکھو۔ رات خوشی۔ مطلب۔ اُنکے بیابان  
سے تمام دنیا کو خوشی تھی لیکن آسمان جلا مرتا تھا اور رشک کے باعث  
اُسے غم تھا **ایضاً** کف افسوس ملتا تھا سنگم کہ برات تفرقہ تھا جلا پر پڑ  
کف مٹھیلی۔ کف افسوس ملتا افسوس کرنا دستور ہے کہ افسوس کے وقت ہاتھ  
مٹتے ہیں۔ تفرقہ جدائی ڈالنا۔ جیلہ پرور نہایت بہانہ باز مطلب۔ آسمان  
خوشی دیکھ دیکھ نہایت افسوس کر رہا تھا اور جدائی ڈالنے کی تہیر میں ہو جاتا  
**ایضاً** قضا اور ایک دن دوپا گیا گھاٹ۔ بگاڑی ایک دم میں سب بنی پڑا  
قضا اتفاقاً جی بات بگاڑنا کسی کا بنانا یا کام خراب کر دینا۔ مطلب۔ آسمان  
بگاڑ دینے کی تو فکر کر ہی رہا تھا کہ اتفاقاً ایک دن اُسے موقع مل گیا جس کی سبب  
اینٹ کا گھر مٹی کر کے رکھ دیا **ایضاً** خوشی سے رام وسینا یعنی اک روز  
مکان پاک میں تھے رونق افزو رہا۔ رونق افزو زینت بڑھانے والی چیز مرادی  
معنی کسی تشریف آوری۔ اب اس شعر سے آسمان کی تخریب کا حال بیان ہوتا ہے  
اسیے شاعر نے یعنی کا لفظ کہا ہے۔ مطلب۔ بیان کرنے میں یعنی کو آغاز شعر پر  
رکھ لو تو معنی صاف ہو جائیں۔ مطلب۔ آسمان کی گھاٹ کا حال سنو

یعنی خوشی خوشی رام چند روستیا ایک دن ایک مکان میں تشریف فرما تھے بس آسمان کے  
 وہ گل کھلایا جو آئندہ شعر میں ہوا **ایضاً** پر دیدار روی رام سیتا بہ قدم رنجہ  
 کیا نارونے اُس جاہد یو واسطے۔ روئے ستمہ۔ قدم رنجہ کرنا پائون کو تکلیف دینا  
 یعنی آتا یہ محاورہ کسی بزرگ کی نسبت کہا جاتا ہے۔ مطلب وہ دونوں شخص ایک  
 مکان میں تھے کہ وہاں نارونے تشریف لائے بس یہی فتنہ برپا ہوا اور یہی  
 آسمان کو گمات ملی کیونکہ یہ صاحب بڑے فسادی اور ہمیشہ زندہ مشہور  
 ہیں **ایضاً** سرود عیش کالسب پر ترانہ بہ میان عاشقان حق یگانہ بہ  
 سرود نصیب تین راگ اور ایک ساز کا بھی نام یہاں یعنی اول ہے۔ سرود عیش  
 استعارہ یعنی عیش۔ لب ہونٹہ ترانہ ایک قسم کا راگ اُسکو عام گوئے  
 مغلانہ بولتے ہیں۔ یگانہ جبکا کوئی ثانی و مقابل نہ ہو۔ اس شعر میں نارونے کی لبت کا  
 بیان ہے یعنی مطلب۔ اس طرح تشریف لائے کہ ہونٹوں پر مسکراہٹ اور  
 دل میں عشق خدا مضبوط جما ہوا **ایضاً** جو دیکھا رام نے نارونے آئے بہ  
 سراپا اُسکے با تعظیم لائے بہ سراپا اُسنا سیدے کثرے ہو جانا اور یکسی بزرگ  
 کی تعظیم کرنے کی علامت ہے۔ با تعظیم عزت کے ساتھ مطلب۔ رام چند نے نارونے کو  
 دیکھ کر اُسکے تعظیم دی اور پیشوائی کر کے بٹھایا **ایضاً** پرستش کی قدم دھونے  
 ہوئے شاوہ بزرگی اُنکو بخشی حد سے انرا وہ پرستش پوجنا اصطلاحاً خدمت  
 کرنا۔ قدم دھونا خدمت اور پیار کی علامت ہے اور ہندون کا رسم ہے۔ اترا وہ  
 نیا وہ۔ مطلب۔ رام چند نے چار باتیں کیں ایک ٹونارونے کی پرستش دوسرے  
 اُسکے قدم دھونا تیسرے آپ خوش ہونا چوتھے اُنکو بے انتہا عزت بخشنا **ایضاً**  
 مدد سے بہت پیش آئے جب رام بہ کما نارونے تب برہما کا پیغام بہ مدد ارا  
 بقیم میم رعایت اور تواضع کرنا پیش آتا محاورہ خدمت کرنا یہ مطلب۔ جب

راہ چننے کے تاریخی کی بہت آؤ بھگت کی تو انھوں نے برہما کا پیغام کہہ دیا یعنی  
 شیاطین کو قہم ہلاک کرنا کہ دیوتاؤں کو رحمت ہو **ایضاً** تسلی کی کیا نارو کو  
 رحمت ہدیہ لگے سیتا سے کہتے خود بدولت بہ تسلی دلاسا دینا خود بدولت اپنی ذات سے  
 مطلب۔ روم نے نارو کا کتنا ناکر انکو رحمت کیا اور پھر آپ ہی سیتا سے یوکتی لگے  
 جیسا آئینہ شعر میں ہے **ایضاً** کہ ہر ایسا وعدہ مجھ کو منظور رہ کر وں دیوان کو  
 دہر سے دور رہ ایسا پورا کرنا۔ ویو شیطان دہر زمانہ مطلب۔ اس سیتا میں نے  
 وعدہ کیا ہے کہ شیطانوں کو دنیا سے نکال دوں گا اس بات کو میں پورا کیا جا رہا ہوں  
**ایضاً** کہ کینو کبر ہو وہاں ہنگامہ برپا رہے گزرنارو کا ہونا گاہ جب ہدیہ ہنگامہ  
 مجمع مردم اشکی ہندی پڑے مرادی منی فساد ہے۔ برپا قیام کرنا یعنی قائم گزیر ہیر  
 ہونا۔ ناگاہ یکایک مطلب۔ جہاں نارو کا گزرتا ہے وہاں کچھ نہ کچھ فساد  
 ضرور قائم ہوتا ہے **ایضاً** جہاں ہوتفرقہ بیٹھے بھائے ہے یہی ضرب المثل  
 نارو سن گئے ہے تفرقہ جدائی و خرابی بیٹھے بھائے بلا وجہ اور دفعۃً ضرب مارنا  
 مثل فقہین کماوت ضرب المثل کماوت کتنا۔ مطلب۔ جہاں کچھ دفعۃً نفاق  
 پڑتا ہے وہاں لوگ پھیل کتے ہیں کہ نارو سن آئے **ایضاً** شہنشاہ او دھ  
 تھا یعنی اک روز بہ سر بر زرفشان پر رونق افروز بہ شہنشاہ او دھ یہاں دست  
 پد روم سے مراد ہے۔ سر پر تخت۔ زرفشان شہنشاہ۔ رونق افروز زینت بڑھانے کا  
 مطلب۔ دسرت ایک دن شہرے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے **ایضاً** مرصع  
 سر پر زیبا لنگ زربین بہ عیان چہرے پہ نور ماہ پر دین بہ مرصع جڑاؤ زربا بین اہت  
 قابلیت ہے رونق دینے والا۔ تاج زربین یا دشا ہی سنہری ٹوپی۔ عیان  
 ظاہر۔ نور روشنی۔ ماہ چاند۔ پروین محاورہ محل بین اسے مہر کا  
 پہنچا بولتے ہیں باقی فرہنگ دیکھو۔ مطلب۔ سر پر تاج جڑاؤ سے ہوئے

۱۳۴

پھر سے نہایت جگ سگاہٹ ظاہر۔ اس شعر میں دسرت کی حالت کا بیان ہے۔  
**ایضاً** پورا ایش تاج زرافشان بہ کیا آئینہ پیش روے تابان پڑا ایش آئینہ  
 و دسرت کرنا پیش سامنے۔ تابان تافتن کا اسم فاعل سماعی چکنے والا مطلب۔  
 سر پر تلج جتنکے واسطے دسرت نے آئینہ اپنے سامنے کیا **ایضاً** نگاہ شہ  
 پڑی کاکل پہ اکبار بہ سفید آئے نظرباں آئین و وچار بہ نگاہ پڑنا دیکھنا۔ کاکل  
 چاند پرکے بال یہاں مراد اُس مروانی جوٹی سے ہے جسے عوام جھٹیا کہتے ہیں مطلب  
 راجہ دسرت نے آئینے میں اپنی جوٹی کے چند بال سفید کھجوا **ایضاً** خزان دیھی  
 بہ سار زندگی میں بہ امان دیکھی خدا کی بندگی میں بہ خزان پت جہرمان  
 پناہ اور بچاؤ۔ بندگی عبادت مطلب۔ دسرت یہ بات سوچے کہ زندگی کی بہار  
 یعنی جوانی پر خزان یعنی بڑھاپا چھایا گیا خلاصہ یہ کہ ہم بوڑھے ہوئے اگر سچا ڈھنگ  
 تو اسی میں کہ سلطنت چھوڑ کر خدا کی بندگی کیجئے۔

صفحہ ۳۵۔ نظر موعہ سپید آئے جوشہ کو بہ زوال شب ہو معلوم نہ کہ وہ موعہ بال۔  
 زوال شب رات کا ڈھلنا مطلب۔ جب چند بال سفید نظر آئے تو دسرت سوچے کہ رات  
 ڈھل گئی یعنی جوانی گزر چلی سفید صبح یعنی بڑھاپا قریب ہو جیسا آئینہ بیان ہے۔ یہاں  
 شب کو جوانی سے اور زوال کو جوانی گزرنے سے اور چاند کو دسرت سے تشبیہ ہے۔  
**ایضاً** کہاد میں کہ آیا دور پیری بہ نہین زریا ہے اب تاج امیری بہ  
 دور پیر اور وقت۔ تاج امیری سے مراد یہاں پادشاہی مطلب۔ دل میں سوچے  
 کہ بڑھاپے کا وقت آیا اب راج تیاگ کرنا بہتر ہے **ایضاً** مناسب ہے کہ اپنے روبرو  
 اب بہ یہ تلج و تخت بختون رام کو سب بہ تلج و تخت سے مراد یہاں کاروبار سلطنت  
 مطلب۔ بہتر ہے کہ اپنے سامنے ہی رام چند رکو گدی سپرد کر دوں **ایضاً**  
 کہ میں رام اب اور در میں پادشاہی بہ کروں مھر میں اب پادشاہی چھوڑا دشاہی پڑا

صحرانگل - یاد آگئی خدا کی عبادت - مطلب - رازم اچھو دھیامین - ارج کرین اور ہم شکل  
 بین چشیا کرین ایضاً غرض یہ مشورہ تمہارے ناگاہ بد حضور پیر و نادل گیا تارا  
 غرض مطلب - یہ لفظ اور لفظ الغرض اس مقام پر بہتے ہیں جہاں کسی طول عبارت کا  
 خلاصہ کرنا منظور ہوتا ہو مشورہ صلاح - حضور سنے پیر یہاں یعنی مرشد اور  
 موصوف ہو - و نادل نہایت عقلمند اور صفت ہو - پیر و نادل یہاں شبست  
 سے مراد ہے مطلب - یہ دل بین سوچ سلیح کہ دوسرے اپنے مرشد یعنی  
 شبست کے پاس صلاح لینے گئے ایضاً بجا لایا قدم بوسی کے  
 آداب بد دل مرشد کیا خدمت سے شاد و اب بجا لانا کسی کام کا کرنا  
 قدم بوسی قدم چوستا یہ ادب کی علامت ہے - آداب جمع ادب بمعنی طریقہ  
 شاد ہر حال میں خوش - آب پانی شاد و اب میراب تر و تازہ - مطلب - اپنے  
 مرشد کے پاس جا کر خردانہ طریقے بجا لائے اور انہیں محفوظ کیا آداب و شاد آ  
 کے قافیہ سمولہ ہیں (قافیہ سمولہ) وہ لفظ کہ سبب کسی تصریح کے اس قابل  
 ہو جاے کہ دوسرے لفظ سے ہر قافیہ ہو کے اور دراصل وہ لفظ وہاں نہ ہو اور  
 اسکی دو قہمیں ہیں ایک (سمول ترکیبی) دو لفظوں کو مرکب کر کے کسی لفظ  
 منفرد کے ساتھ قافیہ بنائیں چاہے اُس میں نصف رویت ہو اور نصف قافیہ  
 جیسے مرضی جو وقت ہو خدا کی بد مٹ جائیگا اپنا جسم خاکی ہے دیکھو  
 (خدا اور دکی) کو مرکب کر کے (خاکی) لفظ اصلی کے ساتھ ہر قافیہ کیا ہے  
 دوسرا معمول تخیلی پہلے ایک لفظ قافیہ میں اصلی لانا پھر ایک لفظ مرکب  
 کے دو ٹکڑے کرنا تاکہ قافیہ اول سے ہر قافیہ ہو جاے خواہ اُس میں نصف  
 رویت ہو اور نصف قافیہ جیسے کے دریا بان سگ تشنہ یافت ہے  
 فزون از رتی و جراثیم نیافت ہے دیکھو تشنہ کے مقابل میں میانش کا

بہ

بہ

بہ



انتقل اور دریافت کا انہی ملاکر سعدی نے ہمتا فرمایا۔ اس طرح شہر مشہور و حرمین قافیہ  
معمول تجلیں بر کیونکہ شاد خود لفظ اصلی ہو۔ قافیہ معمول آگے عیب میں داخل  
تساگر ستاخرین کے نزدیک داخل صنعت ہو ایضاً کیا در پیش اپنا  
مقصود دل بہ بہت شادان ہو اور ویش کا مل بد شادان خوش ہونے والا  
دور یعنی موتی۔ ویش بمعنی مثل۔ در ویش موتی کے مثل ڈھلکنے والا یعنی وہ  
فقیر جو ایک جگہ قائم نہ رہے بدین سبب یہ لفظ بضم اول ہو۔ مطلب۔ راجہ  
دوست نے اپنا ولی مطلب بست سے بیان کیا وہ شکر نہایت خوش  
ہوئے ایضاً کہا شہ سے یہ آئے شاد ہو کر کہہ کہ جو تجویر شاد شاد بہتر بہ  
تجویر جائز کرنا اور شہرائی ہوئی بات مراد سی معنی صلاح۔ شاد شاد وہ  
پادشاہ جسکے کئی پادشاہ میس ہوں۔ مطلب۔ پھر خوش ہو کر مرشد نے راجہ  
کہا کہ تھے اپنی حین حیات میں ام چندر کی تخت نشینی جو تجویر کی یہ نہایت مناسب  
ہو ایضاً از سے طالع زہے ساعت زہے بخت بہ کہ جس دن رام پٹھین  
بر سر تخت بہ زہے کلمہ نشین یعنی کیا خوب۔ طالع طلوع ہونے والی چیز اسکی  
ہندی اودس ہو اور یہاں مراد اُس ستارے سے جو اپنے اس کے موافق ہو  
اسو سے مراد سی معنی نصیب۔ ساعت یہاں نیک گھڑی سے مراد ہو اسکی  
ہندی سبب لکن ہو۔ بخت نصیب۔ بر سر اوپر۔ یہ شہر بست کا مقولہ ہو۔  
مطلب۔ رعایا کا ستارہ اور وہ گھڑی اور اُنکا نصیب کیا خوب ہو جو وقت  
رام چندر تخت پڑھین ایضاً کیا جب پیر زمانے یہ ارشاد ہو۔ پو شاد شاد  
آفاق و شاد بہ دانا مکلند۔ ارشاد حکم۔ شاد شاد شاد شاد شاد شاد شاد شاد  
اور پر بیان ہو چکی۔ آفاق تمام عالم۔ دل شاد و ہم صنعت مرکب دل خوش  
رکنے والا۔ مطلب۔ جب مرشد نے رام چندر کی تخت نشینی کا حکم دیا تو

راجہ دسرت نہایت خوش ہوئے **۱۱** ایضاً **۱۲** ٹنٹ نامور کو لیکے ہمراہ سو  
 دولتسرا آیا تہہ شاہ بہ نامور مشہور سو طرف۔ دولتسرا تیر کپ قلب سراے دولت  
 یعنی جو گھر دمن دولت سے رجا پوجا ہو مرادی معنی امیر کا گھر۔ مطلب۔ گرو کو ساتھ  
 لیکر راجہ دسرت اپنے گھر آئے **۱۳** سو منت خان مان کو بلایا ہے اسے  
 مرکز باطن سب جتایا ہے خانسا مان اسباب کے برداشت کا مالک اشکو دار و غم  
 بھی کہتے ہیں لیکن ایران میں اس مقام پر ناظر ہوتے ہیں۔ سو منت بعضوں کا قول  
 ہے کہ یہ رتھوان تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دار و قہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ راجہ  
 دسرت کا علاج کار تھا جسے مشہر کہتے ہیں اور بقول بعضہ سنتری تھا جسے  
 وزیر کہتے ہیں لیکن محولف کا قول ہے کہ یہ شخص راجہ دسرت کا ہرا پاک  
 کام کیا کرتا تھا جسے چاہو سہر براہکار کہلو۔ مرکز مضبوط جٹائی ہوئی چیز  
 بیان مراد پکے جنال سے ہے۔ باطن چھپی ہوئی چیز بیان مراد اول سے چو مطلب  
 راجہ دسرت نے سو منت کو بلایا کہ اپنے دل کی ٹھنی ہوئی بات بیان کی یعنی میں  
 رام کو تخت نشین کیا چاہتا ہوں **۱۴** غرض شکر شہ عالم کا ارشاد ہے  
 سو منت نامور نے بادل شاہ و بہ عالم جہان۔ مطلب۔ راجہ کا حکم شکر سو منت  
 نے خوشی خوشی وہ کیا جو آئندہ شہر میں ہو **۱۵** ایضاً **۱۶** مہتیا سب کیا  
 سا مان شاہی بہ کیا آرسہ ایوان شاہی بہ مہتیا طیار و آمادہ و موجود  
 آرسہ درست۔ ایوان پیاسے معوت وہ چھت والا مکان جو بلند سی پر ہو  
 بیان مرادی معنی دہار۔ مطلب۔ سو منت نے تخت نشینی کا سامان سب  
 درست کر کے بادشاہی دیوار خانے کو خوب جھکا جھکا کر دیا **۱۷** ایضاً **۱۸** کہا  
 جو کچھ ٹنٹ نامور نے بہ کیا حاضر وزیر پر ہنر نے بہ پڑ ہنر صاحب فن۔ وزیر  
 سے مراد بیان سو منت مطلب۔ جو کچھ راجہ دسرت کے فرشتے نے کہا

وہ سب سوخت نے لاکر موجود کیا ایضاً ہر اک ہر ایک کے آب پاک آنے بند گل اور گل  
 و تختان سب رنگائے ہر برگ تیار طلب سوخت پائی اس واسطے شاید لایا کہ اچھنچر  
 کو نہلا بن یا دیوتاؤں پر چڑھائیں اور پھول پتے اس واسطے آئے کہ وہ بھی پوتاؤں  
 پر چڑھیں۔ یہ تخت نشینی کے وقت ہندوؤں کا رسم ہے ایضاً کیا گیا  
 عشرت جملہ حاضر ہوئے اسباب فرحت جملہ حاضر بہ عشرت نہایت خوشی جملہ  
 سب۔ ارباب رب کی حج یعنی صاحبان فرحت خوشی۔ طلب۔ جو کچھ خوشی کے  
 سبب تھے وہ سب موجود ہو گئے اور گائے بچانے و اس سبب حاضر ہوئے۔

یہاں ارباب فرحت ارباب نشاۃ سے غرض ہر ایضاً ہوئی ظاہر  
 اور دہرین جب غیر یہ بند ہوئے دل نشاد و خورم سب اکہ و مہ بند خورم خوش۔ کہ  
 بکسر اول و ناسے لفظ جھوٹا آدمی۔ مہ روزن کہ بڑا آدمی۔ طلب جب اوچ  
 بین رام چندر کی تخت نشینی کی خبر افشا ہوئی تو سب چھوٹے بڑے خوش ہوئے  
 ایضاً امیران جہان از خاص تا عام بہ سب آئے شے کے حال تشقہ رام بند  
 خاص واسطہ دار لوگ۔ خام گل آدمی۔ تشقہ بنگا ہند و راجاؤں کے یہاں دستور ہے  
 کہ جب کسی کو راجہ بنا یا چاہتے ہیں تو سب سے بڑا راجہ اپنے دینے پانوں کے  
 انگوٹے میں جندل لگا کر اس گدی بیٹھنے والے کے ماتھے پر لگا دیتا ہے۔ طلب  
 سب راجہ باروشکر جمع ہوئے کہ رام چندر کا ٹیکا چڑھتا ہے یعنی اچھنچر راجہ کہ  
 ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۶ پریم پادشاہی بہن ہوئی دھوم بند ہوئی خوش بانوف زخندہ مقسوم ہدیہ  
 چار دیواری یعنی احاطہ بہان مراد محل سے جو۔ بانو دیو اور معرفت پوری یہاں مراد کو شکر  
 ہے۔ زخندہ مبارک مقسوم جو چیز نصیب ہیں ہو زخندہ مقسوم مبارک نصیب کہندو  
 فرحت۔ طلب۔ پادشاہی محل میں بڑی دھوم دھام مچی اور کو خندا یعنی رام چندر کی

والدہ بہت خوش ہوئیں کہ رام چندر میرے فرزند کو گدھی ہونی جو ایضاً  
 ہوئی چشم فلک پر خونِ حسد سے نہ باز آیا وہ اپنے فعل بد سے بد چشم فلک استعارہ  
 یعنی آسمان پر خونِ سدرخِ حسد کی دولت کی بڑائی چیتنا۔ فعل بد بڑا کام۔  
 چشم پر خون ہونا آنکھوں میں خون اترنا محاورہ نہایت حسد و رنج پیدا ہونا۔ اگر  
 چشم فلک ستاروں کا استعارہ کیا جائے جب بھی صحیح ہوگا یعنی ستارہ گرشتہ  
 ہو یا مراد تقدیر پٹ جانے سے ہو۔ مطلب۔ یہ جاسہ اور چمیلین دیکھ کر حسد سے  
 آسمان کی آنکھوں میں خون اتر آیا یعنی آسمان کو نہایت حسد ہوا۔ دوسرے معنی یہ  
 مطلب۔ آسمان نے حسد کھا کر رام چندر کا ستارہ گرشتہ کیا اور تخت نشینی نہ ہونے  
 دی اور برائیوں سے باز نہ آیا۔ باز نہ آنا وہی کام کیے جانا جو پہلے کئے ہوں۔  
 باز کے معنی روک ایضاً خوشی کا تھا یہاں سامان سارا نہ کیا کچھ غیب  
 سے اور آشکارا نہ غیب پر وہ اور مقام پوشیدہ۔ آشکارا ظاہر ہونے والی  
 چیز۔ مطلب۔ تمام اودھ اور محل شاہی میں دھوم دھام مچ رہی تھی کہ  
 آسمان نے اپنی نگاہت سے درپردہ وہ بات کی جو آئینہ شہر میں ہو ایضاً  
 اودھ میں دیکھ کر شادی کا سامان نہ ہو انیل ملائک دل میں حیران نہ شادی  
 خوشی اُرو میں بیاہ کے معنی پرستل جو خیلِ فیض اول گروہ۔ ملائک ملائک  
 کی جج جسے فرشتہ کہتے ہیں۔ مطلب۔ رام چندر کی تخت نشینی سے جو اودھ میں  
 خوشی تھی اُسے دیکھا تمام فرشتے گھبراتے تھے کہ اب شاید رام یہاں نہ آسکے  
 ایضاً ابد منت بلا یا سستی کو نہ کہا حال اودھ سب اُس سے رو رہے ہیں  
 منت اصطلاحاً خوش آمد سستی وہی بقا نہ ہونے قوت ناطقہ بکر شخص  
 کی زبان میں رہتی ہو اور زمین پر بھی نہی بنکر رہتی ہو۔ رو رو محاورہ  
 قدیم اب رو رو کہہ لیتے ہیں۔ مطلب۔ نہایت خوش آمد کر کے

فرشتوں نے سرستی کو بلایا اور اودھ میں تخت نشینی کی خبر بیان کی اور وہ کہا جو بڑے  
شہر میں ہوا ایضاً کہ اس نطق زبان ہر کہ وہ بہ دل روشن پہ ترسے ہر عیان  
نطق قوت ناطقہ یعنی گویائی کہ وہ ہر ادکل آدمی سے۔ ولی روشن وہ دل جس سے  
کیسکا حال نہ چھپا رہے مطلب۔ اسکل آدمیوں کی زبان کی تو یونانی یعنی اس سرستی  
تیرے دل رسا پر خوب ظاہر ہے جو آئندہ شعرین ہوا ایضاً کہ ہر کشتن دیوان  
انظلم بہ لیا چورام نے اوتار آدم بہ کشتن مار ڈالنا۔ دیوان دیو کی جمع وہ آشی  
حکمت جو بد ہو۔ انظلم فعل تفضیل بڑا ظلم مطلب۔ یہ بات سمجھ ظاہر ہے کہ کجست  
دیوان کو مار ڈالنے کے لیے رام چندر آدمی بنکر دنیا میں گئے ہیں۔ اوتار فرنگ دیکھو۔  
ایضاً کہ رے دنیا میں گر وہ پادشاہی بہ پڑے خیل لانا کہ پرتیا ہی بد تباہی  
تو ابی مطلب۔ اگر رام دنیا میں پادشاہ بنکر پشید رہیں اور بیان نہ آئیں تو پو لوگ  
تباہ ہو جائیں ایضاً قوی ہوں دیو و جن شاہ ملک پر بہ شہر جن سندر اظلم  
پر بہ قوی مضبوط اور جتنے والا جن آتشی خلقت اسکو تارسی میں پری کہتے ہیں  
یعنی آڑو نے والی خلقت میں سندر آتخت پر بیٹھے والا بیان مراد خلقت کرنے سے  
ظلم کہ آسمان۔ مطلب۔ اگر رام چندر دنیا میں پادشاہ ہو رہیں تو ہم فرشتوں  
کی پادشاہی جنون کا پادشاہ چین سے اور رام ہماری بدو نہ کر سکیں ایضاً  
نہیں نہ کیا کوئی تیرے سوا ہے فقط تیرا چین اب اسرا ہے نہ زیبا زیب دینے والا  
اور لایق مطلب۔ اس سرستی ہم لوگوں کو تیرا بڑا اسرا ہے تیرے سوا کوئی دوسرا  
اس کام کے لایق نہیں کہ ہم کی تخت نشینی میں خرخشہ ڈالے ایضاً کہ پھر یہی  
ہو سے قدرت آشکارا بد خلافت رام کو ہونا گوارا ہے قدرت طاقت یہاں بمعنی  
قضاے ربانی آشکارا ظاہر۔ خلافت خلیفہ ہونا یعنی پادشاہ ہونا۔ ناگوارا ناپسند  
مطلب پھر قدرت اسے ظاہر ہو کہ رام چندر خود بخود وراں گت ہے آشکارا ایضاً

اودھ سے آج صحران کو روان ہو رہا ہے۔ تراجم حسان ہو چکا۔ امان ہو رہا۔ روان روان و زخمیت  
 امان پناہ اور سیاہ مطلب۔ رام چند راج ہی اوجو حیات سے جھل کر چلے جائیں اس میں  
 تیرا بڑا حسان ہو گا اور ہو چکا۔ چون کے ماتحت پناہ ملیگی **الاضفۃ** اسناجب شمار دے  
 یہ فسانہ ہے جوئی سو سے اودھ پیدل روانہ ہوا۔ شمار داسر جو ندی جو فیض آباد کے پاس  
 بہتی ہے اور سرستی کا دوسرا نام۔ فسانہ کہانی یہاں مراد ہی معنی تقریر۔ پیدل  
 پایادہ مطلب۔ جب سرستی نے ہشتون کی بات سنی تو اودھ کی جانب پایادہ  
 روانہ ہوئی **الاضفۃ** ہوئی جا کر وہاں پر حیلہ انگیزہ نہا یا کہ ٹی دشمن اس جگہ تیر  
 حیلہ انگیزہ لکھنؤ کا اسم فاعل سماعی بہانہ کرنے والا حیلہ انگیزہ ہونا سکاری کرنا۔  
 تیر چالاک مطلب۔ سرستی نے اودھ میں جا کر بہت سی مکاریاں کیں مگر اسے  
 کوئی روم کا چالاک دشمن نہ ملا کہ اسکی صلاح میں شریک ہو جائے **الاضفۃ** انگیزہ  
 کیلٹی کی منتہر نام ہے۔ زبیں تھی عقل و دانش سے وہ ناکام ہے۔ کیترو تندی۔ کیلٹی منتہر  
 ہے ایک یعنی کشمیر چونکہ یہ وہاں کی مشاہرادی تھی اس واسطے یہ نام ہوا باقی فرنگ  
 و کیو۔ زبیں بہت۔ دانش و دانش کا حاصل مصدر ہندی تھبہ۔ ناکام نامہ اور  
 جسکی مراد نہ برائے مراد ہی معنی ہے نصیب مطلب۔ رام چندر کی دوسری  
 مان معنی کیلٹی کی ایک لو تندی تھی جسکا نام منتہر ادہ نہایت عقل سے خالی  
 یعنی بیوقوف تھی **الاضفۃ** کیا نطق زبان کو اسکے اغوا ہے وہ کل شہر میں  
 بہر تماشہ اغوا بہکا دینا۔ تماشہ مشی کرتا یعنی چلنا پھر نام مراد ہی معنی سیر مطلب۔  
 سرستی نے منتہر کی قوت ناطقہ کی کل مراد ہی کہ وہ خود بخود کچھ کچھ بگنے لگی  
 اور اوجو حیا میں سیر کے واسطے کل **الاضفۃ** جو دیکھا یہ اودھ میں جلوہ  
 حیش ہے حضور کیلٹی آئی بعد طیفض ہے جلوہ کسی چیز کا ظاہر ہونا۔ حضور پاس  
 بعد طیفض نہایت تا دیکھا کہ مطلب۔ منتہر نے دیکھا کہ تمام شہر میں

تحفت نشینی کی شادی مچی ہو پس کیکی کے پاس تاؤ کھا کر آئی ایضاً سر پاپا  
 تن میں روشن آتش خشم بہ روان مانند دریا چشمہ چشم بہ تن تمام بدن بہ روشن  
 بزرگی ہوئی۔ انش آگ خشم لطافت اللغات میں کبر اول اور سراج اللغات میں  
 بقیع یعنی غصہ۔ روان جاری۔ چشم پانی کا سوتا چشم آنکھ چشمہ چشم استعارہ  
 یعنی آنکھ دریا کی مثل چشمہ چشم کا جاری ہونا بکثرت رونے سے مراد ہے۔ مطلب۔  
 تتر کیکی کے پاس بدین شکل گئی کہ غصہ سے آگ بولا اور آنکھوں سے شرابور تتر  
 جاری اور تھکانے لگی جیسا آگ ہے ایضاً کہا یوں کیکی سے باغم و آہ بہ  
 کہ کیا غافل ہو تو آہ بانوشاہ بہ باغم و آہ نہایت بنجیدہ و غمگین۔ غافل سستی  
 کرنے والا اور انجان۔ مطلب۔ رور و کر کیکی سے کہنے لگی کہ اورانی تو غافل  
 کیوں بنی ہو۔

صفحہ ۳۷۔ بھرت کو شاہ نے گھر سے کیا دور بہ خلافت ہو بنام رام منظور بہ بنام رام  
 یعنی رام کے واسطے۔ منظور قبوں۔ مطلب۔ تیرے فرزند یعنی بھرت کو دسرت نے راج  
 سے لادھوی کر دیا انھیں منظور ہے کہ رام۔ راجہ ہوں ایضاً محبت پر چونا ران  
 شہ کی ناحق ہے یہ تیرا جو خیال خام مطلق بہ محبت دوستی۔ نازان گھنڈی۔  
 ناحق بیفائدہ۔ خیال خام خیال ناتمام جس سے کچھ فائدہ نہ ہو۔ مطلق بالکل مطلب۔  
 تجھے دسرت کی محبت پر بیفائدہ گھنڈی ہے اس گھنڈی بالکل کچھ اصل نہیں۔  
 ایضاً بظاہر تجھ پر عاشق ہو شہنشاہ بہ وے باطن میں کوشلا کی ہو چاہو  
 بظاہر دیکھنے میں۔ عاشق صورت خوب کا چاہتے والا۔ باطن در پردہ چاہو گی  
 فارسی خواہش۔ مراد ہی معنی پیار۔ مطلب۔ تمھاری دانست میں دسرت تلو  
 پیار کرتے ہیں لیکن در پردہ کوشلا کو چاہتے ہیں ایضاً کوشلا کا راج  
 سب گراور فن ہے کہ بیشک سوت کی ہو سوت دشمن بہ فن داویچ اور رنگ

مرادی معنی چالاکی سوت ایک مردکی دو بیویاں باہم سوت کہلاتی ہیں۔ مطلب۔  
 یہ ساری جلسا ساری کوشش کا نام اور رام کی ہر کیونکہ سوتیا ڈاھ مشہور ہے اور ایضاً  
 خلافت کا اگر ہورام کو تاج پہن ترا فرزند ہوروی کو تختان پہ خلافت کا تاج ہونا  
 پادشاہ ہونا۔ فرزند اولاد خواہ لڑکا خواہ لڑکی یہاں مراد بھرت سے ہے۔ مطلب۔  
 اگر رام چندر پادشاہ ہو جائیں تو بیشک بھرت کو کوئی دو کوڑی کو نہ پوچھے۔  
 ایضاً ایسٹنر کیلٹی بونی غضبناک ہے کہ کیا کتھی ہے تو او شوخ و بیباک ہے۔  
 غضبناک شخصے دین بھرا ہوا شخص شوخ کی ہندی اور ڈھبٹھر ہے۔ بیباک نڈر مطلب۔  
 کیلٹی قنصر پرانت پڑھی اور گھر کیا ان دیکر کتھی ہے اور کجنت تو یہ کیا کتھی ہے  
 ایضاً اگر ہورام کو تاج خلافت پہ بھرت کو جو زہے فخر و سعادت ہے  
 زہے کیا خوب۔ فخر و عزت۔ سعادت۔ نیلک۔ بھتی۔ مطلب۔ اگر رام کو پادشاہی  
 ہو تو بھرت کے نصیب جاگیں ایضاً اسے دل کے بر آئیں۔ سب  
 مطالبہ ہے بھرت اور رام ہیں ایک جان دو قالب ہے مطلب۔ مطلب کی تہ  
 قالب بنتی لام صحیح فقط سعدی نے کہا رام کہا ہے گریکے زمین چہا رشہ  
 غالب ہے جان شیرین بر آند از قالب ہے یہ لفظ فارسی ہے اسم فاعل عربی  
 نہیں ہندی اسکی سانچا مرادی معنی جسم۔ ایک جان دو قالب ہونا کثرت و  
 سے مراد ہے۔ مطلب۔ رام کی تخت نشینی سے میرے سب مقصد بر آئیں گے  
 اور می نٹھرا رام اور بھرت تو دونوں آپس میں نہایت ہی دوست ہیں انظماً  
 ہنوا میں کہی ہر گز جدائی ہے اگر جو ایک حرف ساری خدائی ہے خدائی دنیا  
 ساری خدائی ایک حرف ہونا اصطلاح کسی کام کے واسطے بہت آدمیوں کی  
 کوشش مطلب۔ اگر تمام دنیا چاہے تو رام اور بھرت جدا ہون ان ایضاً  
 تو ہر بہر باطن و بدکار و بد ذوات ہے غضب تو نے نکالی ٹھکر سے یہ بات ہے

بہت



بر باطن کینہ و در بہ کار زانی اور بد چلن۔ جزوات ترا آدمی غنیمت اصطلاحاً بایہ صلب۔  
 منتہ سے بات نکالنا اصطلاحاً مختصر چند کلمے کہنا مطلب۔ اس مختصر اور بڑی کینہ و  
 اور مالایق اور شوح ہو اور کجخت تو بہ تو بہ تو نے یکساں کلمہ کہا ایضاً  
 کہا پھر منتہ آنے با صفائی بد بھلائی میں ہوئی حاصل بڑائی بد صفائی سے  
 یہاں رہت گوئی مراد ہو مگر از روئے گستاخی مطلب۔ منتہ آنے کیلئے کے  
 منتہ پر کہہ پا کہ واہ بیوسی میں ناہکی کرنے اٹھی تو اس کے بدلے مجھے بڑائی نصیب ہوئی  
 ایضاً گوئی ہو پادشہ کیا محکو مطلب بد نہیں تو نہ ہی سے بیوسی ہوگی میں اب  
 کیا مطلب۔ کچھ غرض نہیں۔ بیوسی گھر کی مالک عورت نصیب ہو کے معنی راشد ہیں  
 اسی سے مشتق ہو مطلب۔ چاہے رام یا دشاہ ہوں چاہے بھرت مجھے کیا غرض  
 میں منتہ کی منتہ ہی رہوگی کچھ کیلئے تو نہ بننا ہوگی آپ کو اختیار جو ایضاً  
 وے میں ہوں کینہ یا نر شاہ بد کہا راہ نمک خواری سے آگاہ بد با نر شاہ  
 یہاں کیلئے سے مراد جو کوشلا نہیں۔ راہ طریقہ۔ نمک خواری نمک حلالی و اطاعت  
 مطلب۔ میں آپ کی تو نہ ہی ہوں ایک بات میرے ذہن میں آئی میں نے سبب  
 خیر خواہی کے آپ کو بتا دیا ایضاً کہا میں نے براہ خیر خواہی بد مبارک رہم کو ہو پاتا تھا  
 خیر خواہی نمک حلالی و دوستی۔ مصرع دوم بطریق ضمن ہو مطلب۔ میں نے آپ کی  
 بھلائی سمجھ کر یہ بات کہی تھی آپ نہیں مانتے نہیں تو نہیں سہی خدا رام ہی کو پاتا تھا  
 دے مجھے کیا ایضاً نہیں خواہش مجھے کچھ سیم و زر کی بد خطا کی میں نے گرتلو  
 خیر کی بد خواہش خواہش کا حاصل مصدر چاہت۔ حاجت۔ سیم و زر روپ پیسہ۔  
 خطا گناہ۔ مطلب۔ بہری غرض یہ نہ تھی کہ میں بھرت بھرت آپ کا بوجی خوش کر کے  
 آپ کو بھلاؤں اب کان پڑے آپ سے اطلاع کی میں ہی گناہ کیا ایضاً مجھے  
 مطلب نہیں ہو کچھ کسی سے نہ خوشی اپنی جو مالک کی خوشی سے بد مطلب۔

نہجے کچر ام سے فرض و بخت سے کچر مطلب۔ جہین آپ خوش رہیں اسی میں لوڈھی  
 بھی راضی ہو ایضاً اسے کیا کیجیے اس دل کا چارہ بڑائی ہو تمہاری ناگوار آ  
 چارہ تہ پیر ناگوارانا پسند مطلب۔ میں دلی خیر خواہی سے ناچار ہوں تمہارے حق  
 میں اگر کوئی بُرائی دیکھتی ہوں تو مجھے روکنا نہیں جاتا ایضاً زمانے میں یہ  
 روشن ہو سجون پر یہ کہ دشمن ہو برادر کا برادر بہ روشن ظاہر۔ سجون کمال  
 باہر اب اس مقام پر فقط (ب) بولتے ہیں۔ برادر بھائی مطلب۔ تمام  
 دنیا میں لوگ جانتے ہیں کہ بھائی کے برابر دوست اور بھائی کے برابر دشمن نہیں  
 ایضاً ۱۹ خصوصاً جبکہ ہووے پادشاہی بدستور ہو برادر پر تباہی بدستور  
 ضرور مطلب۔ بھائی کی دشمنی مشہور ہو اور مخصوص اسوقت جب پادشاہ ہو  
 بیشک دوسرے بھائی کو تباہ کر دے تاکہ کوئی دعویدار باقی نہ رہے۔

صفحہ ۳۴۔ زبان چرب سے جب کسی یہ تقریر ہو ہوئی تب کیلکئی نیزار و دلگیر بہ  
 چرب چکنی چیز۔ زبان چرب خوشامد آمیز اور بناوٹ بھری ہوئی اور فصیح زبان  
 نیزار ناخوش۔ دلگیر رسم مقول سماجی رنجیدہ۔ مطلب جب منتھرانے چاہا کر  
 چکنی چٹیری باتیں کہیں تب تو کیلکئی بھی اسکے دم میں آکر گھبراگئی ایضاً  
 شو دلگیر تب بولی وہ نادان ہے کہ چرب تہ پیر اس مشکل کی آسان بدنادان احمق  
 یہاں منتھرانے مراد ہے۔ آسان سہل مطلب۔ منتھرانادان بولی کہ پوجی دلگیر  
 ہو جے اس کٹھن بات کی تہ پیر بہت سہل ہو ایضاً ۳۱ کچے ہیں شہ نے  
 جو دو عمدہ حکم ہے کہ تو مٹھے اشب و شاد و خودم بد عمدہ آسرار۔ حکم مضبوط۔  
 اشب و شاد کی رات (دم) اب ایسے صفا ز قاری اور دو میں نہیں لائے جاتے  
 ایک تہ پیر اور بخت کیلکئی سے بہت خوش ہوے کہ کچر بڑائی  
 اسلم ملک و شہر اب وہا کہ جو وقت میں کہوں بیسہ ہی دو باتوں

آپ ایک مرتبہ قبول کر لیں بس یہی بڑی ناکامی ہوگی دوسرے نے اقرار کیا تھا۔ پھر  
منتہرا کا مقولہ ہے۔ مطلب۔ اور بیوی تھے جو دو اقرار پورے کرنے کو۔ اچھے وعدہ  
کیا ہے وہ آج کی رات تم آئے کہو اور وہ کہو جو آئندہ بین سکھاؤں ایضاً  
سحر گہ رام ہون سحر کو راہی بند بھرت کو دیکھو یہیم شاہی بند سحر گہ وقت صبح راہی  
چلنے والا اور روانہ اور مسافر۔ یہیم نفع اول ویاس دوم معروف بمعنی تان ج شہانہ  
پادشاہی۔ اس شعر میں منتہرا کی سکھائی ہوئی باتوں کا بیان ہے۔ مطلب۔ ہر  
راجہ صاحب آپ حکم دیکھے کہ کل ہی رام چندر جی جنگل کو چلے جائیں بھرت کو پھر  
اسکے بعد راج گدی دیکھے ایضاً کیا یوں کیلکئی کو جبکہ اغوا ہوا ہوا گزشتہ  
دل پہر کیلکئی کا بند اغوا کبسر اول ہوکانا۔ دل گزشتہ ہونا سوچی ہوئی تدریر بدجانا  
اور نیک نیتی کو چھوڑ کر بد نیتی پر آمادہ ہونا۔ یہ عرشا کا مقولہ ہے۔ مطلب۔  
جب منتہرا نے اس طرح بھردیا تو کیلکئی کی نیت بدل گئی ایضاً عروسی پر ہیں اس سے  
کیا چاک بند ہوئی تہفتہ غلطان پر خاک بند عروسی پر ہیں ترکیب اتھانی مقلوب وہ  
لباس جو دلہن پہنے۔ چاک کرنا۔ پھاڑ ڈالنا۔ تہفتہ برہم و پریشان غلطان  
لوٹنے اور ٹرنے والا شخص۔ برسر اوپر مطلب۔ کیلکئی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے  
اور تانا دکھا کر خاک پر لوٹنے لگی ایضاً کیے غم سے پریشان مشک بو بان  
بچھایا مکر و فن کا خاک پر جاں بند پریشان انجھی ہوئی چیز۔ مشک بو اسم صفت  
مرکب۔ اور بوجے اسم قائل سماعی خوشبودار چیز۔ مکر و فن حجابازی۔ مطلب۔  
جن بانوں میں مشک کی بو آتی تھی وہ کیلکئی نے غم سے پریشان کر دیے گویا  
مکر و فن کا جاں بچھایا کہ زمین راجہ دوسرے چٹس جائیں۔ یہاں بانوں کو جاں سے  
تشبیہ ہے ایضاً بوقت شب ہوا شاہ نکور روز بند محل میں کیلکئی کے رونق نوری  
نکور روز جیسا ستارہ اچھا ہو یعنی طلوع و۔ شاہ نکور روز دوسرے ہی سے

راو جو محل امیرون کا زمانہ مکان یہاں اسی سے فرض ہو اور محاورہ حال میں  
 یہ لفظ جیسے بیوی کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسے غازی الدین کے چار محل تھے یعنی  
 چار بیویاں تھیں۔ رونق افزو اسم فاعل سماعی زینت پڑھانے والی حسینہ  
 رونق افزو ہونا کسی بزرگ یا امیر کا۔ آنا۔ مطلب۔ جب رات کو راجہ دسرت  
 کیلکٹی کے گھر تشریف لینگے تو وہاں جو شعر آئندہ بین ہو ایضاً  
 پریشان حال دیکھا کیلکٹی کا ہے جو اولگیشہ عالم آرا ہے عالم آرا اسم فاعل  
 سماعی جہاں کو ہرستہ کرنے والا یعنی جسکے باعث دنیا کی رونق ہو شاہ عالم آرا  
 یہاں دسرت سے مراد مطلب۔ دسرت نے آکر کیلکٹی کا حال نہایت اہتر  
 دیکھا اور گھبرائے ایضاً یہ اس کے عشق میں دیوانہ تماشا شاہ ہے کہ تمہی و غمخ اور  
 پروانہ تماشا شاہ بہ شمع بختین دیبا شمع موم اور موم یا چربی کی تہی جو روشن کرتے ہیں  
 پروانہ ایک چھوٹا سا پروار کثیر اجو چراغ پر عاشق اور حکم جاتا ہے اسکی ہندی  
 پتنگا ہے۔ مصرع دوم میں شمع کے بعد سب شمعوں میں لفظ (رو) طبع ہوا ہے۔ رقم  
 کے نزدیک غلط ہے یقیناً اس کے مقام پر (اور) ہو کیونکہ پروانہ شمع پر عاشق  
 ہوتا ہے کچھ شمع رو پر عاشق نہیں ہوتا۔ شمع رو وہ شخص جسکا شمع نہایت روشن  
 ہو یعنی حسین۔ مطلب۔ راجہ دسرت ایسا کیلکٹی پر عاشق تھا جیسے پروانہ شمع پر  
 یہاں شمع کو کیلکٹی اور پروانہ کو دسرت سے تشبیہ ہے ایضاً آدھی  
 بیتابی مشوقہ منظور ہے یہ کرتا تھا کبھی نزدیک سے دور بہ بیتابی چینی۔  
 مشوقہ جس عورت کو پیار کریں۔ منظور پسند۔ نزدیک اور دور میں  
 صفت تضاد و شعر ہے۔ صنفہ دیکھو۔ مطلب۔ کیلکٹی کی چینی دسرت کو  
 ناپسند تھی کبھی اپنے پاس سے نہ ہاتے تھے ایضاً جو ریل کی یہ کتا تھی  
 اور اب اسے دیکھ کر اس میں رنج و تاب بہ فرش چھوٹا۔ گل چھوٹی۔

سد یعنی ہمیشہ زبان مرثیہ گو بیان - خواب نیند - در حرف طرف فارسی اردو میں اس محل  
 امین بولتے ہیں - تاج و تہ بھضہ اور تہ بھضہ جو پھولوں کی بیج پر سوتی تھی  
 آتے زمین پر تہ بھضتے دیکھا - **ایضاً** ۱۳ ہوا آشفٹہ خاطر دیکھ کر شاہ بدستور یابین پروین پر  
 گیا ماہ بد آشفٹہ خاطر مترود اور فکر مند - بالین سر حانا اور تکیہ - پروین نور ہنگ و کھیر  
 ماہ چاند - سر بھنی اوپر اور پھر پر (بعد پروین موجود دونوں میں سے  
 ایک زائد - مطلب - راجہ دوسرت یہ حال دیکھ کر نہایت گھبرائے اور کیکلی کے  
 سر جانے جا کر کھڑے ہوئے گویا پروین کے پاس چاند پہنچ گیا **ایضاً** ۱۴ کہا ایجان  
 شاہ عالم آرا بد ہو اکیا بیچ دلپیر آشکارا بدشاہ عالم آرا سے مراد دوسرت جان سے  
 مراد کیکلی - امی جان شاہ عالم آرا یعنی ایجان من مطلب - دوسرت نے کہا ایجان  
 تیرے دل کو کیا دکھ پہنچا جو ذرا بیان کر **ایضاً** ۱۵ ہوا پیدا اجمان میں کون کون  
 ستا مکے تجکو ای پری کوشش بد کوشش شوخ اور مغرور - ویش اور ویش یعنی  
 شل - پر پوش شل پری یعنی خوبصورت بہان مراد کیکلی سے ہو - مطلب - جہان  
 ایسا کون کوشش پیدا ہوا جسے تجکو ستایا اور کیکلی یہ کیا ہوا **ایضاً** ۱۶ غلات  
 سے کروں کس شہ کو اخراج بد کروں کس بینی کو صاحب تاج بد خلافت راج -  
 اخراج نکال دینا - بینی او وہ فقیر جو کسی سے سوال نہ کرے بہان مراد عام محتاج سے  
 ہو - تو یعنی آواز - صاحب تاج بادشاہ - مطلب - اور کیکلی کس بادشاہ کو  
 سلطنت سے نکال دوں اور کس فقیر کو بادشاہ بنا دوں جو تیری رضا مند ہی ہو وہ  
 کروں **ایضاً** ۱۷ زورے شکر بولی کیکلی تہ بد کہا تھے مرا کہنا سدا سب بد زدوں سے  
 شکر شکر کر کے کہے گا کہنا کہنا بات ماننا مطلب - کیکلی نے دوسرت کا شکر ادا کیا  
 اور کہا کہ تھے میرا کہنا ہمیشہ مانا ہوا **ایضاً** ۱۸ کیے تھے بینتر و دوحے اقرار بد کیے  
 تھے وفا تک نہ زہنار بد پیشتر پہلے - اقرار و عہدہ - وفا بولا کہنا نہ نہا رہ کر

مطلب۔ تھے مجھے دو وعدے کیے تھے وہ ایک پورے نہ کیے **ایضاً** انہیں چہرے سے  
کچھ مجبو امید بہ نہیں گھلتا ہر مجھ پر آپ کا بھید بہ مطلب۔ آئندہ مجھے آپ سے کیا امید  
ہو کچھ مجھ پر ہر نہیں ہوتا کہ خدا معلوم آپ کے دل میں کیا سمجھتی ہو۔

صفحہ ۳۹۔ کہا دوسرے نے ای جان شہنشاہ بہ کہ وہ مطلب سے اپنے مجکو آگاہ بہ شہنشاہ  
یعنی ای جان من۔ آگاہ خبر وار مطلب۔ دوسرے بولے ای کیسکی تم فوراً مطلب اپنا بیانا  
کر و **ایضاً** بجلاؤن اُسے بالراس و امین بہ۔ دل بیتاب کو بخشو فوراً چہین بہ  
راس سر عین آنکو۔ بالراس و امین بسر چشم یہ کلمہ نہایت اطاعت کے محل پر  
بولتے ہیں بیتاب چین۔ مطلب۔ ای کیسکی جو تم کہو میں سر آنکھوں سے بجلاؤن  
زمین پر تہ لو تو میرا دل تڑپتا ہر **ایضاً** قسم ہر دم کی گر جان مانگو بہ۔ تو حاضر ہر  
نہیں افسوس مجکو بہ ہر دم کی قسم یہ بطریق ایہام ہو کیونکہ ہندون میں اب تک قسم  
جاری ہے۔ افسوس **ایضاً** منی تامل مطلب۔ مجھے اپنے فرزند ہر دم کی قسم کہ اگر تم جان سے  
پیارے جیر مانگو تو تامل نہ کروں فوراً دیدون **ایضاً** یسنگر کیسکی باویدہ پڑ  
ہوئی حاضر حضور شاہ اٹھکر بہ باویدہ تر روتا ہو شخص۔ حضور پاس۔ مطلب یہ  
بات سنگر کیسکی روتی ہوئی اٹھی اور دوسرے کے پاس جا کر حاضر ہوئی **ایضاً**  
کہا ہیں شاہ سے دو مجکو مطلب بہ وقاسے عہد ہوشا ہوں کو نسب بہ وقاسے  
عہد اقرار کا پورا کرنا۔ نسب فعل التفصیل نہایت مناسب مطلب کیسکی نے  
دوسرے سے کہا کہ میرے دو مطلب آپ سے اتنے ہیں اور باو شاہ جو منہ سے  
کہتے ہیں وہ کرتے ہیں آپ اپنا اقرار پورا کیجئے **ایضاً** بھرت کو سلطنت کا  
دیکھئے کام بہ بیابان میں رہیں چودہ برس رہم چہ سلطنت راج۔ بیابان اسکی  
اصل بے آبان ہر معنی وہ جنگل جہین پانی نہو یہاں مراد بڑے جنگل سے ہے۔  
مطلب۔ میرے دو مطلب یہ ہیں کہ اول تو آپ بھرت کو راج گدی دیکھئے اور

دوسرے یہ کہ چودہ برس کے واسطے رام چندر کو بن باس و بیگے شاید چودہ برس کی  
 قید اس واسطے تھی کہ اتنی مدت میں راون وغیرہ کا بخوبی بند و بست ہو جائے گویا یہ امر  
 تقدیری تھا ایضاً ایشنگر ہو گیا بیہوش و سرت ہنگرا سرت زمین پر تاج دولت  
 تاج دولت بادشاہی ٹوپی دولت کا لفظ اکثر اشیا سے امر کی نسبت لہجی لگتا ہے پرن  
 اور وہ از روئے تعظیم ہر جیسے درو دولت یا دامن دولت - مطلب - چودہ برس بن باس  
 نام شنگر راجہ و سرت ایسے بچہ دھو گئے کہ تاج شاہی سرت گڑ پڑا ایضاً اور  
 چہرہ غم اندوہ سے زروہ کسایون کی گئی سے با دم سر وہ اندوہ غم آئینہ - چہرہ  
 زروہ ہو جانے جاری اور غم کی علامت ہو - دم سر و تختگی سانس مراد آہ سے  
 ہو - مطلب - دسرت کے دل میں بڑی بڑی اسخام بنیان سمائین اور نہایت غم ہوا  
 چہرہ تختگی سانس جگر کی گئی سے بولے ایضاً بھرت کو تاج دون اور حرت  
 جدانی رام کی لیکن چہرہ مشکل ہو تاج دینا بادشاہ بنانا - راحت دل و دل کا  
 چین - مطلب - اسی کی گئی یہ بات سہل ہے کہ بھرت کو بادشاہ بناؤن لیکن رام کا  
 جد اگر نا بچہ نہایت شاق ہے ایضاً نہیں قابل سفر کے ہیں ابھی رام ہے  
 قیامت تک رہیگا بدتر نام ہے قابل لائق اسکی ہندی جوگ ہے - قیامت تک  
 یعنی جب تک دنیا آباد ہے - بدتر مطلب - رام ابھی کہ سن ہیں سفر کرنے کے  
 لائق نہیں دنیا کے لوگ کنا کر نیگے کہ کی گئی نے سو تیا آہ سے رام کو کھلوا دیا تو بہت  
 بد نام رہیگی ایضاً مناسب ہے کہ اس سے درگزر ہو یہ غضب ہے گر جدا  
 سخت جگر ہو یہ درگزر چشم پوشی غضب ہے مشکل بات ہے - سخت جگر کبجے کا کھرا  
 مرادی معنی لڑکھا مطلب - اسی کی گئی تو رام کے بن باس سے چشم پوشی کر یعنی  
 بن باس نہ دلو اور زندہ کا جدا ہونا بڑی بیٹھ جب بات ہے ایضاً کہتا ہے  
 کہ دوشا و زمانہ نہ نہیں شاہوں کو زیبا ہے بہانا بادشاہ زمانہ بادشاہ عمد

یہاں مراد دوسرے سے ہے۔ زیر بالائق مطلب کیکنی بونی کہ اسی دوسرے تم پادشاہ ہو  
 پادشاہوں کو حیلہ حوالہ نہ چاہیے ایضاً<sup>۱۳</sup> نہیں ہے جو جھوٹے شاہوں کو سزاوار ہے  
 نہیں اقرار میں واجب ہے انکار ہے سزاوار لائق مطلب پادشاہوں کو جھوٹ  
 بونہ لائق نہیں جس بات کا اقرار کیا پھر اُس سے مگر نا بہتر نہیں ایضاً<sup>۱۴</sup> بھرت  
 سے آپ کو کیا دشمنی ہے نہ جو انفست روم کی دلپہر تھی ہے نہ الفت دوستی۔ دلپہر  
 شننا کوئی تجویز دل میں مضبوط ٹھہرا لینا۔ مطلب۔ بھرت آپ کو کیوں برا معلوم  
 ہوتا ہے اور روم سے زیادہ محبت کس واسطے ہے دونوں آپ کے فرزند ہیں دونوں کو  
 برابر جانئے ایضاً<sup>۱۵</sup> وہ بونی تلخ یوں شہرے سے ستمگر ہے نہ کہ پیر کا لب زخم ملگر ہے نہ  
 تلخ گرویی چیز یہاں سخت گونی سے مراد ہے لب زخم گھاٹے کے کنارے نہ زخم پر نہ کہ  
 چھڑ گناہناہایت آزار پہنچانا اور طعنے دینا۔ جگر کلچا مطلب کیکنی کا یہ کہنا کہ شاید  
 بھرت سے تمہیں دشمنی اور روم سے الفت ہے گو بادوسرے کو نہایت بیخ پہنچانا اور طعنے  
 دینا تھا ایضاً<sup>۱۶</sup> کیا ہر چند دوسرے نے بہانا ہے ولیکن کیکنی نے کچھ نہ مانا ہے مطلب۔  
 دوسرے نے بہت جیلے حوالے کیے مگر کیکنی نے ایک بات ہی نہ مانی ایضاً<sup>۱۷</sup> ہو غلطان  
 زمین پر شاہ خاموش ہے رہا مطلق تہ تاج و تخت کا ہوش ہے غلطان دراصل اس لفظ میں  
 بعد لام تہ ہے فرقانی ہے یعنی غلطان کیونکہ فارسی میں طے مطبقہ نہیں آتی مگر بسبب  
 التباس لفظ غلیان کہ معنی قلیان ہے اس لفظ کو طے مطبقہ کہتے ہیں اسکے معنی بوٹے  
 اور ٹرنپے والا زمین پر غلطان ہونا نہایت بیثباتی کی علامت ہے۔ خاموش چپکا  
 آدمی۔ مطلق بالکل۔ مطلب۔ دوسرے دم بخود ہو کر زمین پر ایسے ٹرنپے لگے کہ پھر  
 نہ کن شاہی کی خبر رہی نہ تخت سلطنت کا ہوش۔

صفحہ ۴۔ سو منٹ آیا پوچھتے صبح اُس جاہد جو یہ حال پریشان شہ کا دکھانہ  
 جاہد کے حال پریشان نہاہ حال مطلب۔ سو منٹ وزیر نے صبح آکر دوسرے کا



ایسا حال جو اتر دیکھا تو وہ کہا جڑ آئندہ شعرین جو ایضاً کہا روستے اوب سے اے  
شہنشاہ یہ ہو کیا آپ کا یہ حال ناگاہ بد روستے اوب بطریق تنظیم ناگاہ وینا ایک مطلب  
سو منت نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں خداوند و فتح آپ کا کیا حال ہو گیا ایضاً  
کہا تم رام کو لاؤ شتابی بد پھر اگر پوچھنا حال خرابی بد شتابی جلدی خرابی تباہی  
دیر باوی مطلب - دست بوسے ذرا پہلے جھٹ پٹ رام کو تو لاؤ پھر جسے خانہ  
بر بادسی کا حال پوچھنا ایضاً وزیر ناموری سے گفتار بد حضورم آیا باوانی  
نامور مشہور - گفتار بات چیت نہ تار تباہ و ناتوان - مطلب - سو منت و سرٹ  
کی بات سنکر رام کے پاس نہایت تلکین آیا ایضاً کہا اے صاحب  
نگوین و ایجا وہ شہنشاہ نے کہا ہے آپ کو یاد ہے گوین موجود کرنا اور وہ دن جوین  
خدا نے کون کھرا تمام دنیا پیدا کی یہ سان روز ازل سے مقصود ہے - ایجا دنیا پیدا  
کرنا وہ بھی روز ازل ہی آسدن کا مالک سمجھ کر شاعر نے بقائد خود صاحب نگوین  
و ایجا و رام کا لقب عظم ایجا - یاد کرنا لیکھاتا - مطلب - سو منت نے آکر کہا  
اے راجہ رام چندر جی آپ کو ہمارا جو دست نے بلایا ہے ایضاً اٹھے یہ  
سے شہنشاہ ان شاہ کو نین بد کیا حکم پد ربالر اس و لعین بد شاہ ان میں اٹھ  
و نون فاعلی ہے خوش ہونے والا - کون ہو جانا - گوین دو کون یعنی دو ہستی مراد  
و نیا و آخرت سے - کیا یہ سان بجالانے کے محل پر ہے - مطلب - رام چندر باپ کا  
علم سنکر خوش خوش اٹھے اور حکم پد بجالانے ایضاً پد کے سامنے آئے  
شتابان بد زبیر حال پد دیکھا پریشان بد شتابان اسم حالیہ ڈورتا ہوا  
زبیر نہایت - پریشان پر آگندہ و اتر - مطلب - باپ کے پاس جھٹ پٹ آئے  
اور نہایت پرے محل میں پایا ایضاً زمین پر مضروب ہو کر نکل ماہی ہے  
میں کئی کہن ہوتی شاہی بد مضروب پتھر پر شکل نکل - ماہی کھلی -

کلفی وہ قیض کی چوٹی جو تاج پر لگنے کے مثل استادہ کرتے ہیں مطلب۔ جیسے  
 پھل کو پانی سے نکال کر زمین پر ڈال دو اور وہ تر پنے لگے اس طرح دھرت تر پتے تھے  
 کلفی کہیں پڑی تھی تاج کہیں پڑا تھا کچھ خبر نہ تھی بخود وہ ہوش سے۔  
 ایضاً زمین پر اس طرح تھا شاہ کا حال ہے ہا غلطان جو گویا بے پروا ہے  
 گویا جاسے حرف تشبیہ آتا ہے یعنی جیسے۔ پر کی ہندی ٹیکہ۔ بال پر ندون کے بازو۔  
 مطلب۔ راجہ دھرت رام کے غم میں کلفی اور تاج پھینک کر زمین پر ایسے  
 روٹتے تھے جیسے کوئی ہمارا پروا نہ سنا ہو خاک پر ٹپے۔ یہاں کلفی اور تاج کو  
 ہمارے پروا ہے اور دھرت کو ہمارے بے پروا ہے تشبیہ جو کیونکہ انکا کلفی  
 اور تاج الگ پڑا تھا ایضاً کہتا ہے رام نے با اشکباری ہے کہ ہر  
 کو اسطے ہو گوارا ہے اشکباری آنسو بنانا۔ سوگ ہوا و مچول ماتم ہمیں تو تھا  
 لسانین ہر شہنہ صفحہ، و کیو۔ سوگوار ماتم زوہ۔ سوگوار ہی ماتم زدگی یعنی ماتم۔  
 مطلب۔ رام چند نے باپ کا حال دیکھ کر رو رو کر کہا کہ یہ ماتم زدگی کیسے ہو۔  
 ایضاً جو ہر تفسیر میری وہ عطا ہو ہے بجا لاؤن جو صاحب کی رضا ہو ہے  
 تفسیر کی کہ نام راوی معنی گناہ۔ عبد بخشش کرنا یہاں مراد ہی معنی معاف کرنا۔  
 صاحب یعنی مالک۔ رضا بک۔ اول خوشنودی فرج۔ مطلب۔ اگر میری  
 کچھ تفسیر ہو تو معاف کیجئے جو جناب کی رضا مندی ہو وہ بجا لاؤن ایضاً  
 نہیں ہر کار بکجو افسر و تخت ہے رضا سے والدین جو حاصل نیت ہے درکار  
 ضروری۔ افسر یا شاہی ٹوپی۔ والدین جان باپ۔ پینہ تھیہ جو اسکاٹون  
 شاعر نے غنہ کر ڈالا اور یہ اصلاً جائز نہیں کیونکہ (نون غنہ) وہی ہو سکتا ہے  
 جسکے ماقبل نون علت ہو اور حرف علت وہ ہو جسکے ماقبل کی حرکت  
 اسکے موافق ہو یاے تنگانی کے موافق کمرہ چاہیے اور یہاں وہ نہیں ہے

بلکہ وال پرتخت ہو یہ مسرع صحیح یوں ممکن قراع رضا مان باپ کی ہر حاصل نیت ہو۔  
 حاصل نیت نصیب کا فائدہ مطلب۔ مجھے نہ تاج کی خواہش ہو نہ تخت کی مان  
 باپ کی خوشی میں اپنی سوادت سمجھتا ہوں ایضاً وہی پونیک لڑکا ہں ہر  
 میں ہو رہے ماور پیدر کی جو رضامین ہو ہر گھر بہان مرادو نیاسے ہو۔ ماور مان۔  
 پدر باپ مطلب۔ و نیامین وہی لڑکا خلف اصدق یعنی سپوت ہو جو مان باپ کی  
 رضامندی کا طالب ہے ایضاً ا خدا دلشاد ہو ایسے پسر ہے نہ نہو جو نہ صرف علم  
 پدر سے ہو دلشاد اہم صفت مرکب یعنی خوش۔ پسر بیٹا۔ منحرف گشتہ و بظراف مطلب  
 خدا بھی ایسے لڑکے سے خوش ہو جو باپ کے حکم سے سر تابی نہ کرے ایضاً ا سنی جب  
 رام کی شیرین یہ تقریر ہو اٹھاروے زمین سے شاہ و لکیر بہ شیرین بیٹھی جزیر بیان  
 مرادوی منی فصیح۔ تقریر بات چیت۔ روے زمین زمین کا اوپری پرت۔ دلگیز ڈھا ہوا  
 شاہ و لکیر دسرت سے مراد ہو۔ مطلب جب رام کی ایسی شستہ تقریر دسرت نے سنی  
 تو زمین سے اٹھے اور ہوش میں آئے ایضاً ا جو آیا دیکھنے سے رام کے ہوش ہو۔  
 ہوا باگریہ و ناری ہم آغوش ہو گریہ آنسو بہانا ناری شور و فریاد کرنا۔ آغوش  
 گو وہ ہم آغوش ہونا گلے ملنا مطلب۔ جب رام کو دیکھ کر دسرت ہوش میں آئے  
 تو رونے پینٹے ہوئے رام کر گئے لگایا ایضاً ا اڑیں غم سے نہ تھا یا بارے گفتار بہرہ  
 مانند زگر س خودیدار بہ یار ا طاقت۔ گفتار بولنا۔ زگر س ایک پھول کا نام ہے جو کھلی  
 ہوتی آنکھ کی شکل پر ہوتا ہے اور خزان میں پھولتا ہے جو جھانانا اور بعد دم ہونا۔ و پیرار  
 کو کینا جب غم کی کثرت ہوتی ہے تو گلے سے آواز بہ شکل نکلتی ہے اسے ہندی میں گیسلی  
 بندہ بنا برتے ہیں مطلب۔ جب روتے روتے کثرت غم سے دسرت کی گیسلی  
 بندہ گلئی تو جہاں شش قدر ہو کر گیسلی بانہ حکم رام کا منہ کھٹے لگے اور زبان بند ہو گئی  
 ایضاً ا کہا تب دم سے مان نے یہ مضمون بہ ہر ت سے بکو تقریر سے ہو تو رونے

ہاں سے فرض ہوئی مان یعنی کیٹی والدہ بھرت مضمون در میان میں ڈالی ہوئی  
 چیز اور اصطلاحاً عبارت و مطلب و گفتگو کے گذشتہ۔ افزون افزودن کا اسم مفعول  
 سماجی یعنی زیادہ۔ شعور بطریق تمہید جو۔ مطلب۔ کیٹی بطریق ولد ہی اہم چندر  
 سے کہتے لگی کہ تم مجھے اپنے فرزند سے زیادہ پیارے ہو ایضاً لکھے تھے شاہ نے  
 دو بچھے افزا رہ۔ وقایہ نگار اب جو صفت انکار بہ و قاپورا کرنا صفت باطل مطلب  
 تمہارے باپ نے مجھے دو باتیں مان لینے کا وعدہ کیا تھا اب انکے پورا کرنے میں  
 اٹھین بالکل انکار ہو۔

صفحہ ۴۱۔ اگر دنیا میں چاہو بول بالا بہ بجا لاؤ قریش اور بالا بہ بول بالا ترقی و  
 شہرت و نیکنامی۔ قریشی صبر جو یہاں شاعر نے غلطی سے بجائے اور نظم کیا ہو اگر اس  
 مقام پر وہ عہد کہا جائے تو قح غلط ہو۔ شاہ والا پادشاہ ذی رتبہ یہاں دوسرے  
 مراد جو۔ مطلب۔ اہم اگر دنیا میں اپنی نیکنامی چاہو تو اپنے باپ و دست کا اقرار  
 پیرا کرو ایضاً کہا شاہ دو عالم نے زہے بخت بہ مبارک ہو بھرت کو افسر و تخت بہ  
 دو عالم دین و دنیا شاہ دو عالم اہم چندر سے مراد زہے بخت کیا خوب ہماری نصرت  
 افسر تاج شاہی۔ افسر و تخت مراد ہی معنی راج و مطلب۔ اہم چندر نے کہا میرے  
 نصیب جاگین اگر بھرت پادشاہ ہوں بہت خوب اٹھین کو راج گدڑی با تامل  
 و تیکھے مبارک ہو۔ اصطلاح۔ جب کسی دوست کو کوئی چیز ملے تو بطریق دعا یہ  
 کلمہ کہتے ہیں اور کبھی بطریق تمن ایضاً یہ کہتا شاہ سے نصرت ہونے اہم بہ  
 پڑا دو لقمہ اس شہر میں گھرام بہ شاہ سے مراد و دست۔ دو لقمہ امیر کا گھر گھرام  
 روٹے کا شور یعنی ہاں ہے پختا۔ مطلب۔ کیٹی سے یہ بات کہہ کر اہم چندر اپنے  
 باپ سے نصرت ہونے اور محل میں ہاں ہے پختی ایضاً ہونے ماور سے نصرت  
 اہم جا کر بہ نصرت روٹی گلے مل لکے ماور بہ ماور سے فرض یہاں کو شاہ مطلب۔

پھر اپنی مان یعنی کوشکات سے جا کر دودھ ہوے وہ گئے لگا کر بہت روئی ایضاً ایشاق  
اُسپر ہوئی بس فرقتِ رام بند زمین پر مان گری بے صبر و آرام بند شاق یعنی دشوار  
و سخت ناگوار۔ بس یہاں یعنی استقدار۔ فرقتِ جدائی۔ زمین پر گرنا چھٹڑین کھانا یہ کثرت  
شم کی علامت ہے۔ بے صبر و آرام بقیار۔ مطلب۔ رام کی جدائی کوشکات پر استقدار سخت  
گذری کہ بقیار ہو کر زمین پر چھٹڑین کھانے لگی ایضاً ہوئی بیتاب سینا  
شکے یہ حال بند پریشان صورتِ سنبل کے بال بند بیتاب بے طاقت و بے چین سینا  
شاید اسکی اصل سیر تاج کیونکہ سیر ایک آئے کا نام ہے کہ ہل میں چلا لکے پاس لگایا جاتا ہے  
مشہور ہے کہ ایک خشک سالی میں راجہ جنک اپنے ماتھے سے ہل چلا رہے تھے کہ سیر کے  
ساتھ زمین کے اندر سے ایک لڑکی زندہ نکل آئی اسکو جنک نے سینا نام رکھ لیا۔  
بال پریشان کرنا یہ ماتم میں رسم ہے۔ صورت مثل سنبل ایک خوشبودار گھاس  
سیاہ رنگ اسکی ہندی یا چھڑی اور بعض نہیں راجہ جنک نے ہیں اسے موسے سے  
تشبیہ ہے۔ مطلب۔ جب سینا زوچہ رام نے اپنے شوہر کے بن باس کا حال سنا تو بال  
پریشان کر کے دو ہاتھوں میں لگی ایضاً ہو جینا سے بے رام مشکل بندہ لائی  
تاب ہے جگر گل سنا دل بند تاب لانا صبر کرنا۔ پھر نفتح اول جد کرنا ویکس اول جدائی۔  
عنادل عند لب کی جمع ہے یعنی بلبلیں یہاں سینا ذات واحد ہے اور عنادل صیغہ  
جمع ہے۔ تشبیہ غلط محض و محض غلط ہے۔ مطلب۔ سینا گو یا بلبلیں تھیں یعنی بلبلی تھی اور  
رام گو یا پھول جس طرح بلبلی کو پھول کی جدائی کی تاب نہیں ہوتی اسی طرح سینا  
بھی رام کی جدائی اٹھانہ سکی ایضاً سیا پھر آئی پیش ماور رام بند پریشان ہوے  
زلت عنبرین نام ہے سیا سینا کا دوسرا نام مگر رام کے نزدیک یہ لفظ سینا کا مختلف  
ہے موسے بال۔ زلت لغوی یعنی اسے رات کا حصہ اصطلاحاً وہ بال جو کان کے  
پاس خمدار شکل لام شکے ہوں۔ عنبر ایک قسم کا سیاہ رنگ خوشبودار

موسم چہ آگ میں گیل جاتا ہو۔ عنبرین بین (ین) نسبتی ہو یعنی خوشبو و سیاہ فام رنگ  
 مطلب۔ کو شلا کے پاس سیتا سر کے بال پریشان کیے ہوئے آئی ایضاً  
 ہوئی پابوس خوشدہن ادب سے بہ ہوئی رخصت کی خواران رو کے سب سے بہ  
 پابوس قدم چومنا اور قدم چومنے والا خوشدہن ساس۔ پابوس خوشدہن  
 ترکیب اضافی ساس کے پانٹون چومنے والی۔ خواران مانگنے والا شخص۔ مطلب۔  
 سیتا نے اپنی ساس کے پانٹون چومے اور کو شلا و حاضرین جاسے رو رو کر رام کے  
 ساتھ جانے کی رخصت مانگی ایضاً ہوئی دلگیر خوشدہن یہ سنکر بہ کسا اور  
 راحت دلہا سے مضطربہ دلگیر گلین۔ دلہا سے مضطربہ دل کہ بقیہ ارہون راحت  
 دلہا سے مضطربہ ان سیتا کا لقب۔ مطلب۔ ساس یہ سنکر نہایت گلین ہوئی  
 اور کہا اور سیتا وہ مناسب ہو جو آگے میں کہوں ایضاً ایسا بان بین نہیں  
 عورت کا جو کام بہ نہ کرے باو نا حق رنگ۔ اور نام بہ بر باد تباہ۔ نا حق بے سبب  
 سنگ شرم۔ سنگ و نام آبرو سے خاندانی۔ مطلب۔ جنگل میں عورت کا رہنا بڑا ہی  
 لوگ تیرے خاندان کو بد نام کھینکے آبرو پر پانی پھر جائیگا ایضاً رہو تم پاس  
 میرے بادل شاہد رہے تاخا خا شاہ آبا و بہ خا خا گر ہستی مرادی معنی گھرانا۔  
 شاہ سے مراد اس شعر میں و سرت۔ مطلب۔ اور سیتا تم میرے پاس خوش و خرم  
 رہو تاکہ میری نشانی قائم ہے لڑکانہ سہی ہو پاس سہی ایضاً کہا سیتا  
 اور خوشدہن پاک بہ نہون جانے سے میرے آپ غمناک بہ پاک سے مراد یہاں  
 پاک وہن یعنی نیک بخت۔ غمناک غم میں بھسا ہو شخص۔ مطلب۔ سیتا نے کہا  
 آپ میری جانب سے غم نہ کیجیے ایضاً نہیں بہتر جو اس سے کوئی دولت  
 کرے عورت جو شوہر کی اطاعت بہ عورت وہ بدن جبکا چھپانا شرعاً وجیبہ  
 اور مجازاً یعنی زن شوہر یعنی خاوند۔ اطاعت تا بعد ازی۔ مطلب۔ و تباہ

اس سے بہتر عورت کے واسطے کوئی دولت نہیں کہ اپنے خاوند کی تابعداری میں حاضر رہے **ایضاً** اگر پاکب و ہن شوہر ہوزن سے بہ کمین سایہ جدا ہوتا ہے تن سے بہ رہا نشخ اول رہیدن کا اسم فاعل جماعی چھوٹے والا و من لباس کا کنارہ زن عورت تن بدن مطلب کوئی عورت اپنے خاوند کا ساتھ نہیں چھوڑ دیتی جیسے جسم کا سایہ جسم سے جدا نہیں ہوتا۔ مصرع دوم گو یا پہلے مدرسے کی تشبیہ ہے **ایضاً** انہیں دل کو مرے ہوتا ہر وقت بہ عطا کر خوش دلی سے مج کو نصرت ہوتا ہر وقت جدائی کی برداشت عطا کرنا دیتا۔ خوشدلی رضامندی۔ مطلب بین راح کی جدائی برداشت نہ کر سکنی آپ ہنسی خوشی مجھے نصرت عنایت کیجئے۔ **ایضاً** اخیر بیتا کی سنے شاہ و تھہ بہ ہوا دل میں بہت بیتاب و طاقت بہ عطا یعنی بی طاقت۔ مطلب۔ جب دسرت نے سنا کہ سینا بھی جاتی ہیں تو نہایت چین ہو اور سرتھ کی آخری ہائے مخلوطی ہو طاقت کے ساتھ اسکا تافیہ غلط ہو **ایضاً** لڑایا جانکی کو باغم و آہ بہ کہنا سب اس سے رنج و محنت راہ بہ جانکی نوسوب یہ جنگ پر ہنگے باب اور دمن کا نام ہو مراد سیتا ہے۔ رنج تکلیف یعنی سختی کی آزمائش۔ مطلب۔ روجہ دسرت نے کلیجا تھا کم کر سنا کو بلا کر کہہ کر تھے راہ کی تکلیف اور سفر کی سختی جھیلی جائیگی۔

صفحہ ۲۲ کے ہا سیتا نے خار کلفت و شنت بہ مجھے ہو رہم کے ہمراہ گلگشت بہ خار کلفت کلفت یقین اول کہ دورت اور رنج۔ شنت جنگل۔ بہ راہ ساتھ۔ گلگشت باغ کی سیر۔ خار کلفت استعارہ شعوم صفحہ ۲۔ و کیو یعنی کلفت۔ مطلب۔ سیتا بولی کہ اگر راح کے ساتھ جنگل کی تکلیف کا مانا نہ کر مجھے نصیب ہو تو میں اسے باغ کی سیر سے بہتر سمجھتی ہوں **ایضاً** شہنشاہ نے زین غم سے طے ہا تم بہ ہوئی سیتا نکل کر روم کے ساتھ بہ ہا تم ملنا افسوس کرنا مطلب۔ دسرت افسوس کرتا رہا اور سیتا فوراً روم کے ساتھ

گل کھڑی ہوئی ایضاً وہ نکلے اس طرح دونوں وطن سے یہ کہ خصمت ہوں گل و بیل  
 چین سے یہ وطن رہنے کی جگہ۔ خصمت ہونا جانا۔ چین باغ۔ مطلب۔ رام اور ستیا اور  
 سے اس طرح نکلے جیسے پھول اور بیل خزان میں باغ سے نکل جاتے ہیں یہاں گل کو  
 رام سے اور بیل کو ستیا سے اور وطن کو چین سے تشبیہ میں ہیں ایضاً ہو چھین  
 جب یہ تشکارا رہے ہو اسے رام رہنا ناگوار اور پچھن سنسکرت میں لکشمین ہر جیلے  
 پچھن یعنی عادت نیک رکھنے والا شخص باقی فرسنگ دیکھو۔ تشکارا اظہار ہونے والی  
 چیز۔ ناگوارانا پسند و دیرینم مطلب۔ جب پچھن برادر رام پر یہ بات گئی کہ رام چندر  
 کو بن باس ہو اتو انکو بھی اودھ کار رہنا ناگوار اتو ایضاً ازل سے تھے جو باہم  
 شرط و اقرار ہے ہوا جب وفاتے عہد ناچار ہے ازل جس دن کا آغاز نہو یہاں مراد  
 اُس روز سے جو چین رو چین پیدا ہوئی ہیں۔ باہم آپس میں وفاتے عہد اقرار  
 پورا کرنا۔ ناچار ناچار ضرور بقائد نہو جب راما اتا رہا تو اس وقت سے  
 پچھن اُنکے مددگار بنے تھے اور یہ وقت باہم اسکا اقرار ہو گیا تھا مطلب۔  
 روز نزل جو رام چندر اور پچھن سے اقرار ہوا تھا کہ ہم تم ساتھ رہینگے اسکا پورا  
 کرنا پچھن پر واجب ہوا ایضاً ہوئے پیش پد حاضر ادب سے یہ کیا مروض  
 شاہ جان بلب سے یہ پیش سامنے۔ حاضر موجود۔ ادب قاعدہ۔ مروض عرض  
 کی ہوئی چیز۔ مروض کرنا کسی کم رتیبہ آدمی کا ذی ترسبہ آدمی سے بات بیان  
 کرنا۔ جان بلب جسکے ہونٹوں پر جان ہونی اور ہوا شاہ جان بلب دسرت کا  
 لقب اس واسطے ٹھہرایا کہ اُنکو نہایت رنج تھا۔ مطلب۔ پچھن دسرت کے  
 سامنے سر جھکاٹے حاضر ہونے اور عرض کیا جو آئندہ بیان ہوا ایضاً اُبھے بھی  
 حکم ہوا صاحب گنج نہو کچھ رام کو تاراہ میں رنج یہ حکم مالک کا کہنا گنج خزانہ  
 صاحب گنج مجازاً یعنی بادشاہ یہاں دسرت سے مراد ہے۔ مطلب۔ اوشنشاہ



مجھے بھی حکم دیجیے کہ روم چنار کے ساتھ جاؤں تاکہ انھیں خدشہ کار کی تکلیف نہ ہو اور **ایضاً**  
 برادر کی یہی ہونیک بختی بد رہے پیش برادر وقت سختی پیش برادر بھائی کے  
 ساتھ۔ وقت سختی وقت مشکل مطلب۔ وہی بھائی نیک بخت ہو جو مصیبت میں  
 اپنے بھائی کا شریک ہو اور **ایضاً** سلف سے عالموں نے اور خود رہے کہا ہے  
 قوت بازو برادر بہ سلف نفع تین زمانہ نگہ شدہ۔ عالم جانتے والا یعنی دانندہ خود  
 عقلمند۔ مطلب۔ قدیم زمانے سے لوگ کہتے چلے آتے ہیں کہ ایک بھائی دوسرے  
 بھائی کا مددگار ہوتا ہے۔ قوت بازو مراد می معنی مددگار **ایضاً** غرض  
 چمکن ہونے یہ کہلے رخصت ہے ہوئیں بے نور ہو چشم دسر تھر ہے نور روشنی  
 ہر دو دونوں۔ چشم آنکھ شاعر نے ہر دو چشم دسر کا بے نور ہو جانا  
 اس واسطے کہا ہے کہ آنکھ کے دونوں نظر یعنی دو بیٹے جدا ہوئے ہیں۔ مطلب۔  
 غرض اُدھر چمکن یہ بات کہ مگر رخصت ہوے کہ برادر کا قوت بازو  
 برادر ہے اور اُدھر دسر کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں ہندون کا قول  
 ہے کہ راجہ دسر کی یہ نابینائی دو اندھوں کی بد دعا تھی جکے لڑکے کو جبکانام  
 لائے اور اُدھر دسر نے شکار کے دھوکے مار ڈالا تھا۔ یہاں بھی دسر تھر  
 اور رخصت کا قافیہ غلط ہے **ایضاً** یہ پیش رام آئے شا دچمکن ہے  
 ہوئے یک جا یہ باہم جلوہ افکن ہے یہ پیش کے پاس موحده زائد۔ شا د  
 ہر حال میں خوش۔ باہم آپس میں۔ جلوہ افکن وار د ہونے والا شخص مطلب۔  
 پھر تو چمکن خوش خوش روم کے پاس آئے اور دونوں ایک ہی جگہ رہے۔  
**ایضاً** کہا شد نے سونت پر خرد سے ہے کہ تو آگاہ جو سب نیک و بد ہے  
 پر خرد عقل سے مالا مال یعنی نہایت عقلمند۔ آگاہ خبر دار نیک و بد اور پختہ  
 مطلب۔ دسر نے سونت سے کہا کہ تو مرد جہان دیدہ ہو پس وہ کہ جوہر نیک و بد

کمون ایضاً دکھا کر چار دن بن کا تاشا بہ او در میں پھیر لانا بادا لایا بہ  
 بن خشک - تاشا سیر - پھیر لانا واپس لانا - ولا سا تسلی - مطلب - او سو منت چند  
 روز خشک کی ہو اٹھلا کر ان سب کو او در میں واپس لانا ایضاً وہ لایا رتھ  
 بحکم شاہ دوران بند چڑھا کر لچلا سو بے بیابان بہ رتھ چار پھیون کی گاڑھی آگے  
 رجوارون کی سواری اسی پر ہوتی تھی اور لڑائی میں بھی رتھ جایا کرتا تھا لیکن سہین  
 چارون طرف برپہ لگائے جاتے تھے اور یہ خوب تحقیق ہے کہ رتھ کو گھوڑے کی پیچھے تھے  
 جیسے اب لگی - دوران پھرنے والی خیر مرادی منی زمانہ شاہ دوران سے مراد  
 دمرت - سو بے بیابان خشک کی طرف - مطلب - دمرت کے حکم سے سو منت رتھ  
 لایا اور ہم چند روز وغیرہ کو چڑھا کر خشک کو لچلا - یہاں سے ثابت ہے کہ سو منت نے  
 رتھوانی کی ایضاً ہوئے سب رام کے در پر جزو کل بہ بزرگ خار پکڑا وہن  
 گل بہ در پڑ گیا پیچھے پڑنا - جزو کسی خیر کا نگر - کل سب - جزو کل خرد و بزرگ -  
 بزرگ نسل - وہن گل پھول کی پنکڑی - مطلب - جیسے کانٹا گلاب کے درخت  
 میں پھولوں کی پنکڑیوں سے ملتا رہتا ہے اسی طرح لوگوں نے رام کا دہن پکڑ کر  
 روکا - یہاں خار کو لوگوں کے پیچھے اور وہن گل کو رام کے دہن سے دور  
 کل کو رام سے تشبیہ میں ہیں ایضاً جد اجدم ہونے وہ غیرت باغ بہ  
 دل دمرت نے مکایا لالہ سان داغ بہ غیرت رشک غیرت باغ حسین یہاں  
 رام اور ہم کے ساتھیوں سے غرض ہے - لالہ ایک سرخ رنگ پھول جسکی  
 چارون پنکڑیوں پر چار سیاہ داغ ہوتے ہیں اور انہیوں کے درخت کو بھی  
 کہتے ہیں سان نسل - داغ و جتا - مطلب - جدیم رام و چمن و ستیا جد ا  
 ہو کر صحرا کو چلے تو دمرت کا دل لالے کی طرح غم سے داغدار ہو گیا ایضاً  
 پڑا شہر او در میں شور و شیون بہ چلے ہمراہ گریان مرد اور زن بہ شیون بیاسے

مچھول نامہ و نوحہ و ماتم۔ گریبان اسم حالیہ روتے چلاتے ہوئے مطلب۔ جو جو بیابان  
 میں ایک گھر مچ گیا اور مرد و عورت سب روتے ہوئے پوچھنے سے تھرپٹے  
 ایضاً اور حدیث میں یہ ہوا رونے سے سیلاب بند ہونے پر جا لبالب نہر و تالاب  
 سیل بفتح اول بھیجا۔ آب پانی سیلاب بفتح اول پانی کی بھیجا۔ رونے سے سیلاب  
 ہونا کثرت گریہ سے مراد ہے۔ لبالب ڈونا منہ بھری ہوئی چیز۔ تال جلم رنگ کے پیالے  
 مرادی معنی حوض۔ تالاب دراصل تال آب تھا پانی کا حوض۔ مطلب۔ جو جو بیابان  
 کے لوگ اس قدر رونے کہ سبستی میں جل تمل بھر گئے ایضاً رواق و طاق و  
 منظر کا آڑا رنگ بد ہوا غم سے مشبک سینہ سنگ بد رواق بضم و نیز یکس اول  
 سائبان اور چتیا طاق بنائے خمیدہ اور محراب۔ منظر کی ہندی جھروکا مشبک  
 سوراخ دار سینہ چھاتی سنگ پتھر اکثر ام کے مکان میں آندوخت ہوا کے لیے پتھر کی  
 جالیان کا ٹکڑا لگاتے ہیں پس سینہ سنگ کا مشبک ہونا اسی سے مراد ہے۔ مطلب۔ جو جو  
 وغیرہ کی خدمت سے چتیا اور محراب اور جھروکا سب اُداس دکھائی دیتے تھے اور پتھر کے  
 سخت کلیجے میں بھی غم سے سوراخ پڑ گئے تھے۔ دستور ہے کہ جمین آدمی رہتے  
 ہوں اور وہ ان سے جائین تو وہ مکان نہایت سُونا اور بھیسا نامک  
 معلوم ہوتا ہے۔

صفحہ ۳۴۴۔ زبیں تھے غم سے گریبان صفت و دیوار بد نظر آتے تھے روزن چشم خونبارہ  
 صفت بسین ہلکہ مفتوح چھت۔ روزن مکان کے روشن دان چشم خونبار خون  
 رونے والی آنکھ یہ کثرت گریہ سے مراد ہے۔ مطلب۔ چونکہ تمام در و دیوار غم کی  
 زیادتی سے گویا رو رہے تھے لہذا مکان اور چھت کے روشن دان بدلتی ہوئی  
 آنکھ کی شکل پر تھے ایضاً مکان شاہ کے ہر طاق و منظر پر گریہ تھے  
 گل دیدہ تر بہ پڑا سے۔ گریہ روتا۔ شکل مثل۔ دیدہ تر روتی ہوئی آنکھ۔

مکان شاہ راجہ دھرت کا مکان۔ مطلب۔ طاق و منظر کی شکل گھٹے ہونے کے سبب سے  
 آنکھوں کے مثل تھی مگر کیسی آنکھیں جو روتی ہوئی ہوں ایضاً ہزاروں چشم سے  
 روتا تھا دریا بہہ جناب اسکے ہوے ویدے سراپا بہہ ہزاروں آنکھوں سے رونا  
 نہایت رونا۔ جناب یانی کا بلبلہ۔ ویدہ آنکھ کا ڈھیلہ۔ سراپا بالکل۔ مطلب۔ کوئی  
 دو آنکھوں سے روتا ہو مگر کھا گھر اندی جو او دھکے پاس ہے ہزاروں آنکھوں سے  
 روتی تھی اور ہزاروں آنکھیں اسکی کیا تھیں ہزاروں بلبلے جو اُنہیں اُٹھتے تھے۔  
 ایضاً کیا غم سے سحر نے پیر بہن چاک بہہ اڑائی سر پر اپنے شام نے خاک بہہ  
 سحر صبح۔ پیر بہن لباس۔ چاک پُرزے پُرزے اور شوق۔ سر پر خاک اڑانا اصطلاح  
 کیے کا ماتم کرنا۔ صبح کی پو پھٹنے کی شکل گریبان چاک کرنے کی سی ہے اور شام کو  
 بسبب دھندلا ہونے کے غبار سے تشبیہ ہے۔ مطلب۔ اُمدن پونہ پھٹی تھی بلکہ سحر نے  
 غم جدائی سے اپنا گریبان چاک کیا تھا اور اُمدن سورج نہ ڈوبا تھا بلکہ شام نے  
 گویا ماتم فرقت بین اپنے سر پر تار کی کی خاک اڑائی تھی یعنی شب و روز اندھیر  
 ہو رہا تھا ایضاً جہان گریبان تمنا سب آہ و فغان سے بہہ فرشتے گلستان  
 تھے آسمان سے بہہ جہان سے مراد وہاں اہل جہان۔ فغان صاحب غیثا نے  
 اسکو بضم اول بتایا ہے یعنی فریاد گر۔ رقم کے نزدیک بفتح اول ہے اور اسمین بڑا  
 نکتہ ہے جن الفاظ کے ما قبل الف زیادہ لایا جاتا ہے تو اُنکے شروع کی وہی حرکت  
 اُنکے ما قبل کو دیکھتی ہے جیسے سکندر سے اسکندر و شتر سے اشتر و فلاطون سے  
 افلاطون پس اس صورت میں اگر لفظ فغان پر الف بڑھایا جائے تو  
 افغان بضم اول چاہیے اور ایسا نہیں ہے بلکہ خود غیثا نے امدین نے  
 افغان کو بفتح اول لکھا ہے اسلئے محقق ہے کہ فغان بفتح اول ہے۔ فرشتہ کبیرین  
 اسکی اصل فرستہ بنین مملہ اور اسکی اصل فرستادہ بیجا ہوا شخص اور

صاحب سراج اسکی اصل پرستہ بنتین بتاتے ہیں یعنی عبادت کنندہ پرستیدان کا مشتق  
مگر ٹولف کے نزدیک قول اول صحیح ہے کیونکہ پرستہ ظاہر پرستیدہ اسم مفعول کا مخفف  
معلوم ہوتا ہے اور سراج میں یعنی فاعل ہے اصطلاحاً وہ خلقت نورجی کہ جو نہ مرد ہیں نہ  
عورت انکا کھانا ذکر خدا ہے اور خدا کی طرف سے رسولوں کے پاس آتے تھے گلغشتان  
پھول برسانے والے مطلب۔ تمام جہان کے لوگ دایا کر رہتے تھے لیکن فرشتے  
نہایت خوشی سے گلغشتان تھے کہ شیاطین یعنی راون وغیرہ اب نیست و نابود  
ہونگے **ایضاً** نہ کھولی آنکھ ایسی شہرت کی بندہ یکایک جبکہ چھوٹے و دونوں  
فرزند بہ شہ سے مراد راجہ دسرت۔ آنکھ بند کرنے سے یہاں مراد راجہ دسرت کا اندھا  
ہو جانا۔ یکایک اکیبارگی۔ مطلب۔ جب دفعہ رام چتر روچین راجہ دسرت سے  
جدا ہوئے تو پھر وہ روتے روتے اندھے ہو گئے **ایضاً** زمین پر شاہ تھا  
اس طرح بیتاب ہے کہ ہر جس طرح سے آتش پر سیما بے بیتاب بقیہ رہا۔  
آتش آگ سیما پارہ۔ مطلب۔ دسرت غم سے ایسے تڑپتے تھے جیسے آگ پر  
دھرنے سے پارہ بقیہ رہتا ہے **ایضاً** فزون سے ہر گھڑی در دو غم وآہ بہ بے  
نخت جگر کشوں کے ہمراہ بہ فزون زیادہ سخت جگر کلچے کے ٹکڑے اشک نہتو۔  
مطلب۔ در دو غم ساعت بساعت بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ دسرت کے  
کلچے کے ٹکڑے آنسوؤں کے ساتھ بہنے لگے۔ یہ کثرت غم سے مراد ہے یا یہ معنی کہ  
دسرت کے سخت جگر یعنی فرزند آنکھوں کے سامنے سے آنسوؤں کی طرح روانہ ہوتا  
ہو گئے **ایضاً** لہو تھا ہر بن قمرگان سے جاری ہے پسند آنکھوں کو آئی اشکباری  
بن بضم اول جڑ۔ قرہ کی ہندی برنی اور اسکی جمع قمرگان۔ اشکباری نہایت  
رونا۔ مطلب۔ آنسوؤں کے بدلے آخر کو آنکھوں سے خون بہنے لگا اور راجہ دسرت کو  
سوے رونے کے اور کچھ کام نہ تھا **ایضاً** او وہ بین ذراغ نالان بن بین بسلی ہے

آگے کانٹے یہاں بھولے وہاں گل پہنوزنغ کو۔ نالان چلانے والا۔ لیل کے بعد نالان کا  
 لفظ مقدر ہے۔ یہاں سے مراد اوجو دھیا پوری۔ وہاں سے مراد جنگل اس شعر میں  
 صنوت لعل و نشر مرتب ہو لعل و نشر لعل کے معنی لہٹنا اور نشر کے معنی پھیلانا  
 اور اصطلاحاً وہ صنوت کہ اول چند چیزوں کو مفصل یا مجمل ذکر کرے اسکے بعد چیت  
 چیزیں اور بیان کرے کہ پہلی چیزوں سے نسبت رکھتی ہوں مگر اس طرح کہ ہر ایک  
 کی نسبت اپنے منسوب الیہ سے لجانے اسکی دو تیناں ہیں اول لعل و نشر مرتب  
 اسکا نشر اپنے لعل کے موافق ہوتا ہے اور کچھ بھی اسمیں الٹ پھیر نہیں ہوتا جیسے  
 میر شمسک صاحب سے لب و چشم کا جسکو بیجا دیکھا ہے کئی بار پوچھا کئی بار دیکھا ہے  
 یہاں لب کے موافق پوچھنا اور چشم کے موافق دیکھنا علی الترتیب ہے اور کبھی ایک  
 لعل کی نشر کو پھر لعل بنا کر پھر نشر اسکا لاتے ہیں اور ایسے کئی دورے ہو کر تین  
 ہیاں کا میں بھی صنوت آئی جیسے ایں ہلاہل مدح ہرے سویت شیا م  
 رت نار بہ جیت مٹ جھک جھک پرت جو نھر جتوت اکبار بہ این آب جیات  
 وہ سویت یعنی سفید ہے اور جلاتا ہے۔ ہلاہل زہر وہ شیا م یعنی سیاہ ہے اور  
 مارڈالتا ہے۔ مدح شراب وہ رت نار یعنی سرخ ہے اور جھکا جھکا دیتی ہے پس  
 معشوق کی آنکھ کی سفیدی امین اور اسکی سیاہ پتلی ہلاہل اور اسکے آنکھوں کے  
 لال ڈورے مدح ہیں۔ دوسرے لعل و نشر غیر مرتب اسمیں لعل کے  
 موافق نشر نہیں ہوتا بلکہ اسکی ترتیب میں بقابلہ لعل اختلاف ہو کر تین  
 جیسے مولف کا شعر روتے پیٹے مرے ماتم میں وہ اتنا عرق نہ  
 ہاتھ کی منھدی چھٹی آنکھ کا سہرا چھوٹا بہ روتے کے موافق ہاتھ کی منھدی کا  
 چھوٹا اور پیٹے کے موافق آنکھ کے سہرے کا چھوٹا نہیں یعنی الٹ پلٹ  
 ہو گیا ہے یہی ترتیب میں اختلاف ہے۔ کو توں کا کثرت سے بولنا اورانی

نشر

نشر

نشر

کی پہچان ہو۔ کوئی یہ نتیجے کے ذراغ کو دھرت سے تشبیہ ہو۔ بلبل کا چمکنا آمد بہا ر کی  
 علامت ہو کوئی یہ نتیجے کہ بلبل کو رام سے تشبیہ ہو۔ مطلب۔ وجود حیا پوری میں  
 رام کی جدائی سے کوسے بول گئے تھے اور جنگل میں رام کے جانے سے گویا بہا ر آئی تھی  
 اور دھارستان ہو گیا تھا اور جنگل گاستان یعنی شہر وجود حیا ویران تھا اور  
 بن آباد **۱۱** اے جسد م اودھ سے رام و بھجن بید گرا لٹکا میں سر سے تلخ راون پتہ  
 لکھا فرہنگ دیکھو راون رونے سے منسوب یعنی لوگوں کا رولانے والا یعنی ستانے والا  
 باقی فرہنگ دیکھو۔ مطلب۔ ہندوؤں کے عقائد میں جب رام اور بھجن اودھ سے  
 چلے تو خود بخود راون کے سر سے تلخ شاہی گر پڑا اسکی مراد یہ تھی کہ تو یا مال کیا جاگا  
**۱۲** اے ہوئی بید اور گرو پدش گونی پد و کھائی نیک بختی نے زبونی بید بید اور  
 خالم بیان مراد راون سے ہریش گون اسکی اصل شگن فہمیتین ہر فال لینا اور اصل  
 یہ ہندی لفظ ہے بین ہملہ (سویے تلفظ واو) یعنی خوب و بہتر جیسے سو پھل اور  
 رگن (یعنی کاف فارسی یعنی اثر سے مرکب ہو۔ پدش گونی بد خالی۔ زبونی رشتی و  
 بد بختی۔ مطلب۔ راون کو تاج گرنے کے سبب سے گویا بدش گونی ہوئی اور چلے دیا  
 بد بختی سے اور اقبال شاہی اوبار سے بدل گیا یعنی اس کے نصیب چھوٹ گئے۔  
**۱۳** اے ہوئے جہاں پر اور رام جا کر پتہ ہوئے شب باش مردوزن و مان پتہ  
 وارو اترنے والا اور پہنچنے والا شب باش رات کو رہنے والا۔ مطلب۔ جہاں  
 رام چند پہلی منزل میں پہنچے اسی مقام پر سب اودھ کے لوگ رات بھر  
 رہے **۱۴** اے شفی رام نے کی سبکی اُس جا پتہ کہا ہر ایک سے دیکر دلا سا  
 شفی شفا دینا مراد سی معنی نسلی۔ مطلب۔ رام چند نے سب کو سمجھایا بھجا یا  
 اور آسنو پونچھے اور دلا سا دیکر وہ کہا جو آئندہ شمس میں ہو **۱۵** اے  
 سو خسانہ ہو تم سب رونق افروز ہو نہ شو و شرف صومبت میں غم اندوز ہو نہ

رواقی افزوزنیت بڑھانے والا یعنی آنے جانے والا۔ وشت جنگل۔ صورت سختی و  
 دشواری۔ غم اندوز غم اٹھا کرنے والا یعنی شریک غم۔ مطلب۔ تم سب اپنے اپنے  
 گھروں کو لوٹ جاؤ اور تکلیف و مصیبت کے جنگل میں میرے ساتھ غم نہ چھیلو۔  
**ایضاً** دو وہ میں تم رہو بادشاہی بہ ذکر و عیش و طرب سے زندگانی بہ  
 شاہدانی خوش رہنا۔ زندگانی فرید علیہ زندگی۔ مطلب۔ تم لوگ اچوہیا میں نہیں  
 خوشی سے رہو اور چین سے زندگی بسر کرو **ایضاً** سفر میں رنج ہو اندوہ و غم  
 ہو بہ وطن کا چھوٹنا یا روستم ہو بہ اندوہ غم آئندہ۔ ستم ہو محاورہ بڑی بڑی  
 بات ہو۔ مطلب۔ اچوہیا و سفر میں نہایت تکلیف ہوتی ہو درحقیقت  
 غریب الوطنی بڑی آفت ہو **ایضاً** نہ کہلائے خدا رنج غریبی بہ کہ جو رہنا  
 وطن کا خوش نصیبی بہ رنج تکلیف۔ غریبی مسافرت۔ مطلب۔ خدا کسی پر  
 سفر کی تکلیف نہ ڈالے وہ شخص بڑا خوش نصیب ہو جسکی عمر وطن ہی میں گئے۔  
**ایضاً** شہ کونین نے کی جب یہ تقریر بہ ہونے پیر و جوان سب سننے  
 و لگے یہ شہ کونین سے مراد رام چندر۔ پیر و جوان چھوٹے بڑے۔ مطلب۔  
 جب رام چندر نے اس طرح سمجھایا بھجایا تو سب چھوٹے بڑے اور  
 گہرام مچانے لگے۔

صفحہ ۴۴۷۔ فراق رام کی کب تھی انہیں تاب بہ رہے غم سے پریشان بیخوڑ و خوب  
 فراق جدائی۔ تاب طاقت۔ پریشان پرانگندہ بیخوڑ و خوب بھوکا پیاسا جاگتا ہوا  
 شخص یہ کثرت غم کی علامت ہو مطلب۔ رام کی جدائی کی بجلا ان لوگوں کو کب  
 برداشت تھی غم کے سبب سے نہ کسی نے کچھ کمایا نہ کوئی سویا رات یونہی کاٹ دی  
**ایضاً** سچتم لطف دیکھا رام نے جب بہ مری وقت میں نالان خلق ہو بہ  
 چشم لطف مہربانی کی نظر۔ فرقت جدائی۔ خلق پیدا ہونے لوگ۔



مطلب جب۔ ام چند نے از روئے تہرانی غور کیا کہ میری جدائی میں سب خلق اشتر  
تباہ ہو نو وہ کیا جو آئندہ ہر ایضاً مری وقت انہیں چونا گوارا ہے  
ربان کی اپنی قدرت آشکارا ہے قدرت طاقت یہاں مراد حکمت ربانی۔  
اشکارا اظہار مطلب جب رام سوچے کہ لوگوں کو میری جدائی مشافی ہو  
تو اس وقت اپنی قدرت نہائی کی ایضاً ہوئے غافل جوان و پیر کو دک ہے  
انقا و لفظ شب جب وہ ہوئے حاکم ہے غافل انہیں۔ کہ وہ کم ہوش لڑکا۔  
شب بمعنی رات۔ حاکم جمیل ڈالنا اور ست جانا مطلب جب لوگ سو گئے  
اور تارے ڈھل گئے تو وہ ہوا جو آئندہ شعریں ہر لفظ شب سے یہاں  
غرض شین اور باے موجدہ نہیں بلکہ گویا شب کو لفظ کے ساتھ استعارہ  
کیا ہے یعنی شب کیا تھی گویا ایک لفظ تھا اس لفظ کے نقطے منت گئے  
یعنی تارے جاتے رہے پس صبح ہو گئی۔ یہاں تاروں کو نقطوں سے تشبیہ  
ایضاً وہاں سے تب سوئت و رام و چمن ہے ہوئے سوے بیابان  
جلوہ افکن ہے سوہن بیابان دشوار گزار جنگ۔ جلوہ افکن مراد ہی منی جانور ہے  
مطلب۔ قریب صبح سوئت اور رام اور چمن اور ستیاسب ساتھیوں کو  
سوتا ہوا چھوڑ کر جنگ کو چلے دیے ایضاً قریب میر پڑ پونچے شتابی ہے  
یہاں وقت سحر آئی خرابی بہ شتابی جھٹ پٹ۔ وقت سحر ٹرکے۔ خرابی تباہی  
سرنگ میر پور ایک چھوٹا سا گاؤں فی الحال فیض آباد سے جانب جنوب دو تین میل  
پر ضلع پرتاب گڑھ میں متصل سلون موجود و آباد ہے اور بعض لوگ اسے پیر پور  
یہاں موجدہ وہاں تختانی مجھوں صبح جانتے ہیں مطلب۔ چاروں شخص کو بچ کر کے  
جھٹ پٹ سرنگ میر پور کے پاس پہنچے اور آدھر کا حال سننے کہ جو لوگ  
رام چند کو پہنچانے آئے تھے اور سوتے رہ گئے تھے آہ صبح کو قیامت ٹوٹی

میسا آئینہ بیان ہوا ایضاً ہوئے سب عاشقانِ رام بیدار رہے ہوئے سب نشا  
 نعلت سے ہتھیار رہے عاشقِ خوبصورت کا چاہنے والا بہمان مراد در دند سے ہے۔ بیدار  
 بلنگے والا۔ نشہ قبول صاحبِ خیالات بصورت و وزن پشہ و وہیوشی کہ شراب و  
 باگ کے استعمال سے پیدا ہو اور موالف کے نزدیک اسکی اصل نشوۃ جو از رو سے  
 تخلیل و اوالف سے بدل گیا اور شاہ ہو گیا۔ نشا غفلت استتارہ یعنی غفلت  
 مطلب۔ جب رام کے دوستوں کے سر سے غفلت کا نشا اتر گیا اور ہوشیار  
 ہوئے یعنی جاگے تو وہ ہوا جو آئینہ شمر میں ہوا ایضاً بنا یا کچھ نشان  
 رام و کچھن بندہ دل و جان سے نظر آتے تھے وہ تن بہ نشان پتا۔ وہ تن سے  
 مراد رام و کچھن و ستیا۔ جان کے بعد (سے بیاسے ہولہ) حرف تشبیہ جمع ہے  
 یعنی مشل۔ ظاہر ہے کہ دل اور جان ہمیشہ آنکھ سے چھپے رہتے ہیں۔ مطلب۔  
 جب لوگ جاگے تو آنکھا کچھ کمونج بھی نہ پایا گو یا رام وغیرہ مثل دل اور  
 بان کے استھین سمجھ پڑنے تھے یعنی نظرون سے پوشیدہ ہو گئے ایضاً  
 دو ان صحرا میں تھے یوں بادل زار بہ براسے مہرہ پیکل جس طرح مار بندہ دو ان  
 دوڑنے والا۔ مہرہ کی ہندی شکار ہے ایک قسم کا پتھر جس سے سانپ کا  
 ڈنسا ہوا اچھا ہو جاتا ہے یعنی زہر مہرہ اور زہر مشہور ہے کہ شب کو سانپ اپنے  
 منہ سے ایک گولی سی اگل دیتا ہے اور اسی گولی کی روشنی میں پھرتا ہے اسکو  
 ہندی میں مین من کہتے ہیں یہاں وہی مقصود ہے مار سانپ۔ مطلب۔  
 لوگ رام وغیرہ کی تلاش میں تنگل تنگل اس طرح پریشان پھرتے تھے  
 جیسے سانپ اپنا من رکھ کر دوڑتا پھرتا ہوا ایضاً بیابان میں تھے  
 یوں ہر سمت پویان بند پیاسا جس طرح ہو آب جو یان بند ہر سمت  
 ہر طرف پویان پوئیدن کا اسم حالیہ دوڑتے ہوئے پیاسا فی زمانہ

سیسے مخلوط اتلفظ ہوجیسے آتش سے نہ تو بھوکے ہی ہوئے تھے نہ تو پیاسے پیدا ہوئے۔  
 ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا ہونے جو یاں جو میدان کا اسم فاعل مسامی  
 ڈھونڈنے والا شخص۔ مطلب۔ جنگل میں لوگ رہ چندر کو اس طرح ڈھونڈتے تھے  
 جیسے پیاسا پانی تلاش کرے **ایضاً** بزنیانھا کوئی صحرا میں غمناک ہے۔  
 مثال ماہی دریا میں خاک ہے غمناک غم بہن بھرا ہوا شخص۔ مثال مانند۔ ماہی  
 مچھلی۔ سرخاک زمین پر۔ مطلب۔ جیسے دریا کی مچھلی خشکی میں لاسے ٹرتی ہے  
 اس طرح غم رسیدہ لوگ جنگل میں بھرا تھے **ایضاً** فراق سرودین کوئی  
 لب جو ہے برنگ فاختہ کرتا تھا کو کو ہے فراق جدائی۔ سرودیک چوٹی دار وخت  
 کا نام کہ اسے قد آور مرد جوان سے تشبیہ ہے کہ شربانی کے کنارے اگتا ہے۔  
 لب جو ندی کا کنارہ۔ برنگ شل۔ فاختہ ایک طائر کا نام جسکی ہنسی  
 پندر کی ہے یہ اور قمری دونوں چیزیاں سرود کی عاشق مشہور ہیں کو کو یہ فاختہ  
 کی بولی ہے اسکے لفظی معنی کہان کہان۔ مطلب۔ کوئی شخص رام کی جدائی  
 میں ندی کے کنارے فاختہ کی طرح غل مچاتا تھا کہ اور رام کو کہان ہے۔  
 یہاں رام کو سرود سے تشبیہ ہے **ایضاً** تلاش گل میں گریان شکل بلبل ہے  
 میان وخت کرتا تھا کوئی غل ہے تلاش ڈھونڈنا۔ گل پھول۔ گریان  
 رونے والا اگر بچا ہے اسکے نالان ہوتا تو خوب تھا کیونکہ طائر کا آہنہ بہانا  
 خلافت عادت۔ میان بیچ۔ وخت جنگل۔ غل شور مچانا۔ مطلب۔ کوئی  
 بلبل کی طرح اپنے گل یعنی رام کی تلاش میں نالان تھا **ایضاً**  
 نہ آئے جب نظر وہ غیرت گل ہے ہوئے آوارہ شکل نکست گل ہے غیرت گل  
 پھول کا رنگ دیتے والا شخص مراد ہی معنی خوبصورت اور یہاں رام  
 وغیرہ سے غرض ہے۔ آوارہ تباہ و پریشان۔ شکل مشل۔ نکست

بجا ف عربی خوشبو جو ہوا میں ملی ہو اور اسی سبب سے وہ پھیلی ہوئی رہتی ہے جہاں  
 جہاں ہوا جاتی ہے نکلت بھی جاتی ہے یہ لفظ عربی ہے اور رام کے اجاب سے تشبیہ ہے  
 مطلب جب رام چندر وغیرہ نہ ت تو ان کے اجاب نکلت کی طرح تمام  
 جنگل میں آوارہ و پریشان پھرتے ہیں نکلت کی آوارگی جیسی اور پریشان کی  
 مشہور ہے **ایضاً** خراب و خستہ و غمگین و منظر بہ پھرے سوے او و ح  
 با دیدہ ترہ خراب تباہ شخص خستہ کھائے مردی غمی غمگین و پریشان منظر  
 بقرار۔ با دیدہ تر و نے ہوئے مطلب سب لوگ بجا است تباہی و غمگینی و  
 بقراری رام چندر کو تو دھونڈو دھاڑو کر رہتے ہوئے اجمو و ہیا کی طرت پلست  
**چلے ایضاً** ہوئے داخل اور ہمیں بادل زار پلستے وعدے پہ کر سنے  
 ازیت ناچار ہوئے داخل گھستے و اٹھتے۔ وعدے سے مراد رام چندر کا وعدہ کہ  
 انھوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ ہم چو لوہ برس بعد او و ہمیں آئیں گے طاہر ا  
 معلوم ہوتا ہے کہ چتر کوٹ تک لوگوں نے رام چندر کا پچھا کیا پھر واپس آئے  
 اور یہ مقام الہ آباد سے تین منزل پر جانب جنوب آباد ہے۔ ازیت زندگی مطلب  
 آخر کو سب لوگ غمگین ہو کر اجمو و ہیا میں پہنچ گئے اور رام کے وعدے پر  
 دن کاٹنے لگے **ایضاً** اب سائے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے وہ دعویٰ  
 نہ کرے یہ کہ مرے سخن میں زبان ہے پیر و جوان سے غرض دنیا کے سب  
 لوگ۔ دعویٰ خواہش کرنا۔ سخن میں زبان ہونا مراد ہی معنی شاعر و اہل زبان  
 ہونا مطلب۔ جو شاعر میری ملاقات کو آئے تو ہرگز میرے مقابلہ پر پہنچنے  
 نہ کرے کہ میں شاعر ہوں ورنہ اسکی کرکری ہو جائیگی **ایضاً** میں حضرت  
 سودا کو سننا بولتے یار و بند ہندو سے اشد یہ کیا نظم بیان ہے حضرت  
 سودا سے مراد خود سودا۔ میں کے بعد علامت قاعلی یعنی (نے) مقدر ہے۔

یہ پڑانا سگہ ہے اب کس سال باہر ہو۔ اللہ سے اللہ قدیم مجاورہ اب فقط اللہ اللہ  
 ہوتے ہیں کلید تحسین یعنی کیا خوب۔ نظم بند و بست یہاں نشست الفاظ سے  
 مراد ہے اور نیز یعنی کلام موزون ہو سکتا ہے۔ مطلب۔ میں نے بیان سودا کے  
 شعر سے ہیں انکی بندش کا کیا کننا سبحان اللہ۔ یا اس طرح۔ مطلب۔ میں نے  
 سودا کی شاعری دیکھی ہے سبحان اللہ یہ بیان جو نظم ہو اسکا کیا کننا۔ کبھی شاعر  
 اپنے کو شخص غیر فرض کر کے بھی کلام کرتے ہیں جیسے نظیری نیشاپوری کا شعر  
 نظیری را پمخل بر دم امروز و غضب کر دم بہ مرار سو اسے عالم سانس  
 چشم گریہ آلودش ہے۔

صفحہ ۴۵۔ اتنا میں کیا عرض کہ فرمائیے حضرت ہے آرام سے کہنے کی کوئی طرح  
 بہان ہے ہے یہاں بھی میں کے بعد وہی عیب ہے جو شعر صدر میں بیان کیا  
 طرح مسکن الاوسط بنا و عمارت و طریقہ۔ یہاں سے مراد دنیا مطلب۔ میں نے  
 سودا سے کہا کہ یا حضرت یہ تو کہیے کہ دنیا میں چین سے زندگی بسر ہونے کی بھی  
 کوئی صورت ہے یا نہیں ایضاً اسکر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا ہے اس  
 امر میں قاصر تو فرشتوں کی زبان ہے ہے خاموش چکا آدمی۔ امر حکم و کار و سخن  
 قاصر کی کرنے والی چیز اور رہ جانے والی۔ فرشتہ خلقت نوری اسکی تحقیق اوپر  
 ہو چکی مطلب۔ سودا نے جواب دیا کہ بس میں چپ رہیے اگر فرشتے بھی یہ امر  
 بیان کرنے لگیں تو گو گنگے ہو جائیں ایضاً کیا کیا میں بتاؤں کہ زمانے کی  
 کئی شکل ہے جو وہ معاش اپنی سوچ کا یہ بیان ہے کہ زمانہ وقت یہاں مراد  
 اہل زمانہ سے ہے۔ کئی شکل طرح بہ طرح۔ وجہ سبب۔ معاش جاے پیش مراد ہی  
 سنی روزی مطلب۔ میں آپ سے کیا کہوں کہ دنیا اور رون کی کئی طرح سے روزی  
 چلتی ہے اسکا بیان سنئے ایضاً انکو نہ لے اگر تو کہی کہتے ہیں کیسی ہے سخا کا

پھر عالم بالا پر نشان ہو رہے بجائے لیکر نکال باہر۔ عالم بالا پر تخواہ ہونی اصطلاح  
تخواہ نہ ملتی اور مطلب پورا ہونے کو کہتے ہیں مطلب۔ اگر گھوڑا لپکے سواروں میں  
لو کر ہی کر تو تخواہ ندارد ایضاً گزرتے ہو سد ایوانِ عفت و دانہ کی خاطر ہنر  
جو گھر میں تو سپر نہیں کے بیان ہو یہ گزرتے ہو متروک گذرتی ہر شخص۔ عفت جانور  
چارہ۔ بیان کے معنی گھر اپنا مان اس محل پر درست ہو۔ خاطر وایتا ہنر  
تلوار یہ لفظ مرکب ہو ششم یعنی نافرین و شہر و زندہ معروف سے چونکہ ہنگامی نافرین  
ہوتی ہو لہذا یہ نام پایا۔ سپر ڈھال مطلب۔ گھوڑے کے دہانے چارہ سے  
کے واسطے اس طرح اوقات گنتی ہو کہ اگر تلوار اپنے پاس ہو جو ہو تو زحالی  
نیچے کے گھر گھر پڑی ہو ایضاً ثابت ہو جو دگلا تو نہیں ہوتے ہیں کچھ حال  
تیروں میں ہو پر گیری تو بے چلہ کمان ہو یہ ثابت مضبوط۔ دگلا و روی کا  
انگڑ کھا۔ موزہ گھٹنوں تک جو تار پر گیری تیر کا شہر وہ چند پر جو ابھرنے  
کے واسطے سو فار کے پاس تیر پہن لگاتے ہیں۔ چلہ وہ رووہ چہر تیر کا سو فار  
رکھ کر چٹکی سے کھینچتے ہیں۔ کچھ حال نہونا محاورہ کم فوت و کم بیان ہونا اور  
بوسیدہ اور خراب ہونا مطلب۔ اگر دگلا ثابت ہو تو موزہ بوسیدہ  
اور تیروں میں شہر ہو تو کمان پر چلہ ندارد ایک چیز ہو تو دوسری نہیں  
غرض سواروں کا یہ حال ہو ایضاً کتا جو تیرے غائب کو ہر وقت سے  
جا کر رہے بیوی نے تو کچھ کھا پایا ہوا فاقے سے میان ہو یہ تقریباً بیس۔ غرہ بضم  
غین بجز پیشانی اور نینے کی پیشانی یعنی پہلی تاریخ۔ مراد پر گھنے والا  
مراد ہی معنی مہاجن۔ فاقے کی ہندی آپاس۔ میان شوہراور کہیں  
ملازم و غلام اپنے آقا کو ہی میان بولتے ہیں مطلب۔ مہینے کی پہلی تاریخ  
سائیس مہاجن سے قرض مانگنے جاتا ہو اور گند کی عمرت بیان کرنا ہو

مصرع دوم سائیس کا مقولہ ہے **ایضاً** یعنی شکے دیا کچھ تو ہوئی عید و گرنہ ہے۔  
 سوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہو، یہ سوال رمضان کے بعد کا مہینا اسیلی  
 پہلی تاریخ عید الفطر ہوتی ہے۔ رمضان بقیعین وہ مہینا جس میں اہل اسلام پر  
 روزہ رکھنا واجب ہے روزے کی برکت کے سبب اس کو ماہ مبارک کہتے ہیں مطلب  
 اگر مہاجن نے سائیس کے ماتھوں کچھ بھیجا تو خیر صبح سے گھر میں عید ہو گئی اور جو  
 اتنے نکاسا جو اب ویدیا تو عید کا مہینا بھی ہیں دنوں عیش ہوتا جو ماہ رمضان  
 کی طرح فخر و فاقہ میں کٹ گیا **ایضاً** اس رنج سے جب چڑھ گئے چھینٹیل  
 مہینے یہ تنخواہ کا پھر پٹنا تو اس شکل سے یاں ہے یہ شکل یعنی طرح مطلب۔ اس  
 طرح فخر و فاقہ میں تین برس کی تنخواہ چڑھ جاتی ہے تو آخر مہینہ اس طرح کچھ  
 تھوڑی بہت بٹی ہے جیسا کہ آگے بیان ہے **ایضاً** لیتے ہیں باہر روٹی  
 رہا تو دو ماہہ بھنگ و حونس دھڑکے کی تھین تاب و توان ہے یہ روٹی  
 روسیاہی کا مخف ہے یعنی شامت۔ دو ماہہ دو مہینے کی تنخواہ۔ تک بضم اول  
 ٹھوڑا محاورہ قدیم اب اس مقام پر ذرا بولتے ہیں۔ و حونس و حکمانا و حرکا  
 مشد و بروزن تیرا دھئی دیکر بیٹھنا محاورہ قدیم اب بے تشدید بروزن بھرنا  
 بولتے ہیں یعنی دھر لینا وہی قید کرنا اور گرفتار کرنا ٹھہرا گنوار لوگ اسکو دھنا  
 بے اس ہملہ و تشدید نون بولتے ہیں۔ تاب و توان طاقت۔ مطلب جنگو  
 و حکمانے اور دھرنا بیٹھنے کی عادت منجھی ہوئی ہے وہ بہ کمال فصیحی و حرنا  
 بیٹھکر اور اپنی جان دینے کی دھمکی دیکر تنخواہ وصول کر لیتے ہیں مگر تین برس  
 چڑھکر وہی مہینے کی تنخواہ ملتی ہے اور پھر ۴ مہینے چڑھتے رہتے ہیں۔  
**ایضاً** تاجروان دے ہو تو سنہ روزہ کے اسکا کہتے ہیں کہ خاموش  
 مسلمانی کہاں ہے یہ تاجروکتب میں لڑکے پڑھائے اور مسجد میں اذان بھی

وسے۔ اذان وہ چند بگیرین کہ قبل از نماز چلا کر پڑھتے ہیں تاکہ اور نمازی آگاہ ہو کر نماز پڑھتے آئیں۔ مؤذن ناگسال یا ہر بند کرنا صحیح۔ مسلمان یعنی اسلام۔ وہ ہے جو غلط و بتا ہو صحیح۔ مطلب۔ اگر مؤذن اذان دیتا ہو تو لوگ اسکا منہ بند کر کے کہتے ہیں کہ چپ بھی رہ کہین اسلام کا نام و نشان بھی باقی ہو تو ناحق چلاتا ہو ایضاً لے لے کے ہو گدھا اٹھ رہے گھر میں خدا کے بندے نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہو بہ ریگستا بیاباے مجہول و کاف تازی گدھے کی بولی کو کہتے ہیں جیسے گھوڑے کی بولی کو ہنسانا۔ خدا کا گھر مراد ہی منی مسجد۔ ذکر تعریف۔ خدا بیان کرنا صلوات بفتوحین صلوات کی جمع یعنی نماز فارسیوں نے اسکے لام کو جیسا اس شعر میں ہو ساکن بھی استعمال کیا ہو۔ مطلب۔ اب اسلام پر بتا ہی چھائی ہو مسجد و نین نہ خدا کا ذکر نہ نمازین نہ سجدہ نہ اذان بلکہ اسکے عوض دن رات و نمان گدھے بول رہے ہیں سجدین کیا گیا یا خرگاہین ہو گئین ایضاً اور وہ جو ہیں کمزور سودان آنکے بیٹھے بد رستے کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکان ہو کمزور تانوان اور کنگال آدمی۔ مطلب۔ جن سواروں کو کچھ طاقت تھی انھوں نے دھرنے اور دھکی سے تنخواہ کچھ نہ کچھ لے لی اور جو انین غریب ہیں انھوں نے یہ تدبیر کی کہ شاہراہ کی دکانوں میں بیٹھ رہے اس مراد سے جو آئندہ بیان ہو ایضاً اٹھ اٹھ کے دکھاتے ہیں انھیں حال وہ اپنا بد در پلہ رو اس عہد میں جو خسرو دکلان ہو بد در بار رو در بار میں جانے والا اسے درباری بھی کہتے ہیں مراد ہی منی ہیماں امر اس عہد زمانہ۔ خسرو دکلان چھوٹے بڑے مراد ہی منی سب۔ مطلب۔ جب کمر تیر یا ذی تربہ درباری اس شاہراہ پر ہو کر نکلے تو وہ بیچارے سوار اور اٹھ اٹھ کر اپنا پٹا حال دکھاتے ہیں کہ شاہراہ میں انھیں کے روئے پٹے سے



سخاوت کی نکاحی ہو **ایضاً** یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے بے اس سچ سے رسا کا  
 رسالہ ہی روان ہو نہ بعد لفظ پالکی کے (مقدر ہو۔ سچ وضع و طریقہ رسالہ سواروں کا  
 لشکر۔ رسالے کا رسالہ محاورہ بالکل رسالہ۔ روان روانہ۔ مطلب۔ اگر شاہزادہ کی  
 ڈکانوں پر چھٹنے سے بھی کچھ مطلب نہ نکلا تو ہر ایک امیر کی فیس کے آگے تمام  
 سواروں کا رسالہ اس طرح فریاد ہی جاتا ہے جیسا آگے بیان ہوا **ایضاً**  
 کوئی سر پر کیے خاک کوئی چاک گریبان بے کوئی روئے ہو منہ پیٹ کوئی نوہ زنان جو  
 کوئی کی یاے اول کا سقوط ناجائز۔ سر پر چاک کرنا ترجمہ فارسی سر پر چاک ڈالنا اردو  
 محاورہ اور ماتم کی حالت ہو۔ چاک گریبان اسم صفت مرکب ماتم زدہ۔ روئے ہو  
 بیجاے روتا ہو کمال باہر۔ نوہ زنان ہاے ہاے کرنے والا منہ پیٹ محاورہ  
 قدیم اسب منہ پیٹ کر بولتے ہیں۔ مطلب۔ اُس درباری کے فیس کے آگے سواروں  
 یہ حال ہے کہ کوئی خاک اڑاتا ہو ا کوئی گریبان پھاڑتا کوئی منہ پیٹ کر  
 روتا ہو ا کوئی ہاے ہاے کرتا ہو ا چلا جاتا ہو **ایضاً** ہندو سے مسلمان کو پیر  
 اُس پالکی اور پیر جہ ارتھی کا تو تم جو جنازے کا گمان ہے پیر بیان ہی پالکی کے بعد علات  
 اضاقت یعنی کے (مقدر ہو۔ ارتھی اسکی اصل ارتھی جو وہ ٹکٹی جیسے ہندو اپنا  
 مردہ اٹھاتے ہیں۔ تو تم وہم میں پڑنا۔ جنازہ وہ کھلا ہو تخت جیسے مسلمان اپنا  
 مردہ بچلین۔ گمان شک۔ مطلب۔ سواروں کی ہاے ہاے مچانے سے ہندو  
 تو اُس پالکی کو ارتھی سمجھتے ہیں اور مسلمان جنازہ اور امیر صاحب کو مردہ  
**ایضاً** یہ سخرگی دیکھ کر جب صاحب ارتھی بے کرتے ہیں وہاں عرض تو فریاد  
 نہ بان ہے پیر سخرگی دل لگی اور سخر این صاحب ارتھی سے مراد وہ حضرت جو پالکی  
 میں بیٹے جاگتے آرام کر رہے ہیں۔ وہاں سے مطلب دربار حاکم و بادشاہ۔  
 مطلب۔ جب اس سخر این کو دیکھ کر وہ امیر دربار شاہی میں جا کر عرض کرنا ہے کہ

کی تنخواہ دیکھنے سے شہزادین بڑا ہر لونگ بچا ہے تو وہ ان سے نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم نہ دینگے اور نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ ان تنخواہ دینگے فرض سنی ان سنی ایک کرتے ہیں (نا) یا شہزاد فخر نون حرف نئی معنی نہیں ایضاً اگر ہو جیسے جا کر کسی عمدہ کے مصاحبہ اسکی تو اذیت نہیں ہی آفت جان ہے ہر عمدہ ایسے آدمی مصاحب شریک جیسے - اذیت ایند او آزار پہونچانا - نری بکسہ نون بالکل و خاص یہ طلب - اب آگے مصاحبہ کی نوکری کی کیفیت سنو کہ اگر کسی امیر کے ہاں پہونچکر اسکے مصاحب بنے تو وہ نوکری نہیں بلکہ اپنی جان کے واسطے اذیت اور آفت خرید کرنی ہے۔

صفحہ ۲۶۶ - وہ جاگے جو راتوں کو تو بیٹھے ہیں دوڑا نو بہ کیسا ہی اگر اپنے تین خواب گران ہے ہر دوڑا نو بیٹھنا گھنٹے تو رگڑ بیٹھنا یہ ادب کی علامت ہے۔ خواب گران سخت نیند بکلی بند ہی نہیں ہے۔ مطلب - اگر امیر کو زیادہ رات تک جاگنے کی عادت ہو تو چارے مصاحب کو بھی ضرور جاگنا پڑے چاہے مارے نیند کے ٹکھین پھوٹی ہوں ایضاً بی وقت خورش اسکے جو ہوا تپے تین بھوک بد تو کیا کہوں تجھے کہ مصیبت کا بیان ہے ہر خورش حاصل مصدر کھانا تاریمان وقت طعام سے مراد ہے مطلب اگر آقا سے نامدار بی وقت کھانا کھاتے ہیں تو یہ پیارے بھوکے مصیبت میں پڑے ہیں ایضاً گھڑیاں کی چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھڑیاں - اور ریح غلارہ دوون میں جیون اسپہ دووان ہے ہر ریح وہ بخارات جو اتوں میں دوڑتے ہیں - غلایمان آنت اور معدے کا خالی ہونا - رودہ وہ آنت جو موٹی ہو - اسپ گھوڑا - دووان دوڑنے والا - مطلب - بیان مصاحب کھانے کے انتظار میں گھڑیاں کے گھنٹے گن رہے ہیں کہ دیکھیں کب وقت آئے اور کب ہمیں کھانا نصیب ہو خالی آتریاں نسل ہوا شہزادہ رہی ہیں یعنی

ریاح سے آواز آ رہی ہو اور گھوڑے کی طرح ریح دڑتی پھرتی ہو ایضا خمیازہ  
 پر خمیازہ ہو اور چرت اوپر چرت بہ منہ صورت سو فار کمر شکل کسان ہو یہ خمیازہ  
 انگڑائی چرت کی فارسی قانہ یعنی جاہی۔ اوپر بے تلفظ و او غلط ہو تلفظ و او  
 بروزن سویم صحیح۔ اول چرت کے بعد علامت اضافت مقدر اور غلط سو فار  
 تیر کے آخری سرے کا تشکاف جو چلے کو گرفت کرتا ہو۔ مطلب۔ مصاحب کا  
 یہ حال ہے کہ نیند اور بھوک کے مارے جاہیوں پر جاہیان اور انگڑائیوں پر  
 انگڑائیوں پر جاہیوں سے سو فار کی طرح منہ کھلا ہوا اور انگڑائیوں  
 سے کمان کے مثل کمر خمیدہ ایضا صیغے کا طبابت کے بجلا آدمی نوکر بہ سو  
 دو سو روپے کا جو کسی عمدہ کے ہاں ہے بہ عینہ نعت بین اصل کو کہتے ہیں مرادی  
 معنی پیشہ۔ طبابت طبعی اسکی ہندی بیدک۔ مطلب۔ اگر پیشہ طبابت بین  
 تیر کسی طبیب نے سو دو سو روپہ ماہوار ہی پر کسی امیر کے یہاں نوکری کر لی  
 تو شگاہ حال ہوتا ہے جو آئینہ شہر میں ہو ایضا صحبت ہو یہ اُس سے  
 اگر آقا کے تین چھینک بہ آوے تو وہ اسکو بخشوت نگران ہو بہ صحبت ایک  
 سا تھر ہنا۔ آقا یعنی خداوند بخشوت دشمنی و درشتی۔ نگران دیکھنے والا  
 مرادی معنی گھر کہنے والا۔ مطلب۔ بیچارے طبیب کو ایسے شخص سے  
 صحبت ہونی ہے کہ اُسے اگر چھینک بھی آتی ہو تو وہ طبیب کو ناحق گھر کیان  
 دیتا ہے کہ ہین تھر تھے رہے اور مجھے چھینک آئی ایضا دیتے ہین  
 شگاہ تیر و کمان ما تھر ہین اس کے بہ ٹھنڈی ہو آنے کا اگر شوقت گان ہو بہ  
 ہو ابا و سر و اسکا الف جیسا اس شہر میں دب گیا جائز نہیں کیونکہ فارسی  
 ہے۔ مطلب۔ اگر آقا کے نامدار کو یہ شبہ ہو کہ شاید سر د ہو آئے  
 اور یہ اس کام پر چلے تو تیر و کمان شگاہ کر طبیب کو بندھا دیتے ہین

کہ خیر دار اور حیر ہوا ہے تو کھانا شکار کرنا ہرگز نہ آئے پائے ایضاً اور ماہض اور  
جو وہ نواب کو دیکھے بہ کھانا تو وہ کھاتے ہیں پر اسکو خفقان ہے۔ ماہض جو چیز  
کہ حاضر ہو مرادی معنی موجود کھانا۔ ماہض کے بعد حرف رکے مقدر و ناجائز۔  
تفقان بفتح تین دل کی ڈھک وہ ایک مرض ہے۔ مطلب۔ باوجود اسقدر  
احتیاط کے جب دستار خوان پر طبیب کھانا کھاتے ہوئے نواب صاحب  
کو دیکھتا ہے تو اسے نہایت تر و دیدار ہوتا ہے نہ اشد اکبر آقا کے نامدار یہ یہ  
بد پر ہنریان کر رہے ہیں جیسا آگے بیان ہے ایضاً مطبوخ میں جو  
خسہ پزہ اور خربزہ پر دودھ ہے جو دودھ چھپلی بس اوپر گاوزبان ہے۔  
خربزہ اول کلان۔ نیزہ بضم باے موصدہ یعنی میوہ شیرین۔ خسہ پزہ  
میوہ کلان شیرین مشہور اسے ہندسی میں خسہ پزہ کہتے ہیں اور بعضوں نے  
خور معنی آفتاب و نیزہ بضم باے فارسی نیزہ بن کے اسم مشغول سے مرکب  
بتایا ہے کیونکہ یہ ماہ گرمایں پکتا ہے۔ بس اوپر نکال باہر اب اس جگہ  
(چسپا) بولتے ہیں۔ گاوزبان ایک قسم کی روئی جو شکل زبان گاو ورت  
ہوتی ہے اور نیول بیضی اسپر خنکاش لگا کر پکاتے ہیں۔ مطبوخ پکائی ہوئی  
چیز مرادی معنی کھانا۔ خربوزہ کھا کر دودھ کھانے سے کھان میں  
کانور کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے اور دودھ کھا کر پھلی کھانے سے بدبھی ہوتی ہے  
اور بعض لوگ جذام کا لگان کرتے ہیں راقم کے نزدیک اسکی کثرت ایتہ  
شاید مولد جذام ہو۔ بدبھی میں ثقیل روئی مثل تافسان یا شیرمال یا  
گاوزبان کھانے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ مطلب۔ طبیب صاحب دیکھتے ہیں  
کہ آقا کے نعمت خربوزہ کھا کر دودھ پیر اسپر پھلی پر اسپر گاوزبان خوش جان  
فرما رہے ہیں لہذا طبیب کو خفقان ہو جاتا ہے کہ حضرت اب بنیہ کے ایضاً

۱۸۱

یہ بھی تو نہیں ہو کہ اسی سے ہو سلی ہے ان سب پہ تفسیر کے لیے یعنی مان ہو بہ  
تسلی چین۔ تفسیر فن و فن اور شاخ و شاخ ہو نامہ راوی معنی کہیں کسی  
شعر سے کہیں کسی چیز سے دل بہلانا۔ بیستی مان عین کی روٹی جبین پیاز  
شامل کر کے پکاتے ہیں۔ مطلب۔ اوپر کی چارون چیزیں تو اب صاحب  
کھانہ پختہ ہیں جب بھی چین ہو بلکہ وہ تو اسپر بھی باز نہیں رہتے آسودگی خاطر  
کے واسطے یعنی روٹی کھاتے ہیں اور وہ نہایت تفیل جوتی ہو اس سے  
یقین ہوتا ہے کہ اب نہ مرین تو وہ جیسا ہیں **ایضاً** اس میں جو کہیں درد  
اٹھا پیٹ میں اٹکے، پھر بو علی سینا ہو نو دان مسجد ان ہو، بو علی سینا ایک  
حکیم حاذق کا نام سینا فتح و کسرا دل بو علی کے بعد کا نام ہو باقی فرہنگ  
دیکھو پچھدان وہ شخص جو کچھ نہ جانتا ہو مرادی معنی نالائق مطلب۔ اس  
باب میں اگر نواب صاحب کے پیٹ میں درد اٹھا اور بو علی بھی دو کرنے  
قبر سے اٹھ آیا تو وہ نالائق بن گیا خلاصہ یہ کہ اپنی خطا چھپاتے ہیں اور طبیبوں کو  
چھتہ لگاتے ہیں **ایضاً** رکتے ہیں غرض مرگ سے لڑنے کو سپاہی ہے گڑگڑائی  
سمجھو یہ طبابت کی کہان چوہہ مرگ موت۔ مطلب۔ الغرض امیر لوگ  
طبیب نہیں نوکر رکتے ہیں بلکہ سپاہی نوکر رکتے ہیں کہ وہ انکی موت سے  
لڑائی لڑا کرین یہ طبابت کہان ٹھہری بلکہ سپاہ گری ٹھہری **ایضاً**  
سو اگر کسی کتبے تو جو اسمین مشقت ہے، دکن میں گئے وہ جو خرید صنفان چوہہ  
مشقت کلیجا توڑ کر محنت کرنا۔ خرید خریدہ کا مخفف مولی ہوئی چیز۔ صنفان  
صنفان کا مخفف فارس کا قدیم دارالسلطنت دکن سے مراد ریاست  
ناگپور و حیدرآباد وغیرہ مرہٹوں کے سبب سے وہاں گھوڑے کی قدر بہت  
تھی۔ صنفان کا گھوڑا مشہور اور دراصل وہ گھوڑا ترکی ہوتا ہے۔ مطلب ہاگ

کوئی سوداگر ہی پیشہ اختیار کرے تو اس میں یہ مشقت ہو کہ صفحہ ان اتنی دور سے گھوڑا لائے اور دکن اتنی دور لجا کر بیچے پھر اوشمیں ورفروختے لگے ہیں جو آئندہ بیان ہیں ایضاً اس صبح یہ خطہ ہو کہ پڑھتے منزل پہ ہر شام بدل و سوئے سود و زبان ہو یہ خطہ دہشت پڑھینا۔ منزل طار کرنا راہ کا ٹنا اور سفر کرنا۔ بدل دل میں۔ و سوئے وہ تری و حسین ما میس و بیم ہو۔ سود فائدہ زیان نقصان مطلب۔ راہ میں جو صبح کو اٹھے تو منزل کاٹنے کی فکر ہو اور جو ان شام کو پہنچے وہاں یہ کھٹکا کہ دیکھیں گھوڑوں میں کچھ فائدہ ہوتا ہو یا نقصان ایضاً لیا جو کسی عمدہ کی سرکاریں دسے جس سے یہ درد جوڑنے تو عجب طرفہ بیان ہو یہ سرکار ساختہ ہندیان یعنی خاندان اور بجائے حضور جنب یعنی قسم اور خرید و فروخت کی چیز۔ طرفہ بضم اول نا اور اچھے کی چیز۔ مطلب۔ اگر کسی امیر کی سرکاریں کوئی چیز لیا کر فروخت کیجے تو اسکا بیان عجیب طرح کا ہو ایضاً قیمت جو چکاتے ہیں سو اس طرح کی ثالث بہ سمجھے ہو فروشنده یہ دزدی کا گسان ہو یہ ثالث وہ تیسرا شخص جو بائع و مشتری کے بیچ میں پڑ کر مول چکانے سے دلال بھی کہتے ہیں۔ فروشنده کی عرفی بائع اور ہندی بیچنے والا۔ دزدی چوری سمجھے ہو بجائے سمجھتا ہو خلاف محاورہ حال۔ مطلب۔ اس جنس کی قیمت اس قدر سستی چکانے ہیں کہ گو یا دلال بیچنے والے کو چور بناتے ہیں ظاہر ہو کہ چوری کا مال سستا بکتا ہو ایضاً جب مول شخص ہو مرضی کے موافق ہو پھر پیسوں کا جاگیر کے عامل پشان ہو یہ شخص تجویز اور طوشدہ۔ پیسوں سے مراد قیمت مال۔ جاگیر کا عامل اسے اب ضلعدار کہتے ہیں۔ نشان دہانید۔ مطلب۔ جب مال کا مول ہی مرضی کے موافق ہو گیا تو اسکی

قیمت کی دیکھنا علاوہ جاگیر کے عامل پر ہوتی ہے۔ جاگیر وہ علاقہ جو سرکار  
 شاہی سے معاف ہوتا ہے ایضاً مال پر ورنہ لکھا کر گئے عامل کئے جو وقت بہ  
 کتا ہے وہ پیسہ ابھی مجھ پاس کسان ہے وہ پر ورنہ خط حکم بنام عمال وغیرہ۔  
 کئے زبان و کن بہنی پاس۔ مجھ پاس نکال باہر یعنی میرے پاس  
 صحیح مطلب۔ جب اس سرکار سے قیمت مال کا پر ورنہ لکھو اگر عامل کے  
 پاس گئے تو وہ کتا ہے کہ ابھی میرے پاس روپیہ نہیں جو تھیں دون۔  
 ایضاً اور سے پھر آنے کو کتا جس ہی لیا ڈو بہ دیوان بیوات یہ کئے ہیں  
 کہ ان ہے وہ اور بہ لفظ او بر وزن سوم محاورہ قدیم اب بے اشباع  
 ضمیمہ صحیح۔ دیوان بیوات خرچ خانگی کا مقصدی۔ کہ ان منگی چیز مطلب۔  
 جب عامل سے جواب پا کر پیسہ خریدار کو جاگیر اتو وہ کتا ہے کہ اپنی چیز ہی  
 پیسہ لو اور مقصدی بیوات بان میں بان اور ملائے ہیں کہ یہ تو بڑی منگی ہے  
 دوسرے معنی یہ کہ جب خریدار سے قیمت کا پھر تقاضا کیا تو وہ کتا ہے  
 اتا دال ہی اسکے عوض لے لو جب اس پر بھی راضی ہوئے تو گھر کے دیوانی  
 فرماتے ہیں کہ تنے وہ چیز نہایت گران چھی ہو اس قابل نہیں کہ اسکی  
 قیمت میں تمہیں اتا دال بھی ملو ا دیا جائے۔ معنی اول نہایت صاف  
 اور معنی دوم میں خریدار کی اچھی ہے ہوتی ہے اور اس معنی میں جنس کے  
 معنی اتا دال۔

صفحہ ۱۸۴۔ آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسہ ہیں نہ وہ جنس بہ ہر اک مقصدی سے بیان  
 اور بیان ہے آخر انجام کار مقصدی بضم سیم و تھنیں مقصدی یعنی پیش آمدن کا قائل ہے  
 مردی معنی بیشک ہر اک میں الف کے بعد یا کے تھانی پنجا پیسے ورنہ مقصدی وزن سے  
 کہ مقصدی ہو کہ غلط ہو جائیگا بیانات تابع اصل بیان لیا ہونی جس کو

اور گالی گلوچ ہونی مطلب۔ انجام کار تہمت ملتی ہو نہ مال واپس ہوتا ہے  
سرکار کے مقصد سے منعت کی گالی گلوچ اور لپٹا ڈکی ہوتی ہے **ایضاً**  
تا چار ہو پھر جمع ہوئے قلعے کے آگے بیجو بالکی نکلی تو یہ فریاد کسان ہو نہ قلعے سے  
مراد شاید وہی کالا قلعہ حسین بادشاہ رہتے تھے۔ فریاد کتان ماسے ماسے  
بچانے والا اور ناشی۔ مطلب۔ مجبور ہو کر قلعے کے دروازہ پر سوداگر جمع ہوئے  
جہاں اندر سے کوئی پالکی نکلی تو اپنا سر دھنا اور ناشی کی لگر کون پوچھتا ہے  
**ایضاً** دوپیل کی جا کر جو کہیں کیجیے کھیتی ہے اور منہ بھی موافق ہے  
تو تو یہ سماں ہو نہ سماں ہندی یعنی کیفیت و چیل و جابہ وغیرہ شاید  
اسکی اصل سم ہے جسکے معنی ٹھہرا اور خاموشی۔ مطلب۔ اگر دوپیل مول  
لیکر ایک بل کی کھیتی کیجیے اور پانی بھی وقت پر برسے تو پھر وہ کیفیت ہے  
جو آئندہ بیان ہے **ایضاً** ہین خشکی و غرق کے تفکر میں شب و روز ہے  
فرمان ہر دل کے تین فرجی کو امان ہے نہ خشکی سو کھ جانا۔ غرقی ڈوب جانا  
اسن بیچ اول چین۔ امان پناہ۔ تفکر کرنا۔ تین محاورہ قدیم اب  
کو کہتے ہیں۔ مطلب۔ کبھی یہ کھٹکا ہے کہ خشک سالی سے کہیں ہمارا  
کھیت سو کھ نہ جائے اور کبھی یہ دھڑکا ہے کہ طوفان کے سبب ہمارا کھیت  
کہیں دریا بڑو نہو جائے نہ دل کو چین ہو نہ جان کو آرام یہ کشتکاروں کا  
حال ہے **ایضاً** اگر خان و خزانہ کی کرے کوئی وکالت ہے کھٹکا تو بیان  
کیا کروں تجھے کہ عیان ہو نہ خان پادشاہان خا و تاتا کارا لقب۔ خزانہ  
خان کی جمع۔ خان و خزانہ سے مراد امرا۔ وکالت مختاری۔ عیان ظاہر۔  
مطلب۔ اگر کسی آسیر کی وکالت کیجیے تو ظاہر ہو بین کیا کہوں جو مصیبت  
گذرتی ہے عیان رہے بیان یہ نسل ہے اس مقام پر بولتے ہیں جہاں کسی کا



حال لوگوں کو بخوبی معلوم ہوا ایضاً ہر عہدہ کے دروازے پر زمین پوش پر بیٹھا ہوا  
پوچھے ہر ایک بشر سے نواب کمان ہر پد زمین پوش وہ خلاف رنگین جو گھوڑے  
کے زمین پر زینت کے واسطے وہاں دیتے ہیں اور کبھی وہی آتا کر زمین پر بجا کر  
بیٹھتے ہیں بشر یعنی خوشخبری یہاں یعنی انسان لفظ تین جا ہے۔ مطلب۔  
وہ وکیل ہر امیر کے دروازے پر بیٹھا ہوا اور یافت کرتا ہو کہ کہے اس گھر کے  
مالک کمان ہیں ہمیں اُن سے کہہ مطلب ہے۔ پوچھے ہر سال باہر پوچھتا ہو  
درست ایضاً ہر گھر میں وہ چاہے کہ میں فوارہ سا چھوٹوں پد  
ہر کو پے میں جیون آب چک آلودہ دوران ہر پد فوارہ وہ اچھلتا ہوا پانی  
جو زمین کے اندر اندر سے لایا جاتا ہو اُسے ہزار دہی کہتے ہیں۔ چک آلودہ  
گول دوڑتا ہوا پانی جیسے قلعے کی کسائیوں میں ہوتا ہو ٹولف کے نزدیک  
اسکی اصل شاہد چکر آہو ہر چکر ہندی میں گول چیسٹ اور آب سنکرس و  
فارسی میں پانی کو کہتے ہیں اور وہ اسمین نسبتی ہے وہاں دوڑنے والا۔  
مطلب۔ وہ وکیل ہر گھر میں فوارہ کی طرح چھوٹا پھرتا ہو یعنی رسانی  
چاہتا ہو اور گلی گلی آب چک آہو کے مثل گھوٹا ہو۔ خلاصہ یہ کہ ہر جگہ وارد  
ہو تا ہو اور سب سے میل کرتا ہو کو چہ مورچوں میں آنے کی راہ کو بھی کہتے ہیں  
اور وہی سلامت کو چہ کہلاتا ہو ایضاً دیوان کے بخشی کے بیوتات کے  
حاضر پد ماتہ کتھیا کے جہان دیکھو تہاں ہر پد دیوان یعنی صاحب عدالت  
و مقصدی صاحب دفتر بخشی وہ شخص جو فوج کی تنخواہ ہاتھ ہے۔ بیوتات وہ مد  
جسین خراج خانہ داری لکھا جائے۔ کتھیا انکا اصلی نام کرشن ہے یہ براج  
یعنی شہرا وغیرہ میں بقول ہنود دشمن کا اوتار ہونے ہیں انکے محل بہت تھے  
ایک عہد میں ناروتھی نے اُسے ایک بیوی مانگی جو اب دیا کہ میں جس شب کو

جسکے پاس نمونہ وہ نمونہ پہنچا کر جو الغرض نارو نے برآں واحد آنکو ہر محل میں  
 موجود رہا یا اور اپنی درخواست سے شرمسار ہوئے۔ مطلب۔ اس کی وکیل کو جسوقت  
 دیوان یا بخشی فوج یا داروغہ ہوتات کے پاس تلاش کرو کہ کنسیا کی طرح  
 ہر جگہ موجود یا تو وہ ایسا ہر بابی اور شخص ہو ایسا ہر بات پلٹتا ہو  
 لیے صبح سے شام تک پیدل کے پتوں کی طرح مندر میں زبان ہو نہ صبح سے  
 لیے شام تک تمام دن سے مراد ہو مگر اب لیے کے مقام پر لیکر بوتے ہیں پیدل کا  
 پتو اسمین باریکہ۔ لانی نوک۔ ہوتی ہو اسے اب پیدل کا پتو بوتے ہیں  
 وہ نوک ذرا سی خشک یا دین نہایت جلد جلد لب لیائی ہو۔ مطلب۔ صبح  
 سے لیکر شام تک وہ وکیل ہزار بابا تین بدلتا ہو اسکی زبان کیا ہی طرار  
 چلتی ہو گویا زبان کی جگہ پیدل کا پتو کے مندر میں ہو اسکی بات کا کچھ ٹھکانا  
 نہیں ایسا لاوے جو کھری سے وہ دامن کا سیاہہ نہ لپچا دے  
 موکل کو یہ کیا خوب مکان جو نہ دامن کا سیاہہ وہ کاغذ حساب جسکی اصل  
 دوسری جگہ موجود ہو اور یہ ٹیک اُس سے ملا ہو اور وہ کچا کاغذ جسمین  
 مساجن اپنا کل حساب اتار لیتے ہیں۔ موکل جسکا کوئی وکیل ہو۔ مطلب۔  
 جب وہ وکیل کھری سے کاغذ کا ملان کر کے موکل کے قرضے کی جو سرکار  
 میں آتا ہو نکاسی کر لاتا ہو یا حکم دانا بیلے آتا ہو اسوقت موکل کو لاپچ  
 دلاتا ہو اور اٹھتا ہو کہ فلان مکان جو بکتا ہو کیا نفیس اور مستا ہو  
 اسکی غرض یہ کہ جو روپیہ کھری سے ملا ہو میں اسے دم ولا سے میں لپیٹ  
 کروں ایسا سوما ہے پٹھے ہو دے پانسو پونہ سو پچھتر اور زر  
 کے اجارے کی بھی آرد و بین دکان ہو نہ سوما یہاں اُس جاگیر سے  
 مراد ہو جو موکل کے نام بارہ سو روپے سالانہ پر سہ کار سے مقدر ہو۔

اجارہ ٹیکھا۔ اردو یعنی بازار۔ مطلب۔ میان موکل صاحب کی آمدنی نقد سو روپے  
 مہینے کی جاگیر اور فضول خرچی اہتدار کہ پانسو روپے مہینے کا خرچ اُس پر ہر طرف  
 کہ روپے کا ٹھیکہ سرکار سے لیا ہو کہ جو کچھ قرض درکار ہو گا بین دو لاکھ تا  
 سب دو لاکھ کی باتیں ہیں **ایضاً** اجتہاد سے فرض پیسے اڑا کر ہونے  
 روپوش ہو گھر جا کے پکارے جو کوئی لالہ کمان ہو بہت تباہ فریب۔ پیسے اڑانا  
 کسی کا مال ہضم کر کے بشیر رہنا۔ روپوش ہونے سے چھوڑ جانے والا یعنی بھال جانے والا  
 شخص۔ مطلب۔ خرید بھال کے واسطے فریب دیکر موکل سے وکیل روپوش  
 لیجا تا جو اور چھو بیکر خانہ نشین ہو تا جو پھر جب موکل اپنے کسی آدمی کو اُس کے  
 گھر تلاش کے واسطے بھیجتا ہو تو وہ صد آتی ہو جو آیت ہر شہر میں ہو۔  
**ایضاً** اجوت سنایر وہین آواز بد لکر ہے آپ ہی کہا گھر میں سے  
 کشن چند کے بیان ہو بہ کشن چند بیان فرضی نام ہو ایسا نام اکثر ماجنون اور  
 راجاؤں کا ہوتا ہو۔ مطلب۔ جب موکل کے آدمی نے دروازے پر پکارا  
 کہ لالہ صاحب وکیل صاحب۔ تو اُس کے جواب میں بیان وکیل یہ چالاک  
 کرتے ہیں کہ اپنی آواز دوسرے آدمی کی سی بنا کر چلا کرتے ہیں کہ وہ تو بیان  
 موجود نہیں ہمارا ج کشن چند کے بیان گئے ہیں **ایضاً** پھر ہر جو موکل  
 سے کہیں راہ میں بھینٹا ہے۔ اُستاد کا جاگیر پر اُس سے یہ بیان ہو بہ بھینٹا  
 ملاقات۔ اُستاد اس لفظ میں جب تک ضمیر الف کا اشباع نہ کیا جائے تو بعد  
 الف واو لکھنا خلاف اُستاد ہی ہو اصطلاح میں قریبی و چالاک شخص کو  
 بولتے ہیں بیان وکیل سے فرض۔ مطلب۔ اگر اُس وکیل کو راہ میں موکل بچائے  
 تو وہ مرد اُستاد یعنی وکیل جاگیر کے حق میں فوراً وہ بات بنائے جو آئندہ بیان ہو  
**ایضاً** عرضی ہو اہم سیاسی ہو اہم ہر دو انہ میں تم پر ہوں تہمتی

مری جان ہو بہ جب کسی کا مطلب پورا کرنا منظور ہوتا تھا تو زمانہ شاہی میں اُسکے  
 کاغذ پر جیم بناتے تھے یعنی جاری نمائندگی پر پروانہ ہونا اسپر فدا ہونا مصرعہ دوم  
 وکیل کی زبان سے موکل کے حق میں خوشامد گوئی ہے۔ مطلب۔ موکل سے وکیل  
 اتفاقہ راہ میں ملکر یہ فریب دیتا ہے کہ وہ عرضی جو جاگیر کے بارے میں آپ کی  
 طرف سے گذرائی تھی اُسکے حساب کتاب کا دستہ سرکاری سے مقابلہ  
 ہو گیا اور روپیہ ملنے کا حکم چڑھ گیا دیکھیے پیسہ ہی کارگزاری ہو بین تو آپ کا  
 دل و جان سے تاجدار ہوں **ایضاً** کا ہے کی فرض عرضی ہو اور کسکا  
 سیاہد بہ کید ہرچہ وہ پروانہ وہ جاگیر کہاں ہو بہ کید ہرچہ روزن بیغم محاورہ  
 قدیم اب کہ ہر بے تلفظ تختانی ہوتے ہیں۔ یہ شعر شاعر کا مقولہ ہے۔ مطلب۔  
 نہ کوئی عرضی چڑھ کر سیاہی کی اصل نہ پروانہ جاری نمائندگی کا کچھ کھوج نہ جاگیر کا کچھ  
 تیا یہ سب باتیں بے اصل اور وکیل کی گڑھی ہونی ہیں **ایضاً** انصاف  
 جو کچھ تو نہیں اُسکی بھی تقصیر ہے سب ماحصل ان باتوں کا ایک پارچہ  
 مان ہو بہ ماحصل جو چیز کہ حاصل ہو مراد ہی معنی نتیجہ۔ پارچہ نان روٹی کا ٹکڑا۔  
 مطلب۔ اگر سچ پوچھو تو اُس وکیل بیچارے کی بھی کچھ خطا نہیں ان فریبوں  
 سے اُسکی مراد ہے کہ یہ طرح میں اپنا پیٹ چلاؤں **ایضاً** شاعر جو سننے  
 جاتے ہیں مستثنیٰ الاحوال ہے دیکھیے جو کوئی فکر و تدو تو یہاں ہو بہ مستثنیٰ ہے پروا  
 مستثنیٰ الاحوال وارستہ فراج مطلب۔ مشہور ہے کہ شاعر فقیرانہ مشرب  
 اور بیفرض اور تارک الدنیا ہوتے ہیں مگر اس زمانے میں اُنکو بھی تدو و  
 دماغیہ جو **ایضاً** اشتقاق ملاقات انھوں کا کس و ٹاکس ہے ملنا انھیں  
 آئے جو فلان ابن فلان ہو بہ مشتاق شوق رکھنے والا اور آرزو مند کس نہاں  
 عالم و جاہل۔ فلان ابن فلان امیر ابن امیر اور مشہور شخص اُسکی

ہندی بڑے باپ کے بیٹے بطلب۔ لوگوں کو یہ ہشتیاقی کہ ہم ان سے ملیں اور ہنگ  
مضامین سے شکر مستفید ہوں اور نثار و ان کی طبیعت کہ ہم ان سے ملیں جو امیر ابن امیر ہوں  
تا کہ ان کے وسیلے سے کچھ ڈھنگ سے روٹی نصیب ہو۔

صفحہ ۴۴۔ گر عید کا مسجد میں پڑھے جا سکے دو گانہ بدعت قطعہ تہنیت خان زمان  
ہو۔ دو گانہ درگاہ نمازی تہنیت عید وغیرہ میں پڑھی جاتی جو قطعہ بیان غلط نظم ہوا  
اسکی طو سے ساکن چاہیے وہ چند شعر چ قصیدہ یا غزل وغیرہ کا کٹرا ہوں اور  
اول سے آخر تک ایک ہی مضمون سے پڑھوں۔ تہنیت مبارکباد۔ خان زمان  
ایک عمدہ شاعری کا نام جیسے خانخاناں سے خان زمان صاحب امن و امان ہے  
پیشرو ہندی صاحب زمان بہ مروی معنی امیر بطلب۔ اگر کوئی شاعر عید گاہ  
میں عید کی نماز پڑھنے جاتا ہو تو تہنیت نماز کے عوض دل میں یہ خیال رہتا ہو کہ فلاں  
امیر کے واسطے عید کی مبارکباد کا قطعہ کہ کڑھیلے ایضاً تاریخ تولد کی رہے  
آٹھ پندرہ گرام میں بیگم کے سنے نطقہ خان ہے بہ تاریخ وہ عبادت جمیں کباب  
ابجد سن گلین۔ رحم بیان غلط ہو اسکا وقت اول مفتوح اور دوم کسو ر  
چاہیے وہ مقام جہان لوگ عورت کے پیٹ میں رہے۔ نطقہ کی ہندی بیرون  
جو بطلب۔ اڈمر بیگم کے پیٹ میں نطقہ شہرے کی خبر مشہور ہوئی اور  
ادھر شاعر لوگ لڑکے کے پیدا ہونے کی تاریخ کی فکر کرنے لگے ایضاً  
اسقاط عمل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا ہے پھر کوئی نہ پوچھے بیان مسکین کہاں ہے  
اسقاط گر جانا۔ عمل نعتین اول برن آسمانی جسکی ہندی سیکھ جو حمل بفتح اول  
وسکون نانی یعنی بارشکم جسکی ہندی گر بھر ہوا ہذا اس مقام پر نعتین  
غلط۔ مرثیہ وہ شعر جمیں کسی کے مرنے کا مضمون ہو۔ مسکین ایک مرثیہ گو کا  
تخلص باقی فرہنگ و کیو بطلب۔ اگر کسی بیگم کا حمل گر پڑے تو

سیان شاعر صاحب ایسا عمدہ مثنوی کہدین کہ پھر میان سکین کو کوئی دو کوڑی کو  
 نہ پوچھے ایضاً ملائی اگر کیجے تو ملا کی جو یہ قدر نہ ہوں دور و پڑ اسکے  
 جو کوئی مثنوی خوان ہو وہ ملائی پڑ جانے کی نوکری۔ ملا کی فارسی اخوند اور  
 ہندی بیابانی مثنوی خوان وہ شخص جو مولوی روم کی مثنوی کے سبب و قسم  
 پڑھا ہو اور مثنوی زبان فارسی مضامین تصوف سے بھری ہوئی جو ہر سبب  
 ہر ایک اسے نہیں جان سکتا۔ مطلب۔ اب پڑ جانے کی نوکری کی یہ عزت  
 ٹھہری ہے کہ جو کوئی مولوی مثنوی کی مثنوی پڑھا ہو اسکی تنخواہ دور و پوچھ  
 ہوتی ہے ایضاً اور حاضر اخوند کا اب کیا میں بتاؤں نہ اک کاسہ والی  
 عدس و جو کی دو نان ہر چہ نا حاضر ہادی معنی طعام۔ کاسہ پیالہ۔ عدس مسور۔  
 مطلب۔ یہاں کوکھا تا جو ملتا ہے اسکی کیفیت سنئے کہ پیالہ بھر مسور کی دال اور  
 جو کی دور و نیاں آئیدہ غیر میت وہ تنخواہ ٹھہری یہ کھانا ٹھہرا اسپر محنت کا حال  
 سنئے جیسا آئیدہ میان ہے ایضاً دن کو تو سچا رہ وہ پڑھایا کرے  
 لڑکے بہ شب خرچ لکھے گھر کا اگر بندہ دان ہے وہ سچا رہ غلط۔ یہ تحقیق آئی  
 نہوں سچا رہ غریب آدمی۔ شب کے بعد علامت مفعول فیہ مقدر ہے  
 یعنی (کو) بندہ دان آغلیدس جاتے والا مگر میان معنی حساب دان  
 نظر ہو رہو۔ مطلب۔ وہ علم دن بھر لکھے اور رات کو گھر کا خرچ  
 اور خانگی حساب و کتاب لکھا کرے بشرطیکہ حساب جانتا ہو ایضاً افسر  
 یہ ستم ہے کہ نہالی تے اسکے بہ لڑکوں کی شرارت سے۔ اخبار نہان ہو بہتس  
 بجائے جن نکال باہر ستم ہر محاورہ اندھیر ہو۔ نہالی بچو نا شرارت شوخی۔  
 خار کا۔ نہان پوشیدہ۔ مطلب۔ باوجود ان مصیبتوں کے ایک اور  
 اندھیر سنئے مفت بین استاد کے بچھونے کے تے کتب کے لڑکے

بد ذاتی سے کانتے لالا کر رکھتے ہیں تاکہ مولوی صاحب کے بدن میں چھو جائیں  
 ایضاً اسلئے یہ عمل کر کے جو شیطان کا لشکر ہے دیوانہ کوئی ہاتھ تھما قب میں  
 دوران ہو پھر عمل کام شیطان کا لشکر بسبب بد ذاتی کے لڑکون سے مراد ہر  
 دیوانہ یہاں مراد معلم سے ہے۔ کوئی ہاتھ تھوڑی دور تھما قب چھا کرنا۔ دوران  
 دوڑنے والا مطلب۔ یہ بد ذاتی کر کے جب لڑکے بھاگتے ہیں تو رشتا دو دو ہوتا  
 تھوڑی دور انکے پیچھے دوڑ کر تھما کر پھیر رہتا ہے ایضاً اسلئے نصیحت  
 کہ جبکی ہو یہ اوقات ہر آرام جو چاہے وہ کرے وقت کمان ہو یہ اوقات  
 زندگی بسر کرنا مطلب جبکی یہ حقیقت ہو اسے آرام کجا اور وقت آرام  
 کمان پھر اگر لڑکے نہ پڑھیں تو معلم کی کیا خطا جاسے نصیحت ہے ایضاً  
 جس روز سے کاتب کا لکھا حال میں تب سے ہر صفحہ کا غذ پر قلم رشک نشان  
 ہے پھر کاتب لکھنے والا۔ میں کے بعد انے علامت فاعل مقدر اور خلافت  
 محاورہ حال صفحہ ورق کا ایک طرف۔ رشک نشان آئینہ چکانے والا۔ قلم کا  
 کاغذ پر رشک نشان ہونا رشتائی چکانے سے مراد جو اور وہ لکھنا ٹھہرا۔  
 مطلب جسے میں نے کاتب کی پریشانی کا حال لکھنا شروع کیا تو قلم کو اسقدر  
 غم پہنچا کہ دکھیو وہ رورہا ہو یعنی حال لکھ رہا ہے ایضاً اسلئے وہ بیت کے سیکوے  
 لکھنے کو جو محتاج بد خوبی میں خطاب جکا ہر از خطبتان ہے۔ خط وہ بال جو جو ہے  
 رنگ کے عین شباب میں رخساروں پر نکلیں۔ بیتان معشوق لوگ مطلب۔  
 جس کاتب کے ہاتھ کا خط معشوق کے رخساروں کے خط سے بہتر ہے وہ شخص  
 ایک ٹکے کے عوض موشع بھی لکھنے کو محتاج ہے کوئی نہیں لکھتا ایضاً  
 یہ بھی میں تکلف ہی سے کتا ہوں وگرنہ یہ آفاق میں ان چیزوں کی  
 اب قدر کسان ہے یہ تکلف نہایت محنت و بناوٹ آفاق گروا گرو عالم۔

قدرت۔ مطلب۔ یہ بات جو اردو پرہیز نے بیان کی وہ بتاؤ اس سے خالی نہیں  
 سچ پوچھو تو دنیا بین اب لکھنے پر مرنے کی کچھ آبرو نہیں ہے **ایضاً** اچھا ہو جو  
 موٹی کا زمانہ نہیں نئے سرہہ خطاط کی اتنی ہی ہے قدر جو یاں ہو وہ اجازت نہ  
 ہوتا۔ موٹی بالفت مقصورہ و میم مفتوح بہت کی جمع جو نئے سرہہ ماورہ بمعنی  
 دوبارہ۔ خطاط و صیغہ بالانہ بہت لکھنے و زلا۔ مطلب۔ اگر مردہ قدر و ان لوگ  
 پھر اس نہ توچی انھیں یعنی یہ غیر ممکن بات بھی ہو جب بھی کوئی خوشنویس  
 کو دو کوڑی کو نہ پوچھے **ایضاً** ہر پہ ہو سو پانچ نئے گڈری مین جا کر \*  
 یا قوت پکارے جو کاؤیہ قرآن ہو \* وہ یہ کسی پاک چیز کا بکنار گڈری چھوٹا  
 بازار ظاہر اسکی اصل گڈری جو یعنی گڈر گاہ ہر کہ دم۔ یا قوت خوشنویس کا  
 نام باقی فرہنگ و کیو۔ قرآن میں الف مدودہ چاہیے۔ بروزن فرقان یہاں  
 غلط نظم ہوا ہے۔ مطلب۔ اگر یا قوت یہ صد اوسے کہ لو بکاؤیہ قرآن ہو تو سوا  
 پانچ لکھ سے زیادہ اسکی قیمت نہ آسکے **ایضاً** ڈمری کو کتابت لکھیں جیسے کہ  
 قبلا کہہ چکے ہوئے وان میر علی چونکہ جہاں ہو وہ کتابت خط یعنی نامہ۔  
 قبلا کہہ بیٹھ و تیر کہہ سرفاف ضامنی نامہ اور کسی چیز کے بکنے کا کاغذ میر علی ایک  
 خوشنویس کا نام۔ مطلب۔ چونکہ میں بیٹھ کر میر علی صاحب ڈمری پر خط لکھ  
 دیتے ہیں اور وہ جیل کے عوض قبلا کہتے ہیں۔ یہ لکھائی کی قدر ٹھہری ہے۔  
**ایضاً** پاپے جو کوئی شیخ بنے بہ فرغت بہ چیتے ہی تو شعر اکادہ مطون  
 زبان ہو بہ شیخ پیرزادہ و صوفی۔ بہر واسطے فرغت چین سے بسر کرنا۔  
 چھٹے چھوٹے کا حقیقت اصطلاحاً بجا سے فی الفور آتا ہے۔ شعرا کا عین متحرک  
 چاہیے بیان ساکن غلط لفظ ہر شاعر کی جمع۔ مطون طعنہ زدہ و بد نام۔ مطلب۔  
 اگر کوئی بیعت اور فراغ روزی کے واسطے سپہ زدہ بنے تو



چھت پٹ شاعر لوگ اسکی بچو کر کے اسے بدنام کر دین ایضاً اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ بہر معیشت ہے اس فکر و ترو وہی بین ہر ایک زمان ہو بہر معیشت عیش سے زندگی بسر کرتا یہ مطلب۔ اگر میان صاحب کو دیکھے تو ہر وقت اپنی معیشت کے واسطے اسی فکر اور ترو میں بیٹھے ہیں جیسا آئندہ بیان ہو ایضاً پوچھے ہو مریدوں سے یہ ہر صبح کو اٹھکر ہے آج کہ حرم عرس کی شب روزگمان ہو ہے پوچھے ہو کس سال باہر اب پوچھتا ہے بولتے ہیں۔ مرید چلیا۔ عرس بضم اول آخر سین حملہ وہ تاریخ جس دن کوئی بزرگ و رویش مر جائے ہمیشہ اسی تاریخ مجلس حج کر کے اسکا فاتحہ دلا کر کھانا تقسیم کیا کرتے ہیں اور اس سبب کو بھی کہتے ہیں جو کسی کے فرار پر ہمیشہ اسکے مرنے کے دن ہوا کرے۔ مطلب۔ وہ میر اپنے مریدوں سے ہر روز پوچھتا ہے کہ آج دن کو کسکی قبر پر عرس اور کھانا تقسیم ہوگا اور شب کو کمان رقم لوگوں کو کچھ معلوم ہو یا نہیں ایضاً تحقیق ہو۔ عرس تو کروڑھی بین کنگھی ہے نے خیل مریدان گئے وہ نرم جہان ہے بہ مصرع اول بین کر کے بعد کے کا حذف خلافت مجاورہ۔ خیل رشخ رول گر وہ نرم مجلس مطلب۔ جب عرس کی کچی خبہ ملگئی تو داڑھی بین کنگھی کر کے مشا سنا نہ صورت بنا کر مریدوں کی جماعت ساتھ لیے ہوئے حال و قال کی مجلس میں جا پہنچے۔

صفحہ ۴۹۔ اور حاصل اس پنج مصیبت کا جو یومچوہ ڈالا ہوا وان وال شوو قلیہ ونان ہو بہر شو وچنا۔ قلیہ فی بحال اس کے ہوسے گوشت کو کتے ہیں جہین بچکر ترکاری پڑھی ہو مگر اہل دہلی اس گوشت کو جہین ہلدی وغیرہ ملی ہو قلیہ کہتے ہیں اور جہین ہلدی نہو اسے قورہ اور اہل کشمیر قورے کو روغن اس بولتے ہیں مطلب۔ الغرض یہ صاحب کی تکلیف کرنے کا خاص مطلب ہے کہ مجلس

عرس میں پنے کی دال میں گوشت پڑا ہوا اور روٹی تقسیم ہوتی ہے اپنا اور اپنے مردوں کا چکر حصہ بھیجے ایضاً سب پیشے کو شکر جو کوئی ہو متوکل بہ جو رو تو یہ تھے کہ ٹکٹو یہ میان ہے بہ چننا اور شجہ دنیا کسی کام کو بالکل ترک کرنا۔ متوکل توکل کرنے والا یعنی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے والا۔ شخص ٹکٹو تحقیق مولف وہ شخص جسکے گھر کھاٹ یعنی پلنگ تک نہ ہوں (حرف نفی ہندی جیسے نکما اور کھاٹ بمعنی پلنگ سے یہ لفظ کسب ہے اور واو علامت فاعل ہندی جیسے بدھو وغیرہ اسکی فارسی پنجانان یہ لفظ عورت قصبات کی بولی ہے بجائے نالائق۔ میان محاورہ محل معنی شوہر مطلب۔ اگر کوئی سب پیشہ چھوڑ چھاڑ کر فقیر ہو بیٹھے تو بیوی سمجھتی ہے کہ ہمارا خاوند محض نالائق ہے ایضاً اور بیٹھے کے دل کو ہو حرافت کا تین بی بیٹی کو جنون ہونے کا بابا یا پگمان ہے بہ حرافت کسب اول کسب و پیشہ مرادی منی طراری و چالاکی یقین یقین ہونا۔ جنون سڑی ہو جانا یہ عارضہ دماغ سے تعلق رکھتا ہے مطلب۔ پسر یہ سمجھے کہ باپ نے توکل نہیں کیا بلکہ مکاری اور دغا بازی کی ہے اور دختر یہ گمان کرے کہ پدر بزرگوار کا دماغ ٹل گیا ہے سڑی ہو گئے ہیں متوکل نہیں ہیں ایضاً بالفرض اگر آپ ہونے ہفت ہزاری بنے یہ شکل بھی مت سمجھو کہ راحت جان ہے بہ ہفت ہزاری سلاطین ماضیہ کی طرف سے چار بیستی ذات پنج بیستی ذات و پنہزار ہری ذات و ہفت ہزاری ذات منصب مقرر تھے ہفت ہزاری سے یہ مراد نہیں کہ سات ہزار اسکی تنخواہ ہو یہ سب سے بڑا منصب ہے یہاں یعنی امیر کبیر سمجھو ہر وزن کم بلوغت سمجھو ہر وزن قسم لومحج۔ کاف بیانیر کے کسرے کا اشباع جیسا یہاں مصرعہ دوم میں ہے اردو میں زہار جائز نہیں فارسی میں مولوی روم نے سنوئی میں اکثر کہا ہے نہ راحت آرام مطلب۔ میں نے

قبول کیا کہ اگر آپ امیر کبیر بھی ہو گئے تو اس سے یہ نہ سمجھیے کہ جان کو چین ملا بلکہ  
 امیر دون پر بھی وہ گزرتی ہے جو آئینہ بیان ہے **الغیث** ایک دکنی  
 منصور علی خان جی کا احوال ہے چھاتی پر گڑگ بھلی ہے اور شیر دمان ہے  
 ایک یعنی ذرا اب تک سال باہر۔ منصور علی خان اوچھ کے صوبہ دار کا نام  
 باقی فرہنگ دیکھو۔ جی ہندی یعنی صاحب۔ گڑگ بھلی ایک ہتھیار کا  
 نام جو از قسم کنار ہوتا ہے۔ شیر دمان وہ پیش قبض جس کا دستہ شیر کے چرسے  
 کے مثل ہو اور اس تیردوشاخہ کو بھی کہتے ہیں جو تر چھا پھیل کر بڑے۔  
 اگلے لوگ سینے کے قریب جامہ یا چپکن پر کر باندھتے تھے اور اسپر کٹسار یا  
 پیش قبض لگاتے تھے۔ مطلب۔ منصور علی خان اگرچہ امیر کبیر ہیں لیکن امیر بھی  
 یہ مصیبت گزری ہے کہ سینے پر کر باندھے ہوئے آئین کنار اور پیش قبض  
 لگائے ہوئے روبروے پاؤ شاہ ہر دم طیار و آئینہ رہتے ہیں **الغیث**  
 آرم سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال بد جمیت خاطرہ کو فی صورت ہو کمان ہو  
 کتنا زندگی بے ہونا جمیت خاطر یعنی خاطر جمعی و تشفی و تسلی مصرع دوم  
 بطریق سوال و جواب ہے۔ مطلب۔ امیر مخالف تو نے زندگی بسر ہونے کی  
 کیفیت سنی جس طرح میں نے اس قصیدے میں بیان کی بجلا خاطر جمعی کی طرح  
 بھی ممکن ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہرگز نہیں ممکن۔ یہ قصیدہ دراصل شہر آشوب ہے  
 (شہر آشوب) وہ نظم جس میں کسی شہر یا کسی زمانہ یا کسی سلطنت کے  
 ہر بونگ کی کیفیت بیان کی جائے بشرطیکہ جو یہ ہو اور دراصل ہر بونگ کے  
 معنی غرور آشوب و ہنگامہ۔ اور شہر آشوب کے لغوی معنی پریشان کتندہ  
 شہر۔ یا غرور پریشانی شہر۔ معنی اول میں یہ لفظ اسم فاعل سماعی ہے اور  
 معنی دوم میں مرکب اضافی مقلوب **الغیث** اور مشتاقہ آسمان اور گ

اے جہاندار آفتاب آثار پدشہنشاہ وہ پادشاہ کسی شاہ جیسے طبع ہوں۔ اورنگ  
 بفتح اول تحت سلطنت۔ آسمان اورنگ اسم صفت مرکب یعنی جیسا آسمان جو ایسا  
 تخت رکھنے والا۔ جہاندار اسم فاعل سماعی جہان کار کھو والا آفتاب سورج آثار قدرون  
 کے نشان۔ آفتاب آثار صفت مشبہ یعنی سورج کے مثل روشن نشانہما سے  
 قدم رکھنے والا پدشہنشاہ موصوف آسمان اورنگ اسکی صفت ہے اے حرف  
 نداء موصوف صفت ملکہ سناوی ہو۔ نداء سناوی ملکہ فاعل حسن فعل امر حاضر  
 مقدر فعل امر ساتھ فاعل اور حرف نداء کے ملکہ جملہ ایشائیہ ہو۔ مصرع دوم کی  
 ترکیب بھی ایسی ہی۔ مطلب۔ اے پادشاہ تیرا تخت آسمان کے مثل ہے اور  
 جس طرح آفتاب آسمان پر ہے اسی طرح تیرے قدم مبارک تخت پر ہیں تو میری  
 وہ بات سن لے جو آئندہ بیان ہے یہاں سے سلطنت کو آسمان سے اور آثار قدم کو  
 آفتاب سے تشبیہ ہے ایضاً آسمان اک بیٹو سے گوشہ نشین بد تھا میں  
 اک درو مند سینہ فگار بد بیٹو امرو بے سامان اور درویش خاموش گوشہ نشین  
 خلوت بین بیٹھے والا مرادی معنی جسکو کوئی نہ جانے درو مند۔ صاحب درو۔  
 فگار زخم زخمی سینہ فگار اسم صفت مرکب جسکا سینہ زخمی ہو مرادی معنی  
 نہایت درو مند۔ مطلب۔ میں ایک بیٹو تھا مگر کیسا بیٹو اچھے کوئی نہ پوچھے  
 اور میں ایک درو مند تھا مگر کیسا درو مند جو قریب برگ ہو ایضاً  
 تھے جسکو جو آبر و بخشی ہے ہوئی سیدی وہ گری بازار ہے آبر و عزت گری بازار  
 شہرت۔ مطلب۔ اے پادشاہ تمہارے عزت دینے میری وہ توقیر اور شہرت  
 ہوئی جیسا آئندہ مذکور ہے ایضاً کہ جو اچھا ذرہ ناچیتہ بد روشناسے  
 گوایت بسیار بد ذرہ پیر کاریزہ جو آفتاب سے خاک میں چلتا ہے۔ ذرہ ناچیز  
 نہایت کم قیمت شے۔ روشناسا روشن کرنے والا پدشہنشاہ کا

مخفف ہوا اور امین اہل و نون فاعلی ہر کذا فی انبیاء شد۔ مگر اقم کے نزدیک  
خود لفظ روشن میں صرف اہل فاعلی مکرر و شنا جو ایسے ہر اس سے ہر اساد گوار  
سے گوارا۔ ثوابت ثابت کی حج ہے وہ تاسے جو کر پیش نہ کرین جیسے کل تار سے  
جو دکھائی دیتے ہیں سب سیارہ چھوڑ کر ستیا سیر کرنے والا اور وہ تار جو گرشن  
کرے جیسے مرتج و زحل وغیرہ تحقیق بطلیموس سات ہین اور بموجب نظام  
تینا خوریں انکی تعداد گیارہ ہے شمرہ صفحہ ۲۴۰۔ دیکھو۔ مطلب۔ اس شہنشاہ تھا  
تو چہ سے مجھسا ایک ذرہ کثیر بھی ستاروں کو رونق دینے لگا یعنی ستاروں  
سے بھی بلند اور رونق دار ہو گیا ایسے طالع جاگے ایضاً اگر چہ از رو سے  
انگ بے ہنری بد ہون میں اپنی نظر میں آتا خوار ہوا از رو سے یعنی بسبب  
انگ شرم وغیرت۔ بے ہنری کو ڈنغری خوار ذلیل مطلب اگر چہ میرا یہ حال ہے  
کہ مجھ میں کوئی ہنر نہیں اور اس کو ڈنغری کے سبب سے مجھے استغزنگ  
وغیرت ہے کہ میں اپنے دل میں خود اپنے کو اتنا ذلیل و خوار سمجھتا ہوں جیسا  
آئندہ بیان ہے۔ یہ شہد اپنے مابعد سے قطع بند ہو ایضاً اگر اپنے کو  
میں کون خاکی بد جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار بد اپنے کو ذیلی و اسے  
بجائے ذات خود استعمال کرتے ہیں اور اہل لکھنؤ اس مقام پر آچکے بولتے ہیں  
اور قدام اس محل پر اپنے تئیں کہتے ہیں شرف تشریح یہاں اہل دہلی کا  
اور نظم میں لکھنویوں کا مقلد ہے۔ خاکی خاک کا بنا ہوا شخص عازنگ و شرم۔  
مطلب۔ اگر اپنے کو میں یہ کون کہ خاکی جسم رکھتا ہوں اور خاک یہ بات  
سنے تو خاک کو بھی غیرت آئے کہ ناقص مجھے ایسا بشر پیدا ہوا جو اتنا بے ہنر  
ایضاً انا ہوں ایک اپنے ہی میں کہ ہوں چہ پادشہ کا نظام کار گزار ہو چلا  
بصرے کار ہوں) دوسرے مغربے میں لگا کر پڑھو تو معنی شعر آئینہ ہین۔ کار گزار

قابل و لائق مطلب - باوجود مستقر دولت کے بین اپنے دل میں اس بات پر خوش ہوں کہ تم مجھے اپنا غلام سمجھتے ہو اور پھر کیسا غلام کہ لائق ایضاً خانہ زاد اور مرید اور مداح تھا ہمیشہ سے یہ عرفیہ نگار بہ خانہ زاد اصطلاحاً بمعنی غلام زادہ و استمالاً بجائے کترین - مرید چلیا - مداح تعریف کرنے والا مراد شاعر سے بھی لیتے ہیں - عرفیہ نگار خطبے والا بہان مراد اس قطعہ گو سے ہو - مطلب - میرے واسطے تین خدمتیں مقرر تھیں ایک تو آپ کا میں خانہ زاد تھا یعنی میرے باپ دادا اسی خاندان کے پرورش یافتہ تھے دوسرے میں آپ کا مرید تھا تیسرے میں آپ کا مداح تھا - واضح ہو کہ بہادشاہ یا دشاہ اخیر دہلی کو نزدیک صوفیہ کی طرف نہایت توجہ تھی خود بدولت پیر بنے تھے اور چند عمائد کو اپنا مرید بنایا تھا ان لوگوں نے بھی از رو تصنع مریدی اختیار کر لی تھی چنانچہ حضرت استاد نام مرحوم نور اللہ مرقدہ نے بھی از رو سے تقیہ یہ امر گوارا کر لیا تھا - غلام کار گزار اور عرفیہ نگار سے مراد یہاں خود حضرت غالب ایضاً بارے نوکر بھی ہو گیا صد شکر بہ نسبت میں ہو گئیں شخص چار بہ بارے دفعۃً و اتفاقاً نسبت آپس کا لگا و شخص تجویز - مطلب - تین باتوں میں مبتدہ آپ سے منسوب تھا میرے اوپر خبر دی اب میرے نوکر ہونے سے مجھ میں اور آپ میں گویا چار نسبتیں تجویز و مقرر ہو گئیں ایضاً نہ کمون آپ سے تو کس سے کمون بہ مدعا سے ضروری الاظهار بہ ضروری الاظهار مدعا وہ مقصد تبکا بیان کرنا ضروری اور واجب ہو - تم سے نہ کمون تو کس سے کمون یہ اصطلاح اپنے مطلب کو بخوبی شاد بیان کرنے کی حالت میں لاتے ہیں - اور اس سے عرض حال اور سماعت مطالب میں تاکید ہو جاتی ہے - مطلب - پر ضروری مدعا اگر آپ سے نہ کمون تو کون سننے والا ہو ذرا مجھ پر توجہ فرمائیے کہ میرا مقصد آگے بیان ہے ایضاً پیر و مرشد اگرچہ مجھ کو نہیں بہ ذوق آرائش سر و دستار بہ پیر و مرشد

منادی بجائے خداوند نعمت آتا ہو اسکے ساتھ حرف ندا مقدر لاتے ہیں۔ ذوقِ ذائقہ  
 و شوق۔ آرائشِ درستی اور بنا و سوسٹار پگڑی مطلب۔ ایسی پرورش شدہ اگرچہ جسکو  
 اپنے سر کی آرائش کا شوق نہیں کہ پگڑی سے اُسے آراستہ رکھا کر دن اور پگڑی  
 کی آراستگی کا بھی ذوق نہیں کہ ہمیشہ عمدہ ہی پگڑی باندھا کر دن ننگے سر بیٹھا  
 تو واہ واہ او سیلی چلی موٹی مہین جیسی پگڑی لے اسپر راضی مگر کچھ تو سمجھتے نہ۔  
 چاہیے جیسا آگے مذکور ہے **ایضاً** کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر ہا تا نہوس  
 باوز مہر آزار ہے۔ آخر اصطلاح میں ضرورت کے محل پر آتا ہو۔ باو ہوا۔ نہ مہر  
 شعرہ صفحہ ۲۴۔ دیکھو۔ باوز مہر پر سر ہوا۔ آزار تکلیف و بیماری مطلب۔ چاہے  
 سر پر بند رہوں چاہے موٹی جھوٹی پگڑی ہو یہ باتیں گوارا ہو سکتی ہیں مگر جاڑوں  
 میں ننگے بدن تو نہیں رہا جاتا رضائی دگلا وغیرہ کچھ تو ضرور نصیب ہونا چاہیے  
 تاکہ جاڑا نکھاؤں۔

صفحہ ۵۔ کیون نہ درکار ہو مجھے پوشش بوجہم رکھتا ہوں جو اگرچہ نزار ہے درکار  
 ضروری۔ پوشش پہننے کے کپڑے یہاں جڑاوں سے مراد ہی جسم بدن۔ نزار و بلا مطلب۔  
 اگرچہ میرا بدن ڈبلا ہو مگر بدن تو ہو کچھ لکڑی تیر نہیں بلکہ ضعیف اور لاغر کو سردی  
 زیادہ اور جلد اثر کرتی ہے پھر مجھے کپڑوں کی ضرورت اور جڑاوں کی حاجت کیونکر نہو  
 آپ ہی داد دیجیے اور رقم کیجیے **ایضاً** کچھ خرید انہیں ہو ایک سال پہلے  
 بنایا نہیں ہے ایک بار پہ خرید مصدر خرید ناکا ماضی مطلق مستحسن التکرار یعنی خرید  
 کیا۔ بنا نامحاورہ بے لفظ (کپڑے) م بھی کپڑے بنانے کے محل پر آتا ہو اور عوام ہنود  
 اس لفظ کو کھانا پکانے کے۔ عام پر استعمال کرتے ہیں اور ستانگر دیہاتی شعر کہنے  
 کی جگہ پر بولتے ہیں اور اصطلاحاً کسی کو بیوقوف بنانا یہاں یعنی اول ہو مطلب  
 میں نے ایک جاڑوں میں کچھ کپڑے مول نہیں لیا کہ وہم ہی کہہ میں نے

اور کچھ بڑا دل نہیں بنائی کہ کبھی ایسا نہ تھا چاند اندام و اس از کجا آدم غرض جاڑا  
کھا کر ماہون ایضاً آرت کو آگ اور دن کو دھوپ بہ بھاڑ میں جا لین ایسے  
ایسے دن ہمارے بیٹا میں جانا اب کھا دیکھ کھلی کے وقت دور ہونے کے محل پر  
برائے ہیں۔ لیل شب۔ ہمارے روز۔ لیل و ہمارا ایام زندگی۔ مطلب۔ رات بھراگ اور  
دن بھر دھوپ کے سہارے زندگی بسر کرتا ہوں ایسے زندگی کے دن خدا اور کرے  
تو بہتر یعنی اس جگہ سے مرنا اولیٰ جو ایضاً آگ کی تابے کمان تلک انسان ہے  
دھوپ کھانے کمان تلک۔ جاندار بہ مطلب۔ آدمی سے نہ عمر بھراگ تاب کر  
زندگی بسر کی جاتی ہے اور نہ پیشہ دھوپ کھا کر دن کاٹے جاتے ہیں پھر مجھے کیونکر  
ہو کے ایضاً دھوپ کی تابش آگ کی گرمی بہ وقتاً بوقتاً آتا ہے  
تابش یافتن کا حاصل مصدر بیان دھوپ کی تیزی سے مراد ہے۔ مطلب۔  
دھوپ کی تیزی اور یہ آگ کی گرمی بہ پڑتی ہے گو یا ہم جنم میں دن رات  
جل رہے ہیں پس ای ہمارے پروردگار اس دوزخ کے عذاب سے ہم کو سب سے  
وَقَاتِلْنَا بِنَاغِدَا بِنَاغِدَا یہ ایک دعا کا جملہ جو شاعر نے بطریق تفسیر اپنی نظر میں  
لا لیا (تفسیر) غیر کا کلام اپنے کلام میں ملا لینا مگر اس خوبصورتی سے کہ  
دونوں ملکر سنی میں ایک ڈال ہو جائیں اور یہ امر داخل صنعت ہو اگر  
اس کلام کو لوگوں نے اس کے معنی کے نام سے کم سنا ہو تو قائل کا نام  
بھی بیان کرنا پڑے جو جیسے ناسخ کا معنی حضرت غالب نے لیکر اٹھا نام  
کہدیا ہے غالب اپنا ہی عقیدہ ہے بقول ناسخ بہ آپ بے بہرہ ہے جو عقیدہ  
میر نے نہیں بہ تفسیر ایک عیب کا بھی نام ہے شعر ۱۳ صفحہ ۱۰۰ دیکھو۔  
ایضاً میری خواہ جو مقرر ہے کہ اس کے لئے کا ہے عجب ہنچا رہ ہنچا رہ  
طریقہ و قاعدہ در ہمدردا۔ مطلب۔ میرا عقیدہ جو آپ نے مقرر کیا ہے



وہ عجیب طرح سے ملازمتا ہے جیسا آئندہ مذکور ہو ایضاً رسم ہجرت کے چھ ماہی  
ایک بدخلق کا ہے اسی چلن پر مدار ہے رسم قاعدہ و قانون قومی چھ ماہی  
وہ فاتحہ جو مرنے کے چھ مہینے کے بعد ہوا اور وہ ایک ہی بار ہوتا ہے ہجرت سے  
چھ مہینے کے بعد فاتحہ کرتے ہیں اسے رسمی کہتے ہیں۔ مدار جاسے و و ر  
یہاں یعنی عمل ہے۔ مطلب۔ مردے کی چھ ماہی کا ایک ہی بار دستور چا و ر  
نفاق اللہ کا اسی قاعدے پر عمل چلاتا ہے ایضاً محکو و کھو تو ہوں بقید  
حیات ہے اور چھ ماہی ہوا سال میں دو بار ہے محکو و کھو یعنی میرے حال پر خیال  
کر وہ محاورہ مخاطب کو متوجہ کرنے کے واسطے لاتے ہیں۔ بقید حیات ہونا بطریق  
استعارہ یعنی زندہ رہنا۔ مطلب۔ میرے حال پر ذرا خیال کیجئے کہ باوجود کہ  
زندہ ہوں مگر ایک سال میں دو بار چھ ماہی ہوتی ہے جو بات مردے کے واسطے  
نہیں ہوتی وہ میرے واسطے ہوتی ہے یعنی چھ مہینے چڑھ کر حضور کی سرکار سے  
تخواہ ملا کرتی ہے واضح ہو کہ بہادر شاہ کی سرکار میں شش ماہ تقسیم ہوتا تھا  
ایضاً بسکہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض ہے اور رہتی ہے سو وہ کی تکرار ہے  
بسکہ نہایت۔ مطلب۔ ہر مہینے میں قرض لینے اور سو بڑھنے کے  
سبب سے وہ ہوتا ہے جو شعر آئندہ میں ہے ایضاً میرے ہی تخواہ میں  
تہائی کا ہے ہو گیا جو شریک ہو کار ہے ایک چیز کے تین برابر حصے کر کے  
ایک حصے کا نام تہائی ہے۔ شریک ساجھی۔ سا جو کار مہاجن۔ مطلب۔  
تہائی تخواہ میری سو رہی میں جگت جاتی ہے سا ہو کار گیا ہے گو یا میرے ہی  
تخواہ کا شریک پیدا ہوا ہے یعنی اس ایک تخواہ پر میں اور سا ہو کار دو دنوں  
اپ کے نوکر ہیں ایضاً میرے ہی تخواہ کیجئے ماہ ماہ تانہو محکو زندگی و شواہ  
ماہ ماہ مہینے مہینے میں برابر وصول ہونے والی تخواہ۔ و شواہ نعمت و ناگوار

و شکل مطلب - نام پناہ میری تنخواہ ادا کر دیا کیجئے تاکہ بیچ قرض دوام بخوبی زندگی  
 بسر کیا کروں **الضیاء** ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام بہ شاعری سے مجھے  
 نہیں سروکار بہ ختم تمام شاعری سے فرض یہاں بے اندازہ مدح - سروکار  
 فرض و مطلب - مطلب - اب میں یہ قطعہ دعا پڑھتا ہوں یعنی اس عرضی کے  
 آخرین ایک دعائیہ شعر لکھ کر عرضی بند کرنے کا ارادہ ہے زیادہ شاعری یہاں مجھے  
 خرچ کرنی نہیں منظور ہوں دینے سے کیا مطلب فقط دعا کافی ہے **الضیاء** تم  
 سلامت رہو ہزار برس بہ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار بہ سلامت پورا  
 رہنا مراد ہی معنی زندہ رہنا - یہی دعائیہ شعر ہے جو چنگا ذکر شعر ما قبل میں آچکا ہے مطلب -  
 دنیا میں ہر ایک سال تین سو <sup>۶۵</sup> ٹکڑے دن کا ہوتا ہے مگر یہاں شاعر کی مراد ہے  
 کہ خداوند قدر ایک ایک سال پچاس پچاس ہزار دن کا بنا دے اور پھر  
 پادشاہ کی عمر اتنی دنوں کے حساب سے ہزار برس کی ہو - اس حساب سے  
 پادشاہ کی عمر بقیہ ایک لاکھ چھتیس ہزار نو سو چھیالیس سال سے کچھ زیادہ ہوگی  
 ایسی زیادہ گوئی کو فن شعر میں اغراق کہتے ہیں **الضیاء** خان صاحب  
 شفیق و اولاد نشان بہ مہر لطفت و انیس و مہربان بہ خان قدیم میں پادشاہان  
 ہر کستان و خما کا لقب تھا اور نیز قوم اتقان کا لقب ہے اور ہند میں اخیر  
 اسم امر میں یہ لفظ عبور خطاب داخل کیا جاتا ہے جیسے سید جان خان -  
 شعر مذکور میں اسکا نون اعلان کر کے بروزن کمان پڑھو تو شعر موزون ہو -  
 شفیق مہربانی کہلے والا - اولاد نشان ذمی رتبہ بہ مہر جاے طور - لطفت مہربانی  
 انیس محبت رکھنے والا - مہر محبت بان گلہ فاعلیت - مہربان محبت رکھنے والا -  
 مطلب - یہ پورا شعر القاب جو یعنی خان صاحب شفیق و اولاد نشان مہر لطفت  
 و انیس و مہربان سلامت **الضیاء** بعد اظہار شکایہ دلی بہ و ہر جواب نام ہے

لکھتا ہوں علی بندہ بیدار ہے۔ اظہار ظاہر کرنا۔ تناسے ولی دل کی آرزو۔ در علامت  
 ظرف فارسی۔ نامہ خط۔ علی روشن و صاف۔ پہلا مصرع بطریق آداب ہے دوسرا  
 مصرع شروع مطلب مطلب۔ ولی آرزو ظاہر کرنے کے بعد آپ کے خط کے  
 جواب میں صاف صاف اپنا مطلب لکھتا ہوں **ایضاً** انا تھمہ میں ہے  
 خاتمہ گوہر نشان بندہ تا کروں ڈر ریزی معنی بیان بندہ خامہ قلم۔ گوہر نشان  
 موتی برسنے والا۔ ڈر ریزی موتی برسانا۔ معنی باتین۔ معنی کو ڈر ریزی سے  
 استعارہ اور بیان دل کے مطلب سے مراد مطلب۔ میں نے ماتھمہ میں وہ  
 قلم اٹھایا ہے جو موتی برسانا ہے یعنی بہت عمدہ آبدار عبارت خوش خط لکھتا ہے  
 اور اسکا نتیجہ یہ کہ میرے باطن کے احوال کو موتی بنا کر برسا دے یعنی باطنی مطلب  
 لکھ دے **ایضاً** معنی رنگین اگر لبریز ہو بہ صنف قمراس سب گلکزیز ہو بہ  
 معنی رنگین معنی شگفتہ جسکے سننے سے طبیعت کو خوشی حاصل ہو۔ لبریز چمکتا ہوا  
 قمراس کاغذ۔ گلکزیز ہم فاعل سما می پھول اُچھالنے والا اور آتش بازی  
 کی پھل پڑی کو بھی کہتے ہیں۔ مطلب اگر معنی رنگین خط میں سب دون تو  
 کاغذ کا صنف خوشی سے پھول اُچھالنے لگے یعنی خط دیکھتے ہی جھٹ پٹ مطلب  
 سمجھ میں آتا جاے۔ بیان معنی رنگین کو گل سے استعارہ ہے **ایضاً**  
 کیون نہوشیرین کلامی کا اثر بند بند اسکا جو مثل نیشکر بہ شیرین کلامی  
 میٹھی میٹھی یعنی خلق آمیز باتیں کرنا۔ بند لکڑی کی پور۔ نیشکر گتہ۔ مطلب۔ کاتب  
 کی شیرین کلامی یہ اثر کر لگی کہ قلم کی ہر پور گتے کی طرح میٹھی ہو گئی یعنی عبارت  
 لطیف لکھنے لگا۔

صفحہ ۵۱۔ گرچہ جو قلم خوشی بردمان بندہ یک قلم جو کام میں ہوسکتی زبان بندہ قلم  
 خوشی بردمان ہونساکت اور چکا رہنا۔ ترجمہ فارسی ہے کہ دو بین نقد نہم پر

نہر لگا لینا ہوتے ہیں۔ ایک قلم بالکل۔ کام تالو۔ زبان قلم سے فرض یہاں قلم کی جیسے ہر  
 شکاف کے سبب سے قلم میں دو تیرے ہو جاتے ہیں اول (انسی) قلم کے جس پٹ کی  
 نوک اوپچی ہوتی ہے اور کفر کا غز کو پٹے وہی چوتی ہے اس بار یک خط کھینچے جاتے ہیں  
 دوسرے (وحشی) قلم کے اُس پٹے کی نوک جو نیچے ہوتی ہے اور کاغذ کو جب چھوتی ہے  
 کہ جہدم قلم پور لگاؤ۔ اگرچہ قلم بالکل خاموش ہے مگر غور کرو تو اس کے تالو یعنی  
 آریے سو رانج کے پاس سے فقط زبان ہی زبان پیدا ہوتی ہے۔ مطلب۔ قلم کو  
 کوئی گولگانہ بھی کیونکہ خدانے اُسے تالو کے عوض میں بھی بالکل زبان ہی عطا  
 کی ہے پھر اسکی طراری کا کیا کہنا ایضا غور سے دیکھو نظر آتا ہے صاف بدیون  
 اور مقصود ہے یہ شکاف بدو موقی۔ مقصود مطلب۔ سینہ شکاف جبکہ سینہ  
 چاک چاک ہو۔ اور مقصود استعارہ یعنی مقصد۔ مطلب۔ جس طرح لفظ مقصود کا  
 سینہ یعنی صاوا کا سرا جو اُس لفظ کے بیچ واقع ہے شکاف ہے اس طرح  
 قلم کا سینہ بھی شکاف دار ہے یہاں صاوا کے سر سے سے میدان قلم کو تشبیہ  
 کامل ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ جہدم بدے ہوئے موقی کے سینے میں بسبب  
 سو رانج کے شکاف ہوتا ہے اس طرح قلم کا سینہ بھی شکاف دار نظر آتا ہے۔ اس  
 معنی میں لفظ مقصود بیگانہ ہو جاتا ہے اور معنی اول میں لفظ ڈر بیگانہ۔ مگر بسبب  
 استعارہ معنی اول چند ان نامر بوط نہیں بلکہ عمارہ ہیں ایضا رفتہ رفتہ  
 پسے لیکر تا فرق بد مشق الفت میں سہار ہتا ہے فرق بد رفتہ رفتہ یعنی وقوف  
 فرق اصل میں نامک کو کہتے ہیں اور مجازاً یعنی سر مشق کسی کام کو صاف ہوجانے  
 کے واسطے برابر کیے جانا۔ فرق ڈوبا ہوا۔ مطلب۔ انصاف و عشق میں جس طرح  
 آدمی پر مصیبت رہتی ہے اسی طور قلم بھی سر سے لیکر پاتوں تک انصاف کی مشق  
 کرتا رہتا ہے یعنی سر سے اخیر تک لوگ وقفہ وقفہ آسے تراشے جاتے ہیں

اور اُس بچارے کا ہمیشہ سر لگتا ہے یہی اُسکو عشقِ الفت ہے ایضاً سب یہی  
کہتے ہیں اُسکو اہل فن ہے بچا شیر نستان سخن بہ اہل فن صاحبان ہنس۔  
نستان کلک اور زکر کل کا جگل اس جگل میں بسبب سروی کے اکثر شیر کار رہنا  
مشہور ہے سخن نظم و نثر سے مراد ہے نستان سخن استعارہ یعنی سخن۔ مطلب۔  
یہ نظم و نثر کیا ہے گویا ایک نستان ہے اور اُس جگل کا شیر کون ہے وہی قلم یعنی خامہ  
نظم و نثر کا مالک ہے ایضاً اگرچہ سینہ صاف پان رکتی ہے لوح ہے لیکن  
اسکے سامنے ہوا وہ لوح بہ سینہ صاف رہنا بیکنہ رہنا۔ لوح تختی۔ سادہ لوح  
بیوقوف۔ مطلب۔ اگرچہ لوح کے سینے میں شکاف نہیں اور قلم کے مثل سینہ  
چاک نہیں اُسکا سینہ صاف ہے اور ہمیشہ بیکنہ رہتی ہے مگر قلم کے مقابل میں  
اجمق ہے یعنی خامہ جو تحریر چاہتا ہے اُسپر کھینچ لیتا ہے وہ پروک نہیں سکتی اور  
قلم سے کچھ بُرا نہیں مانتی ایسی بے کینہ ہے ایضاً برسہ برسہ تحریرِ خط ہے  
دل یہ اب بہ موبو کیسے قسم احوال سب بہ کیسے برسہ ہونا اُسپر آما وہ ہونا  
مگر یہ محاورہ ترجمہ فارسی ہے۔ موبو یعنی ذرا ذرا اور ذرا ذرا۔ رقم کرنا لگنا۔ سر کے  
سبب خط اور مودون لفظوں میں ایسا م ہے ششہ ۲۔ صلوہ ۱۔ دیکھو مطلب۔  
اب خط لکھنے پر دل آما وہ ہے اور ذرا ذرا حال میں آگے لگتا ہوں ایضاً  
آپ کا پڑھ کر خط بھیت منطہ کچھ ہوئی تسکین نہ اس دل کو فقط بہ بھیت بفتح  
اول خوشی و تازگی۔ منطہ فرش و دستور۔ بھیت منطہ اسم صفت مرکب  
خوشی بھیلانے والا تسکین آرام پانا۔ فقط مرکب (ف) بمعنی پس اور  
(قط) بمعنی پس و کافی۔ فقط بمعنی پس کافی مراد ہی معنی صرف۔ مطلب۔  
آپ کا خط دیکھنے سے خالی دل ہی کو خوشی نہیں ہوئی بلکہ وہ ہوا جو آئینہ  
شعرین ہے ایضاً شکل نرگس ہے چشم اتھار ہے رنگینی داد دیکھ کر بے اختیار ہے

شکل مثل سُرگس کو انگر سے تشبیہ ہو۔ انتظار نظر کر نامرادی منی کسی راہ دیکھتا۔  
 واکشادہ مطلب۔ انگر بھی جو انتظار خط کی راہ دیکھ ہی منی بس نامہ دیکھ کر گل پڑ  
 کی طرح بسبب کثرت شادی حیران ہو کر کھلی ہوئی رہ گئی۔ حیرانی میں ایک کلم  
 جھکتی ہو ایضاً ہر خیال اس دل میں بان تاک آپ کا ہے۔ ابتدا کو ہو  
 نہ جنکی انتہا ہے ابتدا شروع۔ انتہا تاملی مطلب۔ آپ کا خیال میرے دل  
 میں مقدر ہم رہا ہے کہ جسکے آغاز کو کچھ انتہا اور حد نہیں یعنی یہ نہیں معلوم کہ وہ  
 خیال کب سے شروع ہوا ہے اور کب تمام ہو گا ایضاً کیا لکھوں بتیابی درد  
 فراق ہے دیکھئے گا ہر تمہارے اشتیاق ہے بتیابی بقراری۔ فراق جدائی۔ اشتیاق  
 شوق رکھنا مطلب۔ جدائی کے درد میں جو بقراری ہے وہ میں آپ کو کیونکر  
 لکھوں اندوے خلاصہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے دیکھئے کا کمال شوق ہے اسی سے  
 سمجھ لو کہ مجھے کس قدر بقراری ہے ایضاً تاب دوری کی نہیں ہے دل کو  
 تاب ہے یوں جلون ہوں جیسے دن کو آفتاب ہے پہلے تاب کے معنی سوزش  
 اور دوسرے تاب کے معنی طاقت ہے میں سبب ان دو لفظوں میں تجنیس تمام  
 ہے شعرا صنف ۷۔ دیکھو۔ جلون ہوں نکال باہر اب جلتا ہوں بولتے ہیں مطلب۔  
 سوزش فراق کی دل کو برداشت نہیں جیسے سورج دن کو جلا کر تا ہے اور گرم  
 و کھائی دیتا ہے اسی طرح میں ہمیشہ چھٹکا کر تا ہوں ایضاً آپ سے صاحب  
 نہیں کچھ وہ رہوں ہر گوش افلاک سے بھور ہوں ہر گوش افلاک آسمانوں کا  
 گھر بنا جیسا بطیموس نے مانا ہے۔ شعر ۶۔ صفحہ ۲۰۶۔ دیکھو اور شعرا اسی سے نیکی و  
 بری بگتے ہیں۔ مجھ پر بے اختیار مطلب۔ اور صاحب میں جو آپ سے جدا  
 ہوں یہ میری کچھ خطا نہیں بلکہ گردش افلاک نے یہ قیامت مجھ پر توڑی ہے  
 ایضاً اشع سان ہر شے الفت تمام ہے سب چہ روشن ہے کہ نور صدم ہے

شع موم اور موم کی تہی جسے روشن کرتے ہیں۔ رشتہ وہ سوت جو شمع کے اندر ہوتا ہے اور وہی جلتا ہے و نیز باہمی قرابت۔ روشن ظاہر سان معنی مثل ہر دم ہمیشہ۔ مطلب۔ سب پر ظاہر ہے کہ تم سے ہمیشہ مجھے الفت کا رشتہ لگا رہتا ہے یعنی الفت جو جیسے شمع کو پروانے کے ساتھ محبت کا رشتہ جو یہاں رشتہ در روشن دونوں بطریق ایہام واقع ہیں شعرا صنف ۱ دیکھو ایضاً مختصر کر کے کروں کیا میں رقم بد قصہ فرقت نہیں ہوتا جو کم بد مختصر کرنا کسی چیز کا یا بیان طویل کو کوتاہ کرنا۔ رقم تحریر۔ قصہ داستان۔ فرقت جدائی۔ مطلب۔ میں مختصر کر کے کہاں تک بیان کروں جدائی کی کہانی تو بڑھتی جاتی ہے ایضاً آپ نے لکھا تھا ہے چند خط بد لکھو مجھے یا نہ پونچے جو غلط۔ مطلب۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ اچھ سو دہنتے لکھو چند خط بھیجے لیکن سنئے وہ یہاں نہیں پونچے مجھے آپ کا لکھا غلط معلوم ہوتا ہے ایضاً خط اگر آتا تو لکھتا میں جواب بد اچھ کرم فرما سے من و وہیں شتاب بد کہ مفرما سے سن مجھ پر مانی کرنے وہے شتاب جلد۔ اس شعر بھر میں عیب تعقید ہے (تعقید لغوی معنی اسکے گروہ ڈالنا و غلط کرنا اور اصلاحاً الفاظ کو ایسے مقام پر نشست دینا جہاں انکی جگہ نہو یعنی غلطوں کو اولت پلٹ کر بیان کرنا اسکے سبب سے معافی دینا) رقم ہو جاتے ہیں اور یہ کلام کے واسطے سخت عیب ہے جیسے جامی دشمن چو شنیدے نہ گنجد از نشاط بد در پوست کہ دل ز بندہ برداشتہ ہے یعنی دشمن چون شنیدے کہ از بندہ دل برداشتہ از نشاط در پوست نہی گنجد۔ دیکھئے شاعر نے دشمن کو علمدہ اور کلام سمیع دشمن کو دور اور گنجدن کو دلگ اور از نشاط ایک طرف اور در پوست کو کہین کا کہین چینک دیا یہی تعقید ہے اس طرح اس شعر کی عبارت یوں چاہیے ہے (اگر خط آتا تو اچھ کرم فرما سے)

میں وہیں شتاب جواب لکھتا اس مقصود کو شاعر نے ایسا پلٹ کر بیان کیا جس سے معنی غلیظ اور گروہ وار ہو گئے باوجودیکہ یہ عقیدہ بھی اسے صریح نظر کرنا ممکن تھا۔ خط اگر تا توہین و وہیں شتاب بہ اس کو کم فرما سے من لکھتا جواب ہے وہیں بروزن موہین غلط وہیں بیک و او بروزن چہین صحیح۔ مطلب۔ آپ نے کوئی خط ہی نہیں بھیجا ورنہ خط تو تا اور ہیں جواب نہ لکھتا ہتھ پھرتا فوراً لکھتا ایضاً صورت مہر لفاظہ چشم یاں بہ انتظار خط میں ہو و او صریح یاں بہ مہر بضم اول کندہ نام کا نشان۔ لفاظہ بیٹی ہوئی چیز اور وہ غلاف کا فذ جسمین خط بند کرتے ہیں۔ مطلب۔ جیسے لفاظہ کے اوپر کی مہر کھلی ہوئی آنکھ کی شکل پر ہو اسے صریح میری آنکھ تمہارے خط کے انتظار میں و امینی کشادہ رہتی ہو کہ دیکھے کہسوقت خط آتا ہو۔ آنکھیں کھلی رہنا کثرت انتظار سے مراد ہے ایضاً یہ نہ تھا معلوم کچھ کیجے یقین بہ ڈاک بیٹھی ہو آدھسہ کو یا نہیں بند ڈاک بیٹھنا محاورہ ڈاک کی آمد وقت کا جاری ہونا۔ مطلب۔ آپ چاہے کچھ اپنے دل میں سمجھے مگر درحقیقت مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کے بسکن کی طرف ڈاک جاری ہوئی یا نہیں ایضاً خط کے آنے پر نہ کرتا انتظار بہ نامہ سے شوق لکھتا لاکھ بار بہ نامہ خط نامہ اسکی جمع ہے۔ لاکھ بار کثرت شمار سے مراد ہے۔ مطلب۔ اگر ڈاک جاری ہونے کی خبر مجھے پہنچتی تو میں آپ کے خط آنے کی راہ نہ دیکھتا اور شوق آمیز نامے بجد لکھ چکتا۔

صفحہ ۵۲۔ گر پہنچ سکتے نہ جلدی ڈاک میں بہ یک قلم ز گسٹو وہ تاک میں بہ یک قلم بالکل۔ قلم خامہ اور وہ شاخ جو دوسرے درخت میں پیوند کیجائے۔ غلط کے معنی ہستور اور کستور مخلدہ اردو میں ہستی مثل ہو کماں تکلت ہو گیا اگر غلط کے عوض لکھتا



یہ نقل در منزل کجا بار نہ اٹھا پائے تا روز گس کی قربت سے مفت کا ایک ایہام چلا تا۔ تاک  
 ۱۰۰۰ وقت ۱۰ روز خجرت انکو ر قلم و تاک یہاں بطور ایہام ہین شمس ۲ صنف ۲۔ دلجو۔  
 مطلب۔ اگر میرے خط آپ کو ڈاک میں جلد تر نہ پہنچتے تو بالکل میں مثل نرس عین  
 وقت سپر وہ کر گذر تا جو آئینہ مرقوم ہوا ایضا پہنچتا با آرزو اسے تمام ہند  
 اپنی آنکھوں سے تھین اور نیکنام ہند پہنچتا کی ہاے ہوز ساکن ہو گئی اور یہ غلط  
 ہو اسکی (بہ) متحرک چاہیے۔ آنکھوں سے کوئی کام کرنا عین اطاعت سے کام  
 لیا لانا۔ با آرزو اسے تمام نہایت آرزو کے ساتھ نیکنام اسم صفت و کب  
 جو شخص نیک مشہور ہو۔ مطلب۔ اگر خط نہ پہنچتے تو میں عین اطاعت سے آپ کی  
 خدمت میں خود پہنچتا ایضا کیا لکھوں بس حال مجبوری بھلا ہند جب  
 قلم کا سینہ شق ہونے لگا ہند مجبوری بے اختیاری۔ شق چاک۔ قلم کا سینہ شق  
 ہونے سے شکاف قلم کا پھیل جانا مقصود ہوا کثرت تحریر میں شکاف پھیل جاتا ہوا  
 اور پھر اس سے لکھنا نہیں جاتا۔ سینہ شق ہونا کثرت غم سے بھی مراد ہوا۔ مطلب۔  
 میں اپنی بے اختیاری آپ سے کیا عرض کروں جب حال غم لکھتے لکھتے قلم کا سینہ  
 پھٹنے لگا تو پھر کیونکر لکھوں مجبور ہوں ایضا چاہیے اپنی خبر لکھا کر ہند  
 بقراری دور ہوسکیں ہو ہند مطلب۔ آپ کو لازم ہوا کہ اپنی خبر غیریت مجھے  
 لکھ بھیجی کیجئے اس سے دل کی بقراری رفع ہوتی ہوا اور عین آتا ہوا ایضا  
 روکے کتا ہوا قلم اب مجھکو تمام ہند ختم کرتا ہوا یہ لکھ کر و سلام ہند قلم کے  
 رونے سے حروف کا نکلنا مقصود ہوا۔ مجھکو تمام یعنی مجھے روکے۔ ظاہر ہوا  
 کہ جب کوئی روتے روتے بیہوش ہونے لگتا ہوا تو اسے تمام لیتے ہین  
 ختم تمام۔ مطلب۔ قلم رو رو کر مجھے کتا ہوا کہ اسی سودا میں بیہوش ہوا  
 جاتا ہوں مجھے روکے یہ لکھ کر نامہ تمام کر تا ہوا زیادہ سلام فقط ایضا

ہنر کو مفلسی ہرگز فر نہیں کہ نہیں بہ چنار کو تمیدستی سے نقص جو ہر کا بہ ہنر  
 صنعت جسکا تعلق یا تھر سے ہو۔ مفلسی کنگلا پن۔ ضرر نقصان۔ چنار ایک و فرسٹ  
 نامہ ذہنگ و کچھو۔ تمیدستی خالی یا تھر ہونا مرادی معنی اخلاص۔ نقص کسی  
 چیز کی کمی اور نقصان۔ جو ہر بیان لکڑی کا ریشہ جو اوپر سے نمایاں ہو۔ اس  
 شکر کے پہلے معرے کو دوسرے معرے سے تفصیل ہے اور یہ میسوب ہے  
 شعور ۱۳ صفحہ ۷۔ و کچھو۔ مطلب۔ چنار کا پنجہ اگر چہ خالی ہے یعنی اسکے با تھر بین  
 کچھ مال و زر نہیں لیکن یہ تمیدستی اسکے جو ہر کو جو اسکی لکڑی بین ہے کچھ نقصان  
 نہیں کرتی اسب طرح اگر انسان میں نہ ہو تو اسے مفلسی کچھ ضرر نہیں  
 پہنچا سکتی ایضاً افتادگی بین یہ عزت ہے و دیگر اسے کس بہ کہ نیک و  
 ہر نے کیا نقش پا کو رہتا ہے فتادگی افتادگی کا محض مرادی معنی عاجزی  
 سرکش و فرور نقش پا وہ قدم کے نشان جو راہ چلنے سے زمین پر  
 بنجاتے ہیں۔۔۔ اہتا راہ بتانے والا اور مرشد۔ مطلب۔ لوگ پانوں کے  
 نشان و کیر و کیکر اسی پر چلے جاتے ہیں اور اپنے مطلوب کا کھون لگا لیتے  
 ہیں پس نقش پا کو ہر شخص نے گویا اپنا رہتا تصور کیا ہے اور نقش قدم کو  
 رہنمائی کا مرتبہ اسی سبب حاصل ہوا کہ وہ زمین پر پڑا رہتا ہے اب اس  
 سرکش و کیر کہ عاجزی بین کیا رتبہ حاصل ہے کہ نقش پا سے بر زمین افتادہ  
 مرشد کہلایا ایضاً بینی زینت دنیا سے شخص شکل تری ہے لباس زر کو ہنر  
 نہ تو بوم طلا بہ زینت آرایش۔ شخص کی ہندی ناسوڑیا۔ شکل صورت لباس  
 زر سنہرے کپڑے۔ بوم طلا وہ کپڑا وغیرہ جسکی زمین سنہری ہو اور بیل بوٹے  
 آسیر ریشم وغیرہ اور رنگ کے ہون جیسے دولہا کا کار چوبی خلعت  
 بخلاف کتاب اس صورت میں یہ لفظ بنک اضافت صفت مرکب شہرا

بوم یعنی زمین اسکی ترکیبی معنی عطلائی زمین کہنے والا کپڑا جب آدمی سہرے کپڑے  
 پہنے تو زمین کو یا عطلائی ٹھہری اور اُسپر نقش و نگار یعنی آنکھ ناک کان پیشانی  
 ہاتھ پاؤں وغیرہ جو کھلے رہتے ہیں اور رنگ کے ٹھہرے پس انسان بھی بوم عطلا  
 ہو گیا۔ مطلب۔ ای مغزور دنیا کی آرائش سے تو منحوس صورت کہلا گیا جب  
 تو نے سہرے کپڑے پہنے تو بوم عطلا بن گیا اور نہ کچھ سہمی سہمی کہ تیرے اس نام  
 سے خوش چلتی ہو۔ اٹو کو بھی بوم کہتے ہیں اور اُسے بد میں جانتے ہیں۔  
**ایضاً** نہین چر کام مجھے شعر و شاعری سے وے بد خرد نے مجھ کو نصیحت  
 سے بار بار یہ کہا بد خرد عقل۔ نصائح نصیحت کی چیغ۔ بار بند مکر یہ شعر اپنے با بعد  
 سے قطعہ بند ہو۔ مطلب۔ مجھے یہ فرض نہیں کہ خواہی نحو اہی شو کہساکردن  
 لیکن کیساکردن کہ عقل مجھے بھی سمجھاتی رہتی ہو جو آہت ہ شعر میں ہو۔  
**ایضاً** زبان پر لائن خوب کونہ۔ کمر دل میں بد کہ اُس کمر کی نہیں  
 قدر جو صدق میں رہا بد زبان پر لانا بیان کرنا اور جان بھانا سخن خوب  
 اچھی بات یہاں مراد شاعری سے ہو۔ دل میں رکھنا کسی بات کا چھپا ڈھانسا  
 گھر موتی۔ قدر عزت۔ صدق سبب جہین موتی رہے۔ مطلب۔ ای سو دا  
 عمدہ اشعار کو کیوں چھپانے ڈالتا ہو تو نہیں دیکھتا کہ بتناک موتی سبب میں  
 پوشیدہ رہتا جو اسکی کچھ قدر نہیں ہوتی اور پادشاہ کے تاج تک نہیں  
 پہنچتا۔ یہاں سخن خوب کو موتی سے اور دل کو صدق سے تشبیہ ہو  
**ایضاً** بزرگ عکس سبکیا ربحر دنیا میں بد تورہ کہ موج حوادث بد دوسرے  
 شبکو بہا بد بزرگ نسل۔ عکس پر چھانوان۔ سبکیا ربحر کسی بوجہ سے  
 چھٹی پا گیا ہو۔ بحر مندر۔ بحر دنیا استعارہ یعنی دنیا۔ بحر دنیا سے کوئی یہ نہ کہے  
 کہ پانچون سمندرون میں سے ایک سمندر۔ موج لہر۔ حادثہ تہلی بات

مرادی معنی آفت ناکمانی جو آفت اصلی تھو جو مطلب - آونہ جو عاقل کی طرف  
 دیکھا ہیروں سے بیکر وشن۔ پہنا ہا یہیے تاکہ کوئی بلا اسپر کار کر نہوے تو نہیں دیکھتا کہ  
 رفعت وغیرہ کا عکس کہی پانی پر پڑے اور برابر بار اسپر لہریں گزریں جب بھی وہ  
 عکس اپنی جگہ سے بیکر اور کسی مقام پر نہیں ہٹ جاتا یہ سبکی کا سبب جو اس جگہ  
 تو بھی اسباب و نیات سے بیکبار رہ تاکہ کوئی آفت ناکمانی ٹھہر نہ توٹے اور تو  
 پریشان نہو۔ یہاں عکس کو سبکیاری سے تشبیہ اور مورخ کو جو آفت سے بچتا  
 ہو۔ اس شعر کے دونوں مصرعون میں عیب تھیں جو ایضاً **ایضاً** کیلی و  
 شکنی سے جو خوش کریں دل کو ہ وہ کون لوگ ہیں کیسے ہیں کہا ہوں بلکہ بتا ہوں  
 دل شکنی دل توڑنا مرادی معنی آرزوہ خاطر کرنا۔ مطلب - جو لوگوں کو آرزوہ  
 خاطر کر کے خوش ہوا کرتے ہیں وہ کون قوم ہیں انکی صورت کیسی ہونی ہو اس سے  
 انکا کیا مطلب نکلتا ہو اور مخاطب تو ذرا مجھے بتا تو وہ ایضاً **ایضاً** یقین  
 اور بیان کیا توٹے دل مراد وہیں ہر جو خاطر چھکے مرے پانٹوں میں ذرا توٹا ہوں  
 یہیں کسی چیز کو نیک دل سے مان لینا۔ دل ٹوٹنا آرزوہ خاطر ہر اور  
 ہے آس ہونا۔ وہیں ہر وزن جو بین غلط وہیں ہر وزن میں صحیح۔  
 خار کاٹنا۔ مطلب - کیلی دل شکنی مجھے پسند نہیں یہاں تک کہ اگر کاٹنا  
 میرے تلون میں ٹھیکر ٹوٹ جاتا ہو تو اسکی شکستگی دیکھکر میں اپنا آزار  
 مہول جاتا ہوں اور دل میں سوچتا ہوں کہ ہر جو میرے پانٹوں سے  
 منت میں ٹوٹ گیا اسپر بڑا ظلم ہوا نہایت افسوس ہو ایضاً **ایضاً**  
 وے شکست ہی اس فقیر کو بھائی ہر قدر حلع کا اگر توڑے سنگ  
 استغنا ہر شکست شکستن کا حاصل مصدر ٹوٹنا یہاں مرادی معنی کس نفس  
 جانا پسند ہونا۔ بھائی بیابے مہول شکست باہر اب بھائی ہر بوسلے ہیں۔

قدح بفتحین چالہ طمع لایح - طمع کا قدح استعارہ یعنی طمع سنگ تپہ - استغنا  
بے پروائی و قناعت - سنگ استغنا استعارہ یعنی استغنا مطلب - مجھے کوئی  
شکست پہنڈ نہیں مگر مان میری طمع کے پانے کو اگر بے پروائی کا تپہ توڑ دے  
تو مجھے نہایت خوش آتا ہے اور فیض دنیا جبری شکستوں میں مجھے بھی شکست  
پہنڈ ہو کیونکہ اگر نفس پر غلبہ ہو کہ اگر میری قناعت کے سبب سے میرا لایح  
رفع ہو جائے تو میں نہایت خوش ہوں اور **ایضاً** فکر مساویان جسے شام و سہر  
نہیں پہنچو اور یہ سمجھتے ہیں ہم اسے وہ بشر نہیں ہے معا و صیغۃ ظرف یعنی جائے  
خود یعنی وہیں اسے کی جگہ مہملا حاجان دوبارہ زندگی پا کر سب جمع ہونے اسے  
مختر بھی کہتے ہیں سرادی یعنی آخرت - حیوان یعنی تنکیری کل جاندار اور یعنی  
تعریفی بہائم اور بہان یعنی دوہم جو - بشر انسان مطلب - جسکو دنیا میں ہمیشہ  
آخرت کی فکر ہوتی ہے آدمی نہ سمجھو بلکہ وہ چار پاہ جو **ایضاً** سرکش کو باغ  
و ہرین نیکو کا پہل کہان ہے دیکھو کہ سرو میں کبھی ہوتا نہیں ہے سرکش ہر  
آتشا فشاں سرادی یعنی فرور - باغ دہر استعارہ یعنی دنیا - پہل شر اور بدلا  
سہر - ایک سیدھا چوٹی دار درخت جسمین گل اور کچھ نہیں ہوتا اور خزان نہیں آتی  
نہر پہل - فرور آدمی کو دنیا میں نیکی کرنے کا کچھ نتیجہ نہیں ملتا جیسے سرو  
میں سرکشی کے سبب سے پہل نہیں آتا سرکش کو بہان و درخت سرو سے  
تشبیہ جو **ایضاً** انسان گہر جو علم و فن انہیں جو آب و تاب ہے بے آبرو جو  
آدمی کو علم گہر نہیں ہے گہر موقی - علم کے منہی بانسا اور اسکی بائیں ٹھیکان ہیں - مدد  
نہ خود نقد یعنی نہ - معانی بیان طعروضی قافیہ انشا و رسم خط ہما  
ملا سا فرہ ملا قرأت ملا تفسیر ملا حدیث ملا فقہ ملا فرائض ملا اصول ملا کلام ملا منطق  
ملا حکمت - اور علم حکمت کے فروع بہت ہیں جیسے ہندسہ یعنی تحریر و قلم ہیں و

حساب وجہ مقابلہ و جزئیں و مساحت و اخلاق و تاریخ و فلاح و کیمیا یعنی علم بیجا  
 و جزئیہ و ہیأت یہ سب علم حکمت ہیں و اعلیٰ ہیں اور فی زمانتا بھی مدارس سرکاری  
 میں جاری۔ فن کی فارسی ہنر وہ صنعت جس کا تعلق ہاتھ سے ہو جیسے کاریگری کا  
 کام۔ آب و تاب چمک و مک۔ آبر و فرقت۔ پشور اپنے ماہی سے قطع بند ہو۔ مطلب۔  
 آدمی موتی کے مثل ہو اور علم و ہنر اسکی آبداری ہو بے علم آدمی جیسے بے آب موتی  
 جسکی فرقت خاک نہ دھول۔

صفحہ ۳۵۔ کیون سب خریدتے ہیں ڈر آبدار کو کہ بے آب کا خریدنا کوئی گہر نہیں  
 خریدتا مصدر غیر وضعی سخن لے کر۔ کیون کے بعد کاف بیانہ مقدر۔ یہ شعر شعر با قبل کا  
 ثبوت ہو۔ مطلب بے علم آدمی بے آبر و ہوتا ہو کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ جیب کوئی خرید  
 کرتا ہو تو آبدار موتی کو خرید کرتا ہو اور جب کوئی پوچھتا ہو تو عالم کو پوچھتا ہو نہ کوئی  
 بے آب موتی تلاش کرتا ہو نہ کوئی جاہل کی جاہ کرتا ہو ایضاً دل صاف ہو  
 وہ حسین کہ ایمان کا نور ہو یہ اندھا ہو جسکی آنکھ میں نور بے نہیں ہے ایمان امان  
 دینا اسکی ہندی و حرم ہو نور روشنی۔ بصر سے مراد ایمان بصیرت یعنی بینائی  
 باطن۔ مطلب۔ اسی دل کو صاف کہو جو با ایمان ہو اور اسی شخص کو بینا کہو  
 جسے باطنی بینائی ہو۔ یعنی خدا کو پہچانتا ہو ایضاً علم و تواضع و ہنر و ادب  
 یا وحی نہ جس شخص میں یہ وصف نہیں وہ بشر نہیں ہے علم شعر ۱ صفحہ ۵۲  
 دیکھو۔ تواضع کے ضد کو غمہ اپنے کو سب سے کم سمجھنا۔ ہنر بمعنی کاریگری۔ ۱۱۰  
 انصاف۔ یا وحی خدا کی عبادت۔ وصف تعریف چاہے نیک ہو چاہے بد مطلب  
 مصرع اول کی بانچون چیزیں جس شخص میں نہون وہ آدمی نہیں بلکہ حیوان  
 ہو ایضاً ہر شے میں یا ر و جو ہر ذاتی کو ہو قیام ہے دیکھو فروغ بخش ہمیشہ  
 قرنین ہر شے میں یا ر و حج بجات ملوئی۔ جو ہر وہ چیز جو بذات خود قائم ہو

جو بڑا اتنی مرادی معنی خود اپنا کمال - قیام پایدار می - فروغ بخش اسم فاعل ہما می  
 روشنی دینے والا - قر وہ کرہ جو سیارے کے گرد اگرد گھومے اسکی ہندی چاند -  
 مطلب - ہر ایک چیز میں اپنا ہی کمال پاندارہ سکتا ہو پرانی ناگی ہوئی خیر ہرگز  
 قیام نہیں کرنی جیسے چاند کو دیکھو کہ سورج کی طرح ہمیشہ روشن نہیں رہتا تین  
 دن تو اسکی چاندنی دکھائی بھی نہیں دیتی بسکو محاق بکس مریم کہتے ہیں اسکی  
 وجہ یہ ہے کہ چاند کی روشنی مستعار ہے جو سورج اپنی شعاع قر کو دیتا ہے تب وہ  
 روشن ہوتا ہے چاندنی اصل میں دھوپ کا عکس ہے جیسے کوئی آئینہ آفتاب  
 کے مقابل کر کے سائے کی طرف اُسکا رخ پھیرے تو سائے میں بھی بقدر مقابلہ  
 آئینہ دھوپ آکر پڑتی ہے یہی حال آفتاب اور چاند اور چاندنی کا ہے پس جب  
 قر بہن دوسرے کی روشنی ہے تو اُسکا کیا اعتبار وہ ہمیشہ فروغ بخش کیونکر  
 رہے چاند بہن اپنا ذاتی کمال نہیں اغرض مانگے کی چیز بھی کچھ نہیں ہوتی -  
**ایضاً** ظالم جو ہے کبھو نہ کبھو نامراد ہے وہ ہوتا نہال ظلم کبھی بارور نہیں ہے  
 ظالم ظلم کرنے والا کبھو محاورہ قدیم دہلی اب کبھی بولتے ہیں - کبھو نہ کبھو ایک نہ  
 ایک مرتبہ - نامراد جسکی مراد حاصل نہو - نہال وخت - نہال ظلم استعارہ معنی  
 ظلم - بارور حسین پھل ہو مطلب - جو شخص ظالم ہے وہ ایک نہ ایک دن زندگی  
 سے نامراد ہو جائیگا صحیح ہے کہ ظلم کا وخت چلتا پھولتا نہیں **ایضاً** غفلت  
 سے باز آہوس سیم وزر کو چھوڑ بہ وارفتا ہے شیر یہ سونے کا گھر نہیں ہے غفلت  
 اچھیت ہونا یہاں مرادی معنی ترک سہنہ - باز آنا کسی کام کا نہ کرنا - ہوس  
 حرص - سیم وزر روپیہ پسیا مال و دولت - وار گھر - فنا مت جانا اور فنا  
 مرادی معنی دنیا شیر شاعر کا تخلص - مطلب - اسی شیر یہ دنیا سونے یعنی  
 فتن کا گھر نہیں کہ تو اسمین خواب غفلت سے مدہوش ہو - یا یہ وہ وقت

سوسنے یعنی ذرکا لکھ نہیں کہ تو آئین سیم دزر کی ہوس کرے پس غفلت و بوس  
 دونوں ترک کرو نہ یہ وارفتا چر تو مت جا بگا۔ اس شعر میں نصیحت توریہ چر توریہ  
 ایک لفظ بیان کرے جسکے دو معنی ہوں اور ان دونوں معنوں سے موافق  
 علیحدہ علیحدہ دو بیان ایسے ذکر کرے کہ لفظ مذکورہ دو معنی سے اور دونوں  
 موافق ہو جائیں جیسے اس شعر میں سوسنے کا لکھ غفلت سے باز آنا اور  
 ہوس سیم دزر کو چھوڑنا ان دونوں کے ساتھ موافق ہو گیا یعنی پہلے آئین  
 معنی جاسے نعتیں اور پھر خانہ زر کے لیے گئے اور موافق کر لیا گیا بصورت موافق  
 شعر صفا یہاں جوش طوفان و مان سوز تہجد ان میں مرے جسم و ولہ  
 ہیں ہمدرد کی صورت ہے اس میں فقط لفظ ہمدرد کے دو معنی ہیں ایک تو بحر کہ  
 وہ جوش طوفان سے موافق ہے دوسرے وہ جانور جو ہمیشہ آگ میں زندہ  
 رہتا ہے اور یہ سوز تہجد ان سے موافق ہے۔ اس قسم کے شعر میں لغت و شعر میں  
 بھی جو ایسی نفع کیا کیا ہو اور کوششا ہے صحت جسم اس میں پیدا ہے وہ  
 نفع فائدہ صحت جسم تندرستی۔ پیدا ظاہر مطلب۔ ہوا سے بڑے بڑے فائدہ  
 تندرستی پیدا کیے ہیں ایک تو یہی کہ آوی نہانہ ہوا تندرستی تندرستی  
 ایسی بعض اوقات اگر جو اندھے میں کہیں دن رات اگر جو اندھے میں  
 تھوڑا۔ اوقات وقت کی جمع۔ یہ شعر اپنے ماہر سے قطعہ بند ہو۔ مطلب  
 پہر میں کسی وقت یا تھون پہر بالکل ہو ترک رہے تو وہ نقصان ہو جو آئینہ  
 شعر میں جو ایسی دم رنگین آدمی پڑیں چار ماہ میوے فائدہ ہوں گویا  
 پھل اکبار ہے۔ دم سانس۔ دم رنگنا سانس بند ہونا اور دشت ہونا  
 فائدہ فائدہ کرنے والی چیز۔ مطلب۔ ہوا کے ترک رہنے سے آدمی چار ہو جانتے ہیں  
 اور قریب مرگ پہنچ جاتے ہیں میوے بڑا اور پڑ جاتے ہیں اور پھل میں جاتے ہیں



ایضاً اُنے طاعون یا وبا آنے پر غلے پر آفت و بلا آنے سے پہلے طاعون ایک مادہ  
 زہر دار ہے جو جنگلی پیر کے برابر فوطہ اور پستان اور زرنبل اور پتھون میں پھسپان پیدا  
 ہوتی ہیں سرخ یا نیلی یا سیاہ اور آٹھیں نہایت سوزش اور فو اور نپ انکی علامت  
 ہے جس عضو میں پیدا ہوں اُسے بیکار کر دین ہو اسے زہر دار اُلکا باعث ہے اور  
 کتب بسر میں یون مذکور ہے کہ یہ عارضہ حضرت موسیٰ علی بدو عا سے پہلے پہل فوج  
 کے لشکر میں پیدا ہوا تھا بعضوں کا قول ہے کہ انسان خواب میں دیکھتا ہے  
 کہ ایک شخص میرے برجمی لگا رہا ہے اور جب بیدار ہوتا ہے تو اسی مقام پر  
 جہان سنان کی لوک خواب میں لگتی دیکھی تھی اسے منود ہو جاتے ہیں اور  
 اسی طرح کئی بار ہوا کرتا ہے جو آسمان کو دھمکل جاتا ہے۔ طعن کے معنی برجمی کی  
 ضرب طاعون اسی سے مشتق ہے۔ یہاں یہ عارضہ بھی کثرت سے ہوا ہے پیدا  
 ہوتا ہے اور ہمال لشکر اسکی علامت ہے۔ یہاں طاعون دو نون  
 پر پیغام اجل ہیں وہاں بھی فوج کو حضرت موسیٰ علی بدو عا تھی  
 اَللّٰهُمَّ اَحْفِظْنَا عَمَّا فَا تَا ج۔ ہوا کے زکاو سے اس میں بھی ایک عارضہ  
 ہے جو جاتا ہے جیسے گسان لوگ گروی کہتے ہیں یہ بھی آفت کی سور کی طرح  
 شاخ و برگ میں پیدا ہو جاتا ہے اور اُس سے وخت خشک ہو جاتے ہیں  
 مطلب۔ اگر ہوا رک جائے یا فاسد ہو جائے تو دنیا میں طاعون اور وبا  
 اور فطاد وغلے کی آفت پیدا ہوا ایضاً اُلکھل گنی قدرت سے اسے جہاں وہ  
 حسن تدبیر ہے جو پیش با و بد مکمل جانا ظاہر ہو جانا یہ قدرتِ حکمت ربانی  
 و طاقت۔ عباد و کسیر عین حج عباد معنی بندہ حسن تدبیر خدائی و عمدگی فکر  
 جہنیش با و میو اچلنا۔ مطلب۔ اوپر کے بیانوں سے خدا کی قدرت کا جان  
 ظاہر ہو گیا کہ ہوا کا چلتا ہے ایک عمدہ تدبیر ربانی ہے ایضاً اُلکھل اس

پسیدگی تجھے بین دون بہ حکمت اصل ہوا کی تجھے کون بہ حکمت و انائی اور اصل  
 وجہ۔ اصل کے معنی بڑا اور مراد ہی معنی کسی چیز کی خاص وجہ مطلب جنبش باد گویا  
 ایک راز جو اسکی خبر میں تجھے بتاتا ہوں اور ہوا کیون پسیدہ ہوئی ہو اسکی  
 اصلیت بھی تجھے سن ایضاً فی حقیقت بعد ازاں ایک اثر پہ متصل ہو کے  
 وہ بیکہ گیر بہ فی حقیقت و حقیقت اور دراصل۔ صدا اوہ آواز جو کسی چیز میں  
 گونج کر نکلے اور مطلق آواز۔ اثر نشان۔ بیکہ گیر باہم متصل ملنے والی چیز۔  
 مطلب حقیقت میں آواز بھی ایک اثر ہے کہ وہ باہم ایک ڈال ہو کر وہ کرتی ہو  
 جو آئندہ مذکور ہو ایضاً کرتی ہو پیکر ہو اپنی نقوذ پہ کرتی ہو جو ہر ہوا میں  
 نقوذ پہ پیکر جسم اور جسم وہ شے جو ہر شے سے چھو جا سکے نقوذ گھسنا اور پھیلنا۔  
 جو ہر اصل چیز مطلب۔ آواز باہم ملکر ہوا سے چھو جاتی جو اور اندرون ہوا داخل  
 ہوتی ہو ایضاً جب ہوا اس صدا کو پاتی ہو بہ قوت سامعین لاتی ہو بہ  
 قوت سامع وہ قوت جس سے آدمی سن سکے مطلب۔ جب ہوا سے آواز  
 مل جاتی ہو تو ہوا اسکو لیکر اڑاتی ہوئی کان تک پہنچا دیتی ہو اسبطوح سیری  
 آواز تم تک اور تمہاری آواز مجھ تک ہوا کے وسیلے سے آتی جاتی ہو مثلاً  
 کوئی مشرق میں چلا کر پکارے اور اسوقت ہوا کا جھکورا مشرق سے مغرب کو  
 جاتا ہو تو پکارنے والے کی آواز ہم والوں کو زیادہ معلوم ہوگی ایضاً  
 باہم انسان دہر روز و شب کہتے ہیں اپنے اپنے مطلب سب بہ باہم ہیں  
 ہیں بہ دہر زمانہ۔ روز و شب کے مراد ہی معنی ہمیشہ۔ مطلب۔ ہوا کے وسیلے سے  
 وراثت دنیا کے آدمی ایک سے دوسرا نے اپنے مطلب بیان کر سکتا ہے جو  
 مثلاً ایک شخص نے کوئی بات کہی اور وہ اس کے منہ سے نکلے ہی ہوا میں ملی اور  
 ہوا کے ساتھ ساتھ دوسرے کے کان تک پہنچ گئی نہنیں دیکھتے کہ بعد صد

کی ہوا ہوتی ہے اور ہر والون کو توپ کی آواز زیادہ سنائی دیتی ہے اور ایضاً  
 رہتا باتون کا جو ہوا میں اثر بہ حرف رہتے ہیں جیسے کاغذ پر بند مطلب۔ اگر باتون کا  
 اثر ہوا میں اس طرح رہتا جیسے کاغذ پر تحریر سے حروف قائم رہ جاتے ہیں تو وہ نقصان  
 ہوتا جو شعر آئیدہ میں ہے ایضاً تو صدا سے جہاں بھر جاتا ہے وہ کام و شور اور ہوتا  
 لوگوں کا بند بھر جانا لبالب ہو جانا۔ و شور اور شکل مطلب۔ اگر ہوا میں آواز چیت کر  
 رہ جاتی تو آخر بھرتے بھرتے تمام جہاں آواز سے لبالب ہو جاتا پھر ہوا اس قابل نہ رہتی  
 کہ ایک کی بات دوسرے کو پہنچا دیتی۔ تمام جہاں میں آواز کا لبالب ہو جانا اس وقت  
 کہا گیا کہ ہر جگہ ہوا موجود اور خلا کمال ہے جب ہوا آواز نہ پہنچا سکتی تو لوگوں کی  
 کارگزاری شکل ہوتی۔

صفحہ ۴۵۔ ہوتے محتاج سب یہ پاپ کے غل بہ کرین تازہ ہوا کو کر کے بدل دینا  
 احتیاج رکھنے والا غل نقصان۔ بدل تبدیل کرنا۔ مطلب جب یہ غل پڑتا کہ اگر ہوا  
 نہ ہو سکتی تو فوراً ہی فخر ہی سبکو اس امر کی حقیقت ہوتی کہ ہوائی ہوا بدلتا کہین سے  
 نئی ہوائی آئین اسکی مثال آئیدہ شعر میں ہے ایضاً جیسے جس وقت بھرتے ہیں  
 کاغذ ہر لوگ تبدیل کرتے ہیں کاغذ پہ تبدیل بدل ڈالنا مطلب۔ آواز میری ہوتی  
 چرائی ہو کوئی ہوا سے بدلنے کی حاجت اس طرح پڑتی جی طرح کاغذ کی وصلی جب  
 شق کرتے کرتے بھر کر حروف سے سیاہ ہو جاتی ہے تو لوگ اسے دھوئے یا بہتین  
 ایضاً باتین کرنے کا پورا پورا سوا بند ہوتی کاغذ سے احتیاج سوا بند ہوا  
 رونق اور قاعدہ رسم و راہ مطلب۔ ہمیشہ ہوا کے بدل ڈالنے کی ضرورت  
 حمایت ہی رہا کرتی۔ کیونکہ لکھنے سے زیادہ دنیا میں باتین ہوتی ہیں یعنی تحریر سے  
 تقریر کا کام بہت رہتا ہے اس صورت میں تازگی ہوا کی ضرورت کاغذ سے  
 بھی زیادہ رہا کرتی ایضاً یعنی انسان باتین کہتے ہیں یا کہتے

اُس سے جو لکھتے رہتے ہیں، بہ اکثر زیادہ یہ طلب۔ پیشتر شعر ما قبل کی تصریح ہو  
**ایضاً** ایسکے ہر خالق و مکیم خدا بہ بنگلی لہی کا غذایطیف ہوا، ہر خالق پیدا کر نیوالا۔  
 جبکہ عقلمند روانا۔ لطیف سبک و صاف۔ طلب۔ خدا بڑا دانا و پروردگار ہے کہ  
 اسے ہو اگر مثل کا غذا کے بنایا مگر کیسا کا غذا جو نہایت لطیف ہوا کیسا لطیف  
 جو انکھ سے دکھائی بھی نہیں دیتا اور آپہر سبب لطافت کے باتون کا نشان  
 یہی قائم نہیں کیا **ایضاً** جس قدر آدمی ہو کہ سکتا بہ ہوتی ہو حامل تخن  
 وہ ہوا بہ حامل بوجہ اٹھانے و آنحض۔ طلب۔ جو جو باتین لوگ کہتے جاتے ہیں  
 ہوا اٹھین لیتی جاتی ہے اور وہ کرتی ہے جو آئندہ ہے **ایضاً** اُس سے  
 بقتا ہو گفتگو کا اثر بہ ہوتی ہے صاف اور خالص تر بہ گفتگو کا اثر باتون کا  
 نشان یہاں مراد صدائے کلام سے ہو۔ خالص بے میل۔ طلب۔ جو ہوا  
 بین آواز ملتی ہے تو اُس سے کلام بنکر لوگوں کے کانوں تک پہنچ جاتا ہے  
 اور پھر ہوا پاک صاف ہو جاتی ہے اور اُس میں گفتگو کے گذشتہ کا اثر باقی  
 نہیں رہتا **ایضاً** کے انسان تا کچھ اور بھی بات بہ رہے اشغال  
 گفتگو و زرات بہ اشغال شغل کی حج اور اسکے معنی بے فرستی۔ طلب۔ جو اوج  
 ہر وقت باتون کا اثر اپنے جسم سے پھینک پھانک کر لہی ہو جاتی ہے تو اُسکی  
 مراد یہ ہے کہ آہ اور باتین جو کرین تو بہن انکو بجا کر سامنے آئے کے کانوں تک  
 پہنچا دوں اور یہ باتون کا سلسلہ برابر جاری رہے **ایضاً** ایسا ہوا این ہے  
 قدرت صانع بہ نہیں ہوتی وہ کہتہ و ضائع بہ صانع کا ریکر یہاں مراد خدا سے  
 ہو۔ کہتہ پھرائی چہ نہ۔ ضائع صت جانے والی شے۔ صانع و ضائع میں تمیز  
 جناس ہے شعر اصغیر۔ دیکھو۔ طلب۔ یہ بھی خدا کی عجیب قدرت ہے کہ  
 ہوا نہ تو پھرائی ہوتی ہے اور نہ بالکل نیست نہ ہوا ہو جو باقی ہے

ایک حال پر رہتی ہے **الارض** ہے جو ابھی یہی نسیم ہی بہائیں ہے غیرت کو اور ہی کافی ہے ہوا وہ باد جو ہر جگہ بھری ہوئی اور ساکن جو نسیم آہستہ آہستہ چلنے والی ہے اس بہت غیرت کی اصل غیر اور اسکے معنی منفیت پہنچانا اور زمین کا پانی ٹوک لینا۔ کافی پورا اور تمام ہونے والا کام بطلب۔ جو جو آٹھری ہوئی یا روان ہو وہ دونوں ایک ہی ہیں تو گون کو فائدہ پہنچانے اور زمین کا پانی سوکنے کے واسطے دونوں کافی ہیں **الارض** جو مصالح ہوانے پانے ہیں یہ فائدہ ہے جو تجھے سنائے ہیں یہ مصالح مصلحت کی جمع نگوئیان بطلب۔ جو جو مصلحتیں ہوا میں ہیں اور اسی ہوا کے بیان میں جو جو ہیں تجھے اور پڑھنا چکا ہوں وہ یہ بھی ہیں جو زندہ بیان کرتا ہوں **الارض** اس سے جو زندگانی ابدان ہیں اس سے جو نفع صحت انسان بہ ابدان بدن کی جمع اور بدن وہ چیز جو ماترے محسوس ہونے کے نفع فائدہ بطلب۔ دنیا میں جتنے اجسام ہیں ان سبکی زندگی اسی ہوا کے سبب سے ہے اور انسان کی صحت کا نتیجہ بھی ہوا کی خوبی پر مشتمل ہے۔

**الارض** ناک سے جو تین تین جاتی ہے یہ زندگی اس سبب سے آتی ہے کہ جو تین چیز کا خلوص کی ہندی پول۔ جو تین جسم کی اندرونی سطح جہان دل و جہان آنتین عروق وغیرہ قائم ہیں بطلب جب ناک کی۔ اس سے آدمی کی سانس سے تین گزرتی ہوئی آنتون اور رگون میں داخل ہوتی ہے تو اس سے آدمی کی زندگی بڑھتی ہے بقول سعدی۔ ہر نفس کہ فرومی رود مد جیات سمٹ **الارض** خارج تین تین لگتی ہے یہ اگرچہ تین تین ابدان کے ہوا مصالح تریہ خارج نکلنے والی چیز خارج تین جسم کی بیرونی سطح جیسے کمال وغیرہ۔ مصالح بضم اول و کسر ثالث درست کرنے والی چیز تریہ زیادہ بطلب۔ جب باہر کی ہوا بیرونی پوست پر لگتی ہے تو وہ ہوا کے تین تین نہایت شدید **الارض** جو صحت میں ہوتی ہے

داخل بہ کرتی ہے اور اہ دور سے حاصل بہ مطلب۔ جو آواز ہو اسکے جو بہرین داخل ہوتی ہے وہ بڑی بڑی دور سے اسپین سرایت کرتی ہے مثلاً چارکوس پر ایک توپ دخی اور اسکی آواز یہاں تک پہنچی تو گویا چارکوس تک وہ آواز ہو اسکے جسم کو بر مانی چلی گئی۔ **ایضاً** کان کو وہ صد اسنانی ہے بہ بوسے خوش مشائے کو لاتی ہے نہ شامہ وہ قوت جس سے سونگہ سکین۔ مطلب۔ مکان تک آواز کو اور قوت شدت تک خوشبو کو بھی لجاتی ہے۔ بوسے خوش کا استثنائے ایسے کہ بدبو سے ہر کوئی بدواغ ہو کر ناک سکڑتا ہے اور نہیں سونگتا **ایضاً** نہیں تو دیکھتا یہ صبح و سہا بہ جس طرف سے زیادہ آئے ہو اہہ مسا وقت شام۔ شام و صبح کی ہو ا موجب تندرستی ہے۔ مطلب ذرا غور کرو کہ جس رخ سے صبح یا شام کو زیادہ ہو آتی ہے تو وہ کرتی ہے جو آئندہ مذکور ہے۔ یہ شعر اپنے ما بعد سے قطع بند ہے **ایضاً** فصل جاتے کی ہو کہ گرمی کی بہ ہوتی ہے موجب صلاح و ہیئت موجب سبب۔ صلاح یہاں مہنی صحت و تندرستی۔ مطلب۔ کسی فصل بہن جس رخ سے ہو آتی ہے اسی جانب رہنے سے طبیعت بشائش ہوتی ہے **ایضاً** آندھیوں کے جو چلتے بہن جھونکے بہ سب ہو اسے نکلتے بہن جھونکے بہ جھونکا ہو ا کا تھیٹیرا۔ مطلب۔ آندھی کا سب زور شور ہو ا ہی کے باعث سے ہو تا ہے یعنی جب ہو از زیادہ تند چلتی ہے تو اسکا نام آندھی ہے۔ ہو ا چلنے کی خاص وجہ بخار ہے جو جب بخارات ہو ا کے جسم سے اس پار ہو جانا چاہتے بہن تو اُنکے مدے سے جسم ہو ا ہل جاتا ہے اسیکا نام ہو ا چلنا ہے جسقدر بخارات بکثرت و شدت صود کرتے بہن اسیقدر ہو ا بہن زور ہو تا ہے۔

آسائش آسودن کا حاصل مصدر بمعنی آرام۔ مطلب۔ جو اے کے باعث سے جموں کو  
 یہی تازگی حاصل ہوتی ہے اور جان بھی آسائش پاتی ہے اگر ہوا نہ پلے تو غذا ہرگز  
 خون نہ بنے اور خون کبھی رگون میں روان نہوان گھٹ کر مر جائیں ایضاً  
 ہر جگہ سے یہ ایر لاتی ہے۔ ابر کو ابر سے لاتی ہے۔ ابر بادل۔ مطلب۔ جو اکی  
 جنبش سے بادل کے ٹکڑے پتنگ کی طرح اڑتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری  
 جگہ جاتے ہیں اور اکثر چھوٹے چھوٹے ابر کے ٹکڑے کو ہوا اکٹھا کر دیتی ہے اور  
 پھر وہ سب ایک ڈال ہو کر گھٹا توپ بادل ہو جاتا ہے ایضاً ربط  
 پاتا ہے ابر باجم جو چغیر لیتا ہے۔ اسے عالم کو پھر ربط ملاپ باجم آپس میں۔  
 عالم جان۔ اس شعر میں صنوت ذوالقائمتین ہے شعر ۱۵ صفحہ ۱۷۔ دیکھو مطلب۔  
 جیسا اور بیان ہوا اس طرح ابر کے ٹکڑے ملتے ملتے تمام آسمان پر ایک ابر  
 چھا جاتا ہے اور درود ورتکس پھیل جاتا ہے ایضاً ابر سے منہ جو ہر برس  
 چلتا ہے کرتی ہے ٹکڑے ابر کے یہ جدا ہوتے رہتا ہے پانی۔ مطلب۔ جب پانی  
 برس کر نکل جاتا ہے تو پھر ہوا اس گھٹا توپ بادل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے غلطہ و غلطہ  
 ہوا دیتی ہے اور مطلع صاف ہو جاتا ہے ایضاً چلتے ہیں سب درخت  
 و کباری ہندوستانی ان سے ہوتی ہیں جاری بہا کباری دفعہ بار کے  
 منہ پھل کے بھی ہیں بدین سبب اس لفظ میں ایہام ہے شعر ۲ صفحہ ۲۔ دیکھو۔  
 کشتی مضمون نے اسمین کاف فارسی بتایا جو منسوب بکشت یعنی پھرنے والی  
 چیز اور غیاث الدین کی تحقیق سے اسمین کاف عربی اور سین حملہ جو کشتی سے  
 منسوب جسکی ہندی رہنا بہر صورت اسے ناؤ بھی کہتے ہیں۔ جاری یعنی والی  
 چیز۔ مطلب۔ جو اے کے باعث سے سب درخت چلتے ہیں اور ہوا ہی کے  
 سبب سے بادبان والی کشتیان پانی میں چلتی ہیں ایضاً اس سے

ہوتا ہے اور لطفت ذوق طعام بہ پختہ ہوتے ہیں اس سے سورہ خام بہ لطفت مراد ہی منحنی  
 کیفیت - ذوق مزہ - طعام کھانا - پختہ ہونا پکنا - خام مٹی چسپندہ مطلب - اگر ہوا  
 نہ چلے تو کھانا سٹراؤ۔ مگر کربدوائقہ ہوا اور پھل بھلا ری کی رطوبات بہت خشک  
 نہوں اور میوے ہرگز نہ پکین ایضاً خشکی پانیوں میں لاتی ہے بہ آتش مردہ  
 کو جلاتی ہے بہ خشک بختین کما قال السعدی ع توفتہ خشک در دم نیم زوڑ  
 اسکے معنی سرد و خشک میں یا اسے نسبتی ملکہ خشکی بنا یعنی سردی آتش مردہ  
 بھی ہوئی آگ - یہاں جلانا بفتح جیم یعنی سوختن نہ پڑھنا چاہیے ہر چند کہ معنی  
 جیم جائینگے مگر لفظ (مردہ) بیگانہ ہو جائیگا لہذا جلانا کب جیم یعنی زندہ کر دینا صح  
 ہے یعنی آگ دہکاتا اور پھیرکاتا - مطلب - ہوا ہی کے سبب سے پانی ٹھنڈا  
 ہو جاتا ہے اور ہوا ہی کے سبب سے بھی ہوئی آگ دہک اٹھتی ہے جو تم نہیں  
 دیکھتے کہ جب مشعل نکل ہو جاتی ہے تو مشعلی ستھر سے چھونک کر روشن کر لیتے ہیں  
 ستھر کی چھونک جب کی فارسی دم ہے آخر ہوا ہی تو ہے ایضاً نہیں رستی  
 تری کسی برہین بہ خشک کرتی ہے کپڑے دم بھر میں بہ تری گیلا ہونا - بردہ  
 زمین جہاں پانی نہ ہو - دم بھرہ اصطلاح یعنی فوراً مطلب - ہوا چلنے کے  
 سبب سے زمین خشک ہو جاتی ہے اور اس سے بکھیتی وغیرہ کا بڑا مطلب  
 نکلتا ہے اور ہوا ہی سے گیلے کپڑے سوکھ جاتے ہیں تاکہ آدمی بخوبی صاف  
 کپڑے پہن سکے ایضاً یہ ہو کہنے سے حاصل مطلب بہ جتنی ہیں اس  
 ہو اسے چیزیں سب سے حاصل مطلب بات کا نتیجہ مطلب - خلاصہ و نتیجہ کلام  
 یہ ہے کہ ہوا سے سب چیزیں زندہ ہوتی ہیں ایضاً جو ہوا کو خدا نہ کہتا  
 خلق بہ یعنی خالق ہوا نہ کہ تاملق بہ خلق کرنا پیدا کرنا - خالق سب سے  
 کہنے والا خدا نون معنی واحد ہیں مطلب - اگر خدا ہوا کو پیدا کرتا



تو وہ ہوتا جو آگے شعر میں ہوا ایضاً آنا زگی جسم و جان میں کب آتی ہے گھاس  
 کنبھلائی خلق مر جاتی ہے نازگی نیا ہونا اور طراوت مطلب۔ اگر ہوا نہوتی تو سب  
 بدن لاغر ہو جاتے اور تمام جانین ضعیف ہو جاتیں نباتات ہرے ہوتے جواہرات  
 کیسا نکھلتے بھوکون مر جاتے ایضاً سب یہ بے آب و تاب ہو جاتیں ہے  
 ساری چیزیں خراب ہو جاتیں ہے آب و تاب رونق۔ ہو جاتیں صیت جمع ہوش  
 غائب ماضی تنائی بھول مثبت مطلب۔ اگر ہوا نہ طلق ہوتی تو جتنی چیزیں  
 اوپر بیان ہوئی ہیں سب بے رونق ہو کر خاک میں مل جاتیں ایضاً میں ایک  
 فارسی دان سے کہا کہ اب مجھ کو ہے ہونے ہونڈش اشعار فرس و ہن نشین ہے  
 میں کے بعد انرم علامت فاعل مقدر اور ٹکسال باہر۔ فارسی دان زبان فارسی  
 جاننے والا۔ ہنڈش نشست الفاظ۔ فرس ہنیم اول ملک فارس کے رہنے والے  
 لوگ۔ و ہن نشین ہونا سمجھ میں آنا۔ مطلب۔ میں نے ایک فارسی دان سے  
 کہا کہ اب اہل فارس کی ہنڈش میری سمجھ میں آگئی ہے یعنی میں فارسی سمجھ  
 کہنے لگا ہوں ایضاً جو آپ کیجیے اصلاح شعر کی میرے ہے تیا ئے غلطی  
 تو محاورہ میں کہیں ہے اصلاح درست کرنا۔ غلط تحریر و تقریر میں خطا کرنا اسکی  
 دو قسمیں ہیں اول (غلط عام) کسیدقدر سمجھ دار لوگوں کا خطا کرنا اور پھنسون  
 کے نزدیک جائز ہو مگر اسکا ترک اولیٰ ہے۔ دوم (غلط عوام) تحریر و تقریر میں وہ  
 خطا کرنا جو کبھی کسی ثقہ شکم نے نہ کہا ہو جیسے لفظ قالب سعدی نے بکسر لام  
 کہ لیا ہر چند کہ بفتح لام صحیح ہے پس سعدی کا کہنا گویا غلط عام ہے یا جیسے آفتاب  
 کو آفتاب بے مد کہنا یہ غلط عوام ہے کیونکہ کسی مستند کی زبان سے نہیں سنا گیا  
 غلط عوام ہرگز جائز نہیں۔ محاورہ اسکے لغوی معنی باجم کلام کرنا و جواب دہی  
 کرنا اور اصطلاحاً وہ کلمہ یا کلام جو چند ثقافت نے اکٹھا ہو کر کسی معنی کے واسطے

اُسے موضوع کر لیا ہو خواہ وہ اُس معنی پر ہو یا نہ ہو جیسے حیوان سے کُل جاندار مقصود ہیں اور محاورے میں غیر ذوی العقول کو حیوان کہتے ہیں اور ذوی العقول کو انسانِ مطلب۔ اگر میرے شعر میں آپ اصلاح دین تو فارسی محاورے سب صحیح پائیں۔ میں ایسا عمدہ کتابوں ایضاً ہے اور زیر فلک ذات میرزا فاخر بندہ سلامت اُنکو رکھے حق یہاں بروے زمین بندہ زیر فلک سے مراد عالم۔ ذاتِ مبنی ہستی و شریعت۔ میرزا فاخر کلین ایک ولایتی شاعر کا نام۔ حق خدا رو زمین زمین کا اوپری پرست اُس سے بھی تمام دنیا غرض ہے۔ روے زمین اور زیر فلک ہیں صنعتِ تضاد ہے شعر صنف ۵۔ وکھو۔ مطلب۔ اگرچہ میرزا فاخر ابھی زندہ موجود ہیں اور خدا اُنکو ہندوستان میں قائم رکھے لیکن اُن سے اصلاح لینے میں وہ نقصان ہے جو آئندہ بیان ہے ایضاً سو کب اُتھوں کو جو اصلاح کا کیلے دماغ بندہ قبول کب کرے اُنکی شانیت و تکلیف بندہ اُتھوں سے اور وہ قدیم یہاں پر اب اُن بولتے ہیں۔ دماغ مراد ہی معنی توجہ و خیال۔ شانیت استوار ہوا زمین۔ تکلیف بزرگ بنے بیٹھے رہنا۔ شانیت و تکلیف سے مراد یہاں کم توجہی وغرورِ مطلب۔ اگر کوئی میرزا فاخر سے شعر میں اصلاح لیا چاہے تو کم توجہی وغرور سے وہ اصلاح دینا قبول نہیں کرتے لہذا آپ ہی اصلاح دینا قبول فرمائیے ایضاً کہا یہ بد تامل کہ دون جواب تھے بد جو میری بات کا اور یا رنگ کو ہو سے یقین بد تامل سوچ کرنا مطلب۔ اُس فارسی دہانے سوچ بجا کر جواب دیا کہ اگر میری بات کا تلو یقین ہو تو سو ایضاً جو چاہے یہ کہنے ہند کا زبان دان شعر بد توجہی کے لیے یعنی کاہر آئین ہند یعنی سیاہ اور ہندوستان۔ زبان دان شاعر۔ بد تامل زبان اُروو۔ آئین طریقہ دوستور۔ مطلب۔ اگر ہندی نزا و شاعر شعر کہا چاہے تو اُسکو اُروو ہی

کتنا مناسب ہے۔

صفحہ ۵۶۔ وگرنہ کیلک وہ کیوں شعر فارسی ناطق بندہ ہمیشہ فارسی دان کا ہو مورد  
 نفرین بد ناطق بیفائدہ۔ مورد جس مقام پر کوئی چیز وارد ہو۔ نفرین کی ہندی بھنگار  
 بکسر اول ہے۔ مطلب۔ ہندوستانی آدمی فارسی شعر کہتا ہے فارسی لوگوں کی لغت بہت  
 کیوں سے وہ اردو ہی شعر کیوں نہ کہے ایضاً کوئی زبان ہو لازم ہو خوبی مضمون  
 زبان فرس پر کچھ مختصر سخن تو نہیں بد زبان بولی۔ خوبی مضمون مددگی سنی۔  
 زبان فرس فارسیوں کی زبان میں مختصر گھیرا ہوا یہاں موقوف کے محل پر ہر سخن  
 یہاں کلام موزون سے غرض ہے۔ مطلب۔ چاہے کسی زبان میں شعر کے مضمون  
 کا عمدہ ہونا شرط ہے یہ کچھ ضرور نہیں کہ جب فارسی زبان ہو جیسی انسان شعر  
 کہہ سکتا ہے استفراشد ایضاً اگر نہیں ہو تو چشم دل سے کر تو نظر بد زبان کا  
 مرتبہ سعدی سے لیکے تا بہ خزین بد نہیں سمجھو دار چشم دل استعارہ یعنی دل۔ نظر  
 غور و مامل مرتبہ درجہ و غرت۔ تا بہ خزین یعنی خزین شاعر تک۔ مطلب۔ اگر تو غفلت  
 ہے تو سعدی کے زمانے سے لیکر خزین اصفہانی کے وقت تک زبان فارسی کے  
 رتبے کو دل سے خیال کر کہ یہ زبان کہاں سے کہاں تک پہنچی اور کیا سے کیا  
 ہو گئی اس باب میں کیسے کیسے عمدہ فارسی شاعر پیدا ہوئے جنھوں نے  
 فارسی زبان کو کیسا چمکا دیا ایضاً کہاں تک انکی زبان تو درست  
 بولیگا بد زبان اپنی میں تو باندہ معنی رنگین بد معنی باندہ حنا شعر کہتا یعنی رنگین  
 وہ معنی شعر جسے سنکر طبیعت شگفتہ ہو جائے (زبان اپنی میں) محاورہ قدیم  
 اس میں تعقید ہے شعر ۱۱ صفحہ ۵۱۔ دیکھو۔ مطلب۔ تو ہر چند شوق کرے مگر ٹھیک  
 ٹھیک ولایتیوں کے محاورے بولنا معلوم پھر اپنی اردو زبان میں عمدہ حنا میں  
 کیوں نہیں باندہ حنا ایضاً دیا رہند میں دوچار ایسے ہو گئے۔ مضمون

باز رکھا مضمی کے اپنے تئیں بہ دیا رفیع اول یعنی احاطہ گردا گرد یہ جمع دیر کی ہو  
 مراد ہی مضمی اطراف۔ باز رکھنا سچا جانا۔ مضمی کہ مسخر اپن تئیں محاورہ قدیم اب (کو)  
 بولتے ہیں۔ مطلب۔ ہند میں دو چار ہی شاعر البتہ ایسے گذر گئے ہیں جنہر کسی  
 ولایتی تے خندہ زنی نہ کی ایضاً چنانچہ خسرو فیضی و آرزوے و فقیر۔  
 سخن انھوں کا مثل کے ہو قابل تحسین بہ چنانچہ جیسے کہ۔ مثل باشندگان تاتار  
 ارال مگر کل اہل فارس و تاتار سے غرض ہو۔ قابل لائق تحسین واہ واہ او  
 تعریف مطلب۔ جنہر کوئی ولایتی نہیں ہنسا وہ یہی تین چار ہند کے شاعر ہیں  
 جیسے خسرو دہلوی فیضی اکبر آبادی خان آرزو اکبر آبادی شمس الدین فقیر دہلی  
 بلکہ انکے کلام پر منگولوں نے واہ واہ کی ہو ایضاً سوائے انکے کوئی  
 اور بھی ہو پر شاعر بہ سوا ہند میں وہ ہی ہیں بافرہ نکین بہ مصرع اول  
 میں عیب تھیں ہو شعر ۱۲ صفحہ ۷۔ و کیو۔ سوا کی ہندی ڈانڈا۔ بافرہ قابل  
 پسند نکین شور جنہر مراد ہی مضمی شوخ و چرب و تیز۔ مطلب۔ ان چاروں کے  
 سوائے اگر کوئی اور بھی ہو تو شاید ہو مگر میرے نزدیک ہندوستان میں وہی  
 شاعر خوش گو گذرے ہیں جکا ذکر شعر صدر میں ہو چکا پھر تم کیا فارسی شعر کہو گے  
 ایضاً ہو چرخ جیسے اہلق ایام پر سوار بہ رکھتا نہیں ہو دست عثمان کا  
 بیک قرار بہ چرخ گھونٹے والی پتھر مراد ہی مضمی آسمان۔ اہلق چنلا۔ اہلق ایام  
 شب و روز مراد ہی مضمی زمانہ۔ دست عثمان وہ ہاتھ حسین گھوڑے کی باگ ہے  
 بیک قرار بیک قیام پر مطلب۔ جب سے آسمان کی گردش کے سبب سے  
 شب و روز ہوتا ہو یعنی شب پیدا ہوئی ہو جیسی سے آسمان اُس زمانے کی  
 باگ ایک طرف تے پر نہیں رکھتا کبھی کسی طرف موڑ دیتا ہو اور کبھی کسی طرف  
 یعنی کبھی کسی کا زمانہ اچھا ہوتا ہو اور کبھی کسی کا زمانہ موافق۔

ایضاً خشک طویلے سچ کئی دن کی بات ہو یہ برگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار بہ  
 طویلہ وہ مقام جہاں گھوڑے بندھیں یہ لفظ طویل سے مشتق ہو چونکہ بہت گھوڑے  
 باندھنے کے واسطے یہ مکان طویل یعنی لاناہا ووزنگ بتایا جاتا ہے اس واسطے طویلہ نام  
 ہوا وکن میں طویلے کو یا بگاڑ بولتے ہیں۔ طویلے سچ نکال باہر اب طویلے  
 میں بولتے ہیں۔ کئی دن کی بات ہے اصطلاح یعنی تھوڑا زمانہ گزرا ہے۔ عراقی  
 اسپ ترکی عربی اسپ تازی شمسار گنتی مطلب۔ تھوڑے دن گزرے ہیں  
 کہ جو لوگ امیر تھے اور انکے اصطلح میں ترکی و تازی گھوڑے بہت تھے انکا وہ حال  
 ہوا جو شعر آئندہ میں ہے ایضاً اب دیکھتے ہوں میں یہ زمانے کی  
 خوبیاں بہ سوچی سے کفش پا کو گٹھائے ہیں وہ آدھا رہ زمانہ پیمان گردش فلک  
 سمراد ہے۔ خوبیاں پیمان برسبیل طنز یعنی بُرائیاں۔ سوچی نری کا جو تا  
 بنانے والا کفش پا پاؤں کی جوتی مطلب۔ میں زمانے کی بُرائیاں یہ  
 دیکھ رہا ہوں کہ جہاں بیرون کے دروازے گھوڑے جموم رہے تھے وہ اب ایسے  
 کھنگال ہو گئے کہ جوتیوں میں پیوند لگا لگا کر پہنتے ہیں بلکہ جوتیوں کی گٹھائی بھی  
 نصیب نہیں ہوتی ایضاً اتنا وے نہ دہرے عالم خراب ہے بہ خست  
 نے اکثر وں سے اٹھایا جو تنگ و عار بہ تنہا کیلا اور فقط۔ وے لیکن۔ و ہر  
 زمانہ پیمان گردش فلکی سے مراد ہے۔ عالم جہاں خست کتجوسی۔ تنگ و عار  
 شرم و مطلب۔ فقط کچھ گردش آسمانی ہی کے سبب سے یہ افلاس اُپتر  
 نہیں چھپایا بلکہ لوگ نہایت بخیل اور کنجوس ہو گئے ہیں اور تمام شرم و کھانا  
 جاتا رہا اس سبب سے بھی عالم تباہ ہے ایضاً اپنے جہانچہ ایک ہمارے  
 بھی مہربان ہے یا وے سزا جو انکا کوئی نام لے نہا رہے ہیں حرف ربط کوئی  
 فعل نہیں جو اس سے مستقبل بن کے پس پیشکے کے مقام پر غلط ہیں کافی

اور نیلے غلط۔ مہربان دوست۔ ہمارے فارسی ناما ہے یعنی رہت کا باسی نسخہ۔ لوگ  
 بے کچھ کھاٹے یہ نیل کا نام نسخہ سے نکالنا محسوس جانتے ہیں۔ یہ شعر گریز کا ہے  
 شعر صفحہ ۲۱۔ وگھیر مطلب۔ ان خیس بے شرموں میں ایک ہمارے بھی دوست  
 ہیں اگر سویرے سویرے کوئی انکا نام لے تو دن بھر کھانا نصیب نہوا **ایضاً**  
 تو کہ میں سو روپے کے دنائت کی راہ سے بد گھوڑا لگے ہیں ایک سو آنا ذیل و خوار  
 دنائت بکسر دل و فتح ہنرہ یعنی حوت چہارم ہر وزن اعانت گینگی اور کتھوسی اور  
 پست ہتی۔ ساہ مروی معنی وجہ و سبب۔ کہتے ہیں مکال باہر رکھتے ہیں صحیح۔  
 ذلیل حقیر و تباہ۔ خوار ناتوان و خراب مطلب۔ میرے وہ دوست اگرچہ سو روپے  
 ماہواری پاتے ہیں لیکن نیل اور کم حوصلگی کے سبب سے ایک ہی گھوڑا لگنے  
 پاس ہے وہ بھی اب کجنت اور بد بلا جیسا آگے بیان ہوا **ایضاً** ذر دانہ و  
 نہ گاہ نہ تیمار نہ سٹیس بد رکھتا ہے جیسے اسب گلی طفل شیر خوار ہے۔ گاہ گھاس  
 تیمار بیماری کی خدمت کرنا یہاں گھوڑے کی خبر گیری سے مراد ہے۔ اسب گھوڑا۔  
 گلی مٹی کی چسپ۔ طفل شیر خوار دو دو دیتا ہوا لڑکا یہاں کس سے مراد ہے مطلب  
 جیسے مٹی کا گھوڑا لڑکوں کا کھلونا کہ اشکو دانہ چار خدمت سائیس کچھ درکار  
 نہیں ہوتا اس طرح وہ نیل اپنے گھوڑے سے پیش آتا ہوا **ایضاً** ناخاقتی  
 میں اسکی کہانتک بیان کروں ہے فاقون کا اسکے اب میں کہان تک کروں  
 شمار ہے ناخاقتی صنعت۔ فاقہ کی ہندی آریاس۔ شمار کرنا گنتا مروی مٹی  
 بیان کرنا مطلب۔ اسکے صنعت کا حال تھے کیا کہوں اور اسکے فاقے  
 کہان تک گنوں اتنے ویسے گئے ہیں کہ مرتب اعداد سے وہ فاقے باہر  
 ہیں **ایضاً** مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا ہے ہرگز نہ اٹھ سکے وہ  
 اگر نیسے یکبار بہ نقش وہ نشان جو کسی چیز میں پا کسی شے سے اُجھرتا ہے۔

نعل لوبے کی ہلانی شکل جو گھوڑے کی ٹاپون میں لگائے جاتے ہیں۔ بجز سوارے۔ فنا  
بنا اور مرنا۔ مطلب جب گھوڑے کے نعل کا نشان خاک سے اٹھاؤ تو خاک ہاتھ  
میں آجاتی ہے اور وہ نقش مٹ جاتا ہے اور زمین سے نہیں اٹھتا اس طرح وہ گھوڑا  
بیشکریے مرے اور مٹے نہیں اٹھتا جب بیٹھا تو مر ہی جاتا ہے ایضاً اس  
مرتبہ کو بھوک سے پہونچا ہے اسکا حال بد کرتا ہے اور کب اسکا جو بازار میں  
گزارا ہے مرتبہ مرادی معنی حد و درجہ۔ اور کب سوار۔ گزار سیر اور جانا۔ مطلب۔  
بھوک سے اس گھوڑے کا حال پتلا ہو کر اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اگر اسپر سوار  
ہو کر بازار میں باؤ تو وہ ہوتا ہے جو آئندہ مذکور ہے ایضاً قصاب  
پوچھتا ہے مجھے کب کروگے یا وہ امیدوار ہم بھی ہیں کہتے ہیں یون چار ہے  
قصاب گوشت بنانے اور بچنے والا۔ چار چڑے کا کام کرنے والا۔ مطلب۔  
بازار میں ایک طرف قصاب کستا ہے کہ یہ گھوڑا میں کب دیکھے گا تاکہ فرج کر کے  
بیچ لیں اور ایک طرف چار اپنی ہانکتے ہیں کہ یہ گھوڑا کب مر گیا کھال کے امیدوار  
ہم بھی ہیں۔

صفحہ ۵۷۔ جسدن سے اس قصائی کے کھوٹے بندھا ہے وہ بد گزرے ہے اس نطوے  
ہر لیل و ہر نہار بد قصائی گوشت کا دیکھنے والا محاورہ بجائے بیرحم و ظالم استعمال ہے۔  
قصائی کے کھوٹے بندھا کسی بیرحم ظالم سے پالا پڑنا۔ گزرے جو نکساں باہر گزرتا ہے بولنا  
دوست نطوے ستور لیل رات۔ نہار روز۔ یہ شعر اپنے مابعد سے قطعاً بند ہے۔ قصائی سے  
بیان وہی صاحب مقصود ہیں جسکے گھوڑے کی جو ہور ہی ہے۔ مطلب۔ جیسے وہ  
گھوڑا اس ظالم کے نیچے میں بھنسا ہے تب سے اسکی زندگی اس طرح کشتی ہے  
جیسا آئندہ بیان ہے ایضاً ہر رات اختروں کے تین دنوں جو جھک رہے دیکھے ہے  
آسمان کی طرف ہو کے بفرار ہے۔ اختر ستارہ کے تین دنوں خلاف محاورہ حال

اب اس مقام پر (کو) بولتے ہیں۔ جو جگر قدیم مجاورہ اب جانکر کہتے ہیں۔ دیکھے ہو  
 نا جائز دیکھتا ہو جائز۔ مطلب۔ اہل گھوڑے پر اس طرح گذرتی ہو کہ ستاروں کو  
 دانت جھکا آسمان کی طرف بفرار ہو کر ٹکا کرتا ہو۔ یہاں اختر کو دانے سے تشبیہ ہو  
 ایضاً خط شمع کو وہ پھردستہ گیاہ بہ ہر دم زمین پر آپ کو چٹکے ہو بار بار  
 خط شمع سورج کی کرن۔ سبھ کے بعد ذکر مفسر ہو اور یہ بھی سکھ قدیم۔  
 دستہ گیاہ گھانس کا پولا میان خط شمع کو دستہ گیاہ سے تشبیہ کامل ہو  
 چکے ہو گھانس باہر پٹکتا ہو چاہیے۔ مطلب۔ دن اس گھوڑے کو اس طرح  
 کھتا ہو کہ سورج کی کرنوں کو گھانس کا پولا جانکر شک بے گیاہی سے زمین  
 پر اپنے کو دے دے پٹکتا ہو ایضاً اسکا اگر کہیں پڑا دیکھے ہو گھانس کھا  
 کھنے کو انگلیں موند کے دیتا ہو گھنسا رہ پٹکتا ہاڑکا دانہ کھاتا اور چرند کا  
 تھوڑا تھوڑا کر کے جا رہا۔ موندنا بند کرنے کے محل پر مجاورہ قدیم۔ مطلب۔  
 وہ گھوڑا تنگے دیکھ کر کھنے کے واسطے منہ مہلا کر رہتا ہو اور ضعف کے سبب  
 کھکا بھی نہیں اٹھا سکتا ہو ایضاً دیکھے ہو جب وہ توبرہ و تھان  
 کی طرف بہ کھو دے ہو اپنے سم سے کنوئین ٹاپین مار مار بہ دیکھے ہو  
 گھانس باہر دیکھتا ہو دست۔ تھان مردہ مقام جہاں ایک گھوڑا بندے  
 شاید اسکی اہل ستھان ہو چکے تھنی جگہ۔ کھو دے جو نا جائز کھو دتا ہو جائز۔  
 سبھ جانور کا وہ تلوا جو کہین سے پھٹا شو۔ مار مار یعنی مار مار کر۔ مطلب۔  
 جب توبرہ اور تھان کو دیکھتا ہو تو مارے بھوک کے ٹاپون سے تمام تھان  
 میں گرے گڑھے جو اتنا ہو۔ یہ بھوک کے گھوڑے کی علامت ہو ایک نا توان  
 گھوڑے کی ٹاپون میں استدر طاعت بیان کرنا کہ جس سے کنوئین کھد جائیں  
 استادی کے خلاف ہو ایضاً جو اس قدر ضعیف کہ



آڑ جاے باوے پوئین گرا سکے تھان کی ہو دین نہ استوار بہ ضمیمت یہاں مرادی  
 مننی ڈوبلا۔ باد ہوا۔ استوار مضبوط بطلب۔ اگر اس گھوڑے کی تھان کی پھینا  
 مضبوط نہ گڑھی ہون تو یقین ہو کہ جو اسے آڑ لجاے وہ ایسا ڈبلا اور خشک  
 ہو رہا ہو ایضا آڑ استخوان نہ گوشت نہ کچھ اسکے پیٹ دین بہ دھونکے ہو  
 دم کو اپنے کہ جیون کھال کو لہا رہا۔ استخوان ہڈی دھونکے ہو نکال  
 باہر دھونکتا ہو صحیح۔ دھونکتا کسی خیر سے جلد جلد آگ کو ہوا دینا۔ کھال سے  
 مراد یہاں وہ چمرا جس سے لہا آگ کو دھونکتے ہین۔ بطلب۔ لہا کی  
 دھونکتی دین کھال کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور سواے دم کے آئین اور  
 کچھ نہیں ایس طرح یہ گھوڑا ہو کہ پیٹ خالی ہڈی گوشت ندر اور چمرا ہی چمرا  
 خالی مانپ رہا ہو ایضا پیدا ہوئی ہو تیس پہاگن باد استوار بہ ہرگز  
 دروغ اسکو تو مت جان زینہا رہا تیس غلط الحال جس صحیح۔ اگن باد  
 گھوڑے کو ایک عارضہ ہو جاتا ہو جو وقت کھر ہا کرتے ہین یا جب کوڑا مارتے ہین  
 تو اسکے بدن سے چمکار یا ن نکلتی ہین یہ عارضہ دن کو نہیں معلوم ہوتا  
 اور گرمی کی علامت ہو۔ دروغ جھوٹ۔ زینہا رہا ہرگز بطلب۔ وہ  
 گھوڑا لاغری سے لہا کی دھونکتی بن گیا ہو اسیر یہ طہہ کہ اگن باد پیدا  
 ہوئی ہو تم یقین جا تو کہ ایسی اگن باد ہو جیسا آئینہ مذکور ہو۔ یہ شہ  
 اپنے مالو سے قطع نہ ہو ایضا گزرتے وہ جس طرف تو کبھو اس طرف  
 نسیم بہ باد ہوم ہووے وہین گزرتے گذار بہ نسیم باد نرم و سرد و خوشبو۔  
 باد ہوم کی ہتدی لو بطلب۔ وہ گھوڑا جس کو چے دین ہو کہ نکل جاے اور  
 پھر و مان ہو اسے سرد ہی آئے تو اسکی اگن باد کے اثر سے لو بجائے اس  
 کجنت خارشتی گھوڑے دین استدار تعفن اور حرارت ہو ایضا سمجھنا جاوے

یہ کہ وہ ابلق ہی یا سُرنگ بہد خارشت سے زبکہ ہو مجروح بشمار بہد ابلق و سُرنگ  
 سُرنگ وہ گھوڑا کہ ہند بن سُرخ ہو یعنی بال گردن پر کے بال اور دم سب  
 سُرخ رنگ ہو۔ خارشت اسکی تاسے فوقانی محل تامل کیونکہ خار صینہ ام  
 خاریدن کا اسمین شین سمیہ لگا کر فقط خارشس ہو سکتا ہو شاید کثرت استعمال  
 سے اسمین تاسے فوقانی بڑھگئی یہ لفظ غلط اسم ہو غلط الووم نہیں شعر ۱۔  
 صفحہ ۵۵۔ وکیو۔ جناب مولانا استاد نامرا غالب صاحب قدس سرہ کا  
 یہی عقیدہ اس لفظ میں تھا استعمال لغات میں برابر یہ لفظ بتاسے فوقانی آیا  
 جیسے خارشتی کتے کی جگہ خارشکی کتا ہرگز نہ کہینگے الغرض اسکی ہندی کھاج ہو۔  
 مجروح زخمی بشمار نہایت بطلب۔ وہ گھوڑا خارشت سے استقدر زخمی ہو کہ  
 ایک بال نہیں رہا کوئی بال بھی جب نہ تو کیونکر بچان سٹے کہ وہ ابلق تھا یا  
 سُرنگ۔ ظاہر ہے کہ خارشتی گھوڑے کے سب روگٹے اور بال گر جاتے ہیں جب  
 خارشت کی کثرت ہوتی ہو تو چھڑا ہی چھڑا دکھائی دیتا ہو اور کوئی اصل رنگ  
 پہچانا نہیں جاتا۔ ایضاً ہر زخم پوزیک بھنگتی ہیں کھیان بہد کہتے ہیں  
 اسکے رنگ کو گسی اس اعتبار بہد زب سے بہت کھیان کا بھنگتا بہت کھیان  
 اکٹھا ہو کر انکا بولنا اور کبھی گندہ ہونے کے محل پر یہ محاورہ آتا ہو گسی پختین  
 چاہیے جو گھوڑا پہلے سبزہ ہوتا ہو وہ آخر کو سُرخا ہو جاتا ہو یعنی بال اور کھال  
 نائل سب زخمی پھر سُرخا بڑھاپے میں نہایت بد رنگ ہو جاتا ہو تمام بدن پر  
 ایسی سیاہ پختیان پڑ جاتی ہیں کہ دور سے نرمی کھیان سی اسپر پٹی ہوئی  
 معلوم ہوتی ہیں اسی اسپر رنگت کا نام گسی ہو۔ مگر شاعر کی غرض یہاں  
 یہ ہے کہ یہ بطلب۔ پگھوڑا اور اصل گسی نہیں لیکن کھیان بھنگنے کے بہت سے  
 رنگ کا نام گسی پڑ گیا ہو۔ یہاں گسی ہونے سے کثرت زخم خارشت

مقصود ہے۔ اس اعتبار یعنی اس اعتبار سے ایضاً یہ حال اسکا دیکھ کر غرض بیک  
کہے ہو خلق بے چنگل سے موذی کے تو چھڑا سکو کر دگا رہے دیکھ کے بعد مجا ورہ حال  
دکر اور چاہیے۔ کہے ہو غلط کہتی ہو درست۔ خلق خلقت چکل بفتح اول نبجہ۔  
موذی ایذا یعنی تکلیف دینے والا یعنی ظالم۔ کر دگا رخصدا مطلب۔ گھوڑے کا  
یہ حال دیکھ کر خلق اتنا کو ترس آتا ہو اور سب دعائین مانگتے ہیں کہ خداوند  
اس موذی کے نیچے سے گھوڑا چھوٹ جائے جیسا آئندہ بیان ہو ایضاً  
یجاوے چور یا مرے یا ہو کہین یہ گم۔ ان تین بات سے کوئی جی ہو دے  
آشکارا بہ گم کھو جانا۔ آشکار ظاہر مطلب۔ یارب اسے چور یجاوے یا یہ گھوڑا  
مر جائے یا اس ظالم کے پاس سے کھو جائے ہماری ان تین دعاؤں سے  
کوئی دعا تو قبول ہو ایضاً اتنا تہا تہا کے غم سے ہو دل تنگ تنگ زین بہ  
خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھو تو ہو فکر بہ تہا صرف۔ دل تنگ آرزوہ خاطر تنگ  
زین وہ کہہ آتا سما جس سے زین کھینچتے ہیں خوشے پسینا۔ خوگیر ہم فاعل  
سماعی پسینا جذب کرنے والا۔ اصطلاحاً اس نمدے کو کہتے ہیں جو زین کے  
نیچے پسینا سوکنے کے واسطے گھوڑے کی پیش پر ڈال دیتے ہیں اسمین و  
قاشین ہوتی ہیں بیچ میں تین مقام پر ایک ایک علاقہ لگا کر سی و تین  
اسکے سبب سے وہ خوگیر دو چہرے کی طرح گھوڑے کی پشت پر چسپا  
رہتا ہو پس خوگیر کے دونوں قاشون کے درمیان جو ہرز ہوتی ہو  
اسکو شاعر فکر یعنی زخم سینہ سے تشبیہ دیتا ہو۔ سینہ فکر ہونا ہیبت  
پڑنا اور نہایت مغموم ہونا۔ مطلب۔ فقط گھوڑے کا تنگ بکھر غم اسب  
سے دل تنگ نہیں ہو رہا ہو بلکہ خوگیر کے سینہ میں بھی اس غم کا اثر  
ہو چکر زخم پڑ گیا ہو ایضاً انقصہ ایک دن تو بکھے کام تھا ضرور بہ

آیا یہ دل میں چاہیے گھوڑے پر ہو سوار بہہ القصہ قصہ کوتاہ و مختصر۔ ہو سوار یعنی سوار  
 ہو کر مطلب۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ ایک اون مجھے ضرورت پڑی میں سوچا کہ اسپر سوار  
 ہو کر جاؤں **ایضاً** رہتے تھے گھر کے پاس قضار اوہ آشنا بہ مشہور تھا  
 جنھوں نے وہ اسپر نایکار بہ قضار اتفاقاً آشنا دوست۔ کنے کے معنی  
 پاس یہ دکن کی بولی ہے۔ نایکار میں باسے موجدہ ہو کام میں نہ آنے والا  
 یعنی نکتا اصطلاحاً یعنی نالایق یہ اسم صفت ہے۔ مطلب۔ اتفاقاً وہ دوست  
 چکا وہ کجبت گھوڑا مشہور تھا میرے پڑوسی تھے پھر خدا کا کہنا وہ ہوتا ہے  
 جو آئندہ مذکور ہو **ایضاً** خدمت میں آنے میں کیا جا یہ التماس ہے  
 گھوڑا مجھے سوار می کو اپنا دوست قرار ہے التماس عرض کرنا بہ ستار  
 سنگنی مانگی ہوئی چیز ہے مطلب۔ میں نے ان آشنا سے جا کر کہا کہ اپنا گھوڑا  
 مجھے مانگے دو میں اسپر سوار ہو کر کہیں جاؤں گا **ایضاً** فرمایا تب  
 آنتوں نے کہ ام مہربان من ہے ایسے ہزار گھوڑے کروں تمہیں میں نثار ہے  
 مہربان من میرے دوست۔ نثار قربان ہونا۔ مطلب۔ دوست نے جواب  
 دیا کہ اگر ایسے ہزار گھوڑے ہوں تو تمہیں نثار مگر وہ بات ہے جو آئندہ  
 شرح میں ہے **ایضاً** لیکن کیلے چڑھنے کے لایق نہیں ہے یہ واقعی  
 ہے اسکو نہ جانو گے انکسار ہے اسپر گھوڑا۔ واقعی ٹھیک ٹھیک۔ انکسار نہایت  
 عاجزی ہے بات کہنا۔ مطلب۔ میں از روے انکسار بات نہیں  
 بتاتا ہوں بلکہ ٹھیک ٹھیک یہ امر ہے کہ وہ نالایق گھوڑا کسی کے چڑھنے  
 کے لایق نہیں۔

صفحہ ۵۸۔ صورت کو جبکی دیکھنا ہو گورخر کو ننگ ہے سیرت سے جسکے نت ہے  
 سگ شگلیں کو عار ہے گورخر باضافت مقلوب خروشتی مشہور ہے کہ گھوڑے اور

گدھے سے مشابہ ہوتا ہے پست گردن دراز گوش قلم یعنی صندلی رنگ سیاہ یا مال  
و دم پشت پر بال سے دم تک ایک سیاہ سیلی۔ بد شکل نیزنگ۔ ہندی بین شاید  
یہی رہے سر اگ (کہلاتا ہے آگے) سکوٹھا کر کے کھاتے تھے بہرام گورسی جب سے  
مشہور ہو۔ ننگ شرم۔ سیرت عادت نیت محاورہ قدیم یعنی ہمیشہ سگ کتا۔  
حشمتی گین غصہ در۔ عار یعنی ننگ۔ مطلب۔ اسکی صورت ایسی کہ گورخرد و کیکو شرمائے  
اور عادت وہ جس سے ہمیشہ کتھا کتا شرم کھائے ایضا بد رنگ جیسے لیدر  
بد بو ہو چون پیشاب بد بدین یہ کہ اصل او چر کر کے ہزار چہ بد بو اسم صفت کرب  
گندہ چیز۔ پیشاب پیشاب کا مخف یہ تخفیف نکسال باہر۔ بدین نفس قدم۔ اصل  
کی باے مودہ ساکن چاہیے یہاں متحرک غلط ہو یعنی طویل۔ او چر زبان قدیم  
یعنی ویران اب اجاڑ بولتے ہیں۔ مطلب۔ لید سے بد رنگ اور پیشاب سے زیادہ  
گندہ ایسا نفس قدم کہ ہزار دن طویل اجاڑ دینے۔ شاید یہ گھوڑا سورنگ تھا  
یعنی خاکی رنگ لید سے مشابہ۔ اہل ہند کا قول ہے کہ سور گھوڑا جس طویلے بین  
بند سے اسکا ناس کر دے اور ایک قسم کی بھونری بھی بعض گھوڑے کی پشت پر  
ہوتی ہو اسے (چھتر بھنگ) بولتے ہیں ایسا گھوڑا سلطنت کو خاک میں ملا دیتا ہے  
ایضا ماتند بھنجو کے لکھن جو تھان پر ہے۔ لاجنب وہ زمین سے  
ہو جو میں بیج استوار ہو بھنجو وہ آلہ جس سے بیج ٹھونک کر زمین میں کاٹتے ہیں  
لکھن زمین لائین مانے والا۔ لاجنب و ہنگ و کیکو۔ مطلب۔ وہ گھوڑا تھان پر  
دو لہجیاں ایسی جھاڑتا ہو جیسے کوئی بھنجو بیج پر دے وہ بیجے ایضا  
حشری ہو اسقدر کہ بھشر اسکی پشت پر ہے و جال اپنے منہ کو سپہ کر کے ہو  
سوار ہے حشری ایک قسم کا گھوڑے بین ماوراء حیب جس سے وہ خوب  
کھل کر نہیں چلتا پلٹنے میں دست جھٹکا کھاتے ہیں اور کبھی شانے کے پاس سے

لنگ کرتا ہے۔ حشر بعد مرگ دوبارہ زندہ ہونا یعنی روز قیامت۔ حشر و حشری بین  
تجنیس مطرف ہو شعرا صفحہ ۷۰ دیکھو۔ و جال فزہنگ دیکھو بسبب تجنیس و جال کی  
سواری گھوڑے پر بروز حشر کئی گئی تاکہ حشری کی رعایت قائم رہے ورنہ اسکی  
سواری بروز حشر گدھے پر ہوگی۔ مطلب۔ وہ گھوڑا ایسا حشری ہے کہ حشر کے  
دن اسکی پشت پر و جال اپنا ستر کا لاکر کے سوار ہو یا یہ معنی کہ وہ گھوڑا نہیں بلکہ  
گدھا ہے اور گدھا بھی کسکا کہ و جال کا ایضاً اتنا وہ سزنگون ہے کہ سب  
اڑ گئے ہیں دانت بہ جڑے پہ لیکہ ٹھوکر دن کی انت پڑی ہو مار چہ سزنگون  
اس صفت مرکب سزنیو ہڑا کر چلتے والا یہ گھوڑے کا عیب ہے اسکو پست  
گردنا بھی کہتے ہیں۔ جبر او اڑت۔ ننت باک۔ نون یعنی ہمیشہ مس اور وہ قدیم۔  
دانت اڑنا دانتا گر جانا یہ پیری کی علامت ہے۔ مطلب۔ کوئی یہ نہ  
سمجھے کہ بڑھاپے سے اسکے دانت گرے ہیں بلکہ سزنگون رہتا تھا اس عیب پر  
سوار نے موزے کی ٹھوکرین اسکے جڑے پر لگانا اس باعث سے اسکے  
دانت اڑ گئے ورنہ پیری کی کچھ خطا نہیں ایضاً ہو پیر اسقدر کہ جو تباہ گئے  
اسکا سن ہے اول وہ سیکے ریگ بیابان کرے شمار ہے پیر بوڑھا سن  
یعنی سال و عمر۔ ریگ بالو۔ بیابان لقا و دوق جنگل مطلب۔ یہ گھوڑا  
اسقدر بوڑھا ہے کہ اگر کوئی اسکی عمر بتایا جاے تو پہلے تمام جنگل کی بالو  
سمیت لائے جتنے اس ریگ بین ریزے گتے سے نکلیں اتنے ہی برس کا  
یہ گھوڑا ہے الغرض مراتب اعداد سے اسکی عمر بڑھی ہوئی ہے اسقدرے  
بڑھاپے ایضاً لیکن مجھے زردے تواریخ یا دھو بہ شیطان اسی ہے  
کھلا تھا جنت سے ہو سوار ہے تواریخ تارخ کی حج اور اسکے لغوی معنی  
کسی چیز کا وقت ظاہر کرنا اور صغلا حاکسی بڑے امر کہ شیخ سے لیکر دوسرے

امر گذشتہ تک مدت مقرر کرنا۔ از رو سے تواریخ یعنی کتب تواریخ کے دیکھنے کے سبب سے  
 شیطان روح بد اور یہ ان اہلیس سے غرض ہے اہلیس سناپ بنکر طوائس ہستی کے  
 مستخرجین ٹھیکہ ہشت میں پہنچا اور وہ ان اُسے مورتے اگل دیا پھر شیطان نے  
 بصورت اصلی مجسم ہو کر حضرت آدم کو بہکایا اور گیہون کھلا دیے جسکی او کو  
 ممانعت تھی اسل خطا پر شیطان اور آدم اور سناپ اور طوائس جنت بدر ہوئے  
 آدم تو فلک مین گرے اور سناپ اصفہان مین اور طوائس ہندوستان مین  
 اور شیطان تمام دنیا مین بطلب۔ مجھے اسکا سن ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم  
 مگر ان تواریخ عالم دیکھنے سے اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب سے شیطان جنت سے  
 نکالا گیا ہے اُس واقعے سے پیشتر کا یہ گھوڑا ہے بلکہ یہ مسوقت جو ان اور قابل  
 سواری تھا جب تو شیطان امپرسوار ہوا یعنی جب سے دنیا آباد ہوئی  
 اُس سے قبل یہ گھوڑا پیدا ہوا تھا اسقدر اسکا سن ہے **ایضاً**  
 کہ وہ اسقدر کہ اگر اُسکے نعل کا پہ لو ہا گلا کے تیغ بنائے کوئی لہار ہے  
 کہ روز قتل کا اسم قائل سماعی شست چلنے والا اسکی ہندی منھا ہے۔  
 تیغ تلوار بطلب۔ یہ گھوڑا ایسا منھا ہے کہ اگر اُسکی نعل نکلا کر کوئی لہار  
 تلوار بنائے تو اُس تلوار کی وہ کیفیت ہو جو آئینہ شعر مین ہے۔ یہ شعر اپنے  
 ما بعد سے قطع بند ہے **ایضاً** جو منجھ کو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ  
 رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار بہ روز جنگ لڑائی کے دن مین۔  
 رستم ایک بڑے زور آور پہلوان کا نام باقی فرہنگ دیکھو۔ کارزار مرکب۔  
 کار فارسی مین اور کام اردو مین بیجاے مرگ استعمال سے فلان جہاں آئینہ کام  
 آیا یعنی مرگ اسقدر علامت طرف جیسے گلزار پس کارزار کے معنی موت کا  
 مقام وہی میدان جنگ منھا بطلب۔ اُسکی نعلوں کی گلی ہوئی تلوار

رستم بھی لڑائی میں چلائے تو اُس گھوڑے کی کمر وہی کے اثر سے وہ تلواریں چل سکے  
 یعنی وہ گھوڑا تو چلتا ہی نہیں پھر اُسکے نعلوں کی تلوار کیونکر چل سکے اُسکے سست  
 پائون کا اثر نعلوں میں کمان تک اور نعلوں کا اثر تلواریں تک نہ آئیگا  
**ایضاً** مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پائون بد جزوست غیر کے نہیں  
 چلتا ہوزینہار بد شطرنج بکسر اول شاید ہندی الاصل ہو اسکی اصل چترانگ  
 چتر کے معنی چار اور انگ یعنی جسم چوٹیکہ سواے شاہ اور فرزین کے اسمین چار  
 جسم یعنی چار ہرے اور ہوتے ہیں یعنی قبیل واسپ ورخ و پیادہ لہذا  
 چترانگ نام ہوا اور وہ سوب ہو کر شطرنج ہو گیا مصمصہ ابن و اہر ابن فیلسوف  
 حکیم شاید اسکا بانی تھا بدین سبب اسکی ہندی الاصل ہونے میں راقم کو  
 تامل ہو کیونکہ بانی اسکا یونانی ہو۔ اپنے پائون یعنی اپنے پائون سے۔ جس  
 سواے۔ دست غیر دوسرے کے ماتحت سے۔ زینہار ہرگز۔ مطلب۔ جس طرح  
 شطرنج کا گھوڑا اپنے پائون سے نہیں چلتا ہو بلکہ جب کوئی شخص ہاتھ میں اٹھا کر  
 اسے خانہ شطرنج میں رکھ دیتا ہے تب اسے چلنا کہتے ہیں اسپرچ یہ گھوڑا  
 بھی بسبب سست رفتاری کے اپنے پائون سے نہیں چل سکتا بلکہ لوگ  
 اٹھا اٹھا کر میان سے وہاں وہاں سے یہاں رکھ دیتے ہیں جب  
 اسکو چلنا کہتو کہو **ایضاً** اک دن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا برات میں بد  
 دو لہا جو بیاتنے کو چلا اسپہر ہوسوار بد یہ شعر اپنے مابعد سے قلم بند ہو مطلب۔  
 ایک دن کا قعدہ سٹو کہ کسی برات میں دو لہا کی سواری کے واسطے  
 یہ گھوڑا مانگے گیا اور دو لہا اسپہر ہوسوار ہو کر شسرال کو بیاتنے چلا پھر وہ ہوا  
 جو آئینہ شہر میں ہوا **ایضاً** انبرے سے خط سیاہ دسی سے ہو سفید ہو  
 تھاسر و سا جو قد سو ہوا شاخ باردار بد سبڑہ وہ بال جو آغاز جوانی میں



بھروسے رنگ کے دائرہی اور مونچھ کے مقام پر ٹھکنے ہیں اُسے اصطلاح میں سین  
 بیگنا بولتے ہیں۔ سر و ساق قد سیدھا اکترا ہوا جوانی کا قدر شاخ بار و ر ہونا  
 قد کا کمر جھک کر خمیدہ پشت ہو جانا کیونکہ پھل آنے سے شاخ خمیدہ ہو جاتی ہے  
 اور فیضی کی علامت ہے۔ مطلب۔ دو ٹھکانی سین بیگی ہوئی سیاہ ہو گئیں  
 اور پھر وہ سب سیاہ سپید ہو گئے یعنی آغاز جوانی سے بھری جوانی آئی  
 اور بھری جوانی گذر کر پیری نمود ہوئی بڑھاپے سے کمر جھک گئی ایضاً  
 پہونچا غرض مردوں کے گھرنگ وہ نوجوان پیشینوخیت کے درجے سے کراس  
 طرف گذارے عروس بفتح اول و وطن۔ نوجوان سے غرض دو طہار شینوخیت پچاس  
 برس سے آخر عمر تک مرادی یعنی پیری۔ درجہ پایہ و حصہ مرادی جننی سن مطلب۔  
 دو طہار اسوقت دو وطن کے گھر پہونچا جبکہ پیشینوخیت کا بھی سن گذر گیا یعنی مرد  
 پہونچا پاسب گھوڑے کی سست روی کے سبب سے ہوا ایضاً  
 تو مقدر ہے وہ جو کچھ کہ تم سناؤ لیکن اک اور دن کی حقیقت کہوں میں یار بڑھتا  
 کمر و سست۔ تم کے بعد نے علامت فاعل مقدر اور غلط حقیقت احوال  
 مطلب۔ اُسکی پستی جیسی بیان ہوئی تھے سنی مگر ایک دن کا حال اور  
 سنو ایضاً دہلی تک آن پہونچا تھا جس دن کہ مرہٹا بڑھتے کسا  
 نقیب نے آکر جو وقت کار بہ مرہٹا ملک ہمارا ستر کارہنے والا۔ راجو تر  
 انکا سب سے بڑا بادشاہ پیشوا نام جیکا دار سلطنت شہر پونا تھا۔ مرہٹوں کو  
 اور رنگ زیب کے عہد سے نمود ہوئی شاہ عالم ابن عالمگیر سے ملک کا چوتھائی  
 محصول انھوں نے اپنے نام بطور معافی لکھوایا۔ پھر محمد شاہ کے عہد میں  
 مرہٹوں نے دہلی کو آکر لوٹ لیا۔ صاحب خزانہ عامرہ کا قول ہے کہ جب صدر  
 اخص نے فارس کو فتح کیا تو نوشیروان کی پر پوتی سماہ شہسہ با تو

گرفتار ہو کر حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ انکا نکاح ہوا انھیں سے سادات حسینی کی نسل قائم ہوئی اسی گیر و دار کے ہنگامے میں اولاد نوشیروان کا ایک شخص بھاگ کر ہندوستان میں آیا اسی سے مرثون کی نسل قائم ہوئی۔ مرثیے اصل میں آتش پرست تھے اور اب بت پرست ہیں۔ بحساب صدر مرثیے اور سادات حسینی بھائی بھائی ہیں جب عرب فارس پر دوڑ لائے تو وہاں یزدجرد پادشاہ تھا نوشیروان کا پوتا شہر بانوکا باپ مرثون کا جد القلیل یہی شخص ہے۔ نقیب لغوی معنی تواریف کرنے والا اور اصطلاحاً وہ جو بدارجو وقت تقسیم تخت خواہ ہر سپاہی کا چہرہ پکار تھوڑے اور میدان جنگ میں کڑکا بھی کہتے ہیں اور پادشاہ کی سواری میں تادیب کے واسطے بولتے جاتے ہیں۔ وقت کار سے مراد وقت کارزار یعنی وقت جنگ۔ مطلب۔ جب مرثون نے دلی پر چڑھائی کی تھی تو اُس دن نقیب مجھے بلانے آیا ایضاً مدت سے کوڑیوں کو اڑایا جو گھر میں بیٹھے ہو کر سواری کر و میدان میں کارزار ہر کھڑیاں اڑانا محاورہ بانزار سی یعنی مال مارنا اور رفت میں تختاؤ چکھنا۔ گھر میں بیٹھے یعنی بیٹھ کر مطلب۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے رفت تختاؤ کھایا کیے ہو اب وقت چڑھا جو ذرا گھوڑے کی بیٹھ پر جاؤ اور چلکر حریف سے مقابلہ تو کرو ایضاً ناچار ہو کے تب تو بندھایا میں اُس پر زین بندھتیہاں بانڈھکر میں ہوا جا کے پھر سواری بندھنا چار بچوں زین کے بندھانے علامت فاعل مقدر اور ناکال باہر۔ زین سواری کی کاشی۔ مطلب۔ کیا کروں بچو حکم حکم مرگ مفاجات گھوڑے پر کاشی کچھو اگر تھیہاں لگا کر سواری ہوا ایضاً جس شکل سے سواری تھا اُس روز اُسے میں بند دشمن کو بھی خدا نکرے یوں ذلیل و خوار بند ذلیل و خوار ہوا اور پریشان۔ مطلب۔ میری سواری کی

اُس دن جو شکل تھی خدا ایسی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اُس روز نہایت ہی روتا اور تباہ ہوا **ایضاً** چابک تھے دونوں ہاتھ میں پکڑے تھے سٹھرنین باگ بہ کھٹک سے پاشنہ کے مرے پائون تھے نگار بہ چابک چالاک اور ناز یا نہ یعنی کوڑا پکڑے تھا یعنی پکڑے ہوئے تھا۔ ٹک ٹک ایڑوتے وقت گھوڑا مانگے کی آواز۔ پاشنہ یہاں یعنی اڑی رہی۔ نگار زخمِ مطلب۔ دونوں ہاتھوں میں دونوں ناز یا نہ تھے لہذا یہیں باگ سٹھرنین تھلے ہوئے تھا اور گھوڑے کو برابر اڑی لگا رہا تھا اُس سے تمام اڑیاں زخمی ہو گئی تھیں۔

صفحہ ۵۹۔ آگے تو توبرہ اُسے دکھلائے تھائیں پچھتے نصیب ہانکے تھا لاشی سے مار مار پھینکے کے معنی اور پریشان ہر پکے۔ مطلب۔ اُس گھوڑے کے آگے سائیس توبرہ دکھاتا تھا تاکہ دانے کے لالچ پر جلائے اور پچھتے پادشاہی چوہا عصا سے پیٹتا تھا تاکہ مار کھا کر بھاگتا پلے **ایضاً** ہرگز وہ اس طرح بھی نہ لانا تھا روبراہ بہ ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کو ہسار بہ روبراہ لانا آگے بڑھنا اور چلنا اور راہ پر آنا اور درست ہونا یہاں یعنی اول۔ کو ہسار جس مقام پر بہت بہاڑ ہوں مرادی معنی کوہ سلسلہ۔ مطلب۔ نہ توبرہ دکھانے سے وہ آگے بڑھتا تھا نہ لاشیان مارتے سے وہ دوڑتا تھا بہاڑ کی طرح زمین پر جم گیا تھا ہرگز جگ سے نہ ہلتا تھا **ایضاً** اس منجھکے کو دیکھ ہوے جمع خاص و عام بہ اکثر مدبروں میں سے کہتے تھے یوں پکار بہ منجھکے سخرابن اور دل لگی۔ دیکھ یعنی دیکھ کر خاص و عام شریفین و زویل۔ مدبر صاحب تہذیب۔ یعنی عقلمند۔ پکار کے بعد (کہم) اور چاہیے۔ مطلب۔ یہ دل لگی دیکھ کر چھوٹے بڑے اکٹھا ہو گئے اور دوسرے کٹے کٹے اس طرح چھٹی ملی ہوئی تہذیب بن جاتے تھے۔ یہ شہر اپنے مابعد سے قطعاً بند ہوا **ایضاً**

پیچھے اسے لگاؤ کہ تاہو سے یہ روانہ ہوا یا بان بان نہ ہونے کے دو اختیار ہے۔  
 زبان جاری اور چلنے والا۔ بان بان وہ پھر ہر احوال ہونے کے واسطے کشتی پر  
 لگاتے ہیں اسے پال بھی کہتے ہیں۔ بان نہ کے بعد ذکر (م) اور چاہیے۔ پون ہوا یہ  
 ہندی لفظ ہے۔ کیلئے اختیار دینا کسی پر کسی چیز کو چھوڑ دینا ظہر لفظ اختیار کے بعد  
 حرف علامت حرفت یعنی (رین) مقدر ہے۔ یہ شعر مدبرون کا مقولہ ہے۔ مطلب -  
 شاید یہ گھوڑا بے پیچھے کا تا لگا ہو یا بے پال کی ناو جب تو نہیں چلتا پیچھے ہمیں  
 لگاؤ یا بان بان اس پر چھا کر ہو اور چھوڑ دو تو شاید چلے۔ یہاں چھتی کے طور پر  
 گاڑی اور ناو سے گھوڑے کو تشبیہ ہے (چھتی) اس کے لغوی معنی پھینا یعنی زینا  
 و مناسب ہونا اور اصطلاحاً وہ ریکارڈ اور ذیل تشبیہ جہاں کچھ ٹھن اور سسٹر  
 اور صفحہ کے بعض علاقے سحر کا شعرے گھوری اُن کے منہ میں دیکے یہ چھتی کہی  
 جیسے بہ تعجب کی جگہ پر خیمہ کو زمین کا ٹی ہے۔ یہاں بان بان کو ایک واپس ت  
 چیز یعنی کاٹی سے تشبیہ ہے اور پھر وہ کیسی کاٹی جو بہشت کے پتے میں پڑ گئی ہے  
 گویا از روئے شعر تشبیہ دیکھی یہی چھتی ہے یا جیسے میر یار علی کا شعر ہے اور  
 کیا چھتی کون بن آئے ہو لنگور سے یہ دائری منڈو اوٹھین باز آنا ہد کے  
 نور سے یہ یہاں انسان کو لنگور سے تشبیہ ہے اور یہی چھتی ہے جب کسی پر  
 چھتی کہتے ہیں تو اس مقام پر اکثر چھتی کا لفظ بھی بول لیتے ہیں ایضاً  
 میں آگے کیا کون کہہ راک اسکی شکل دیکھو یہ تیغ زبان سے کاٹ کے  
 کرتا تھا گل شمار بہ دیکھ کے بعد علامت ماضی معطوفہ یعنی (کر) مقدر اور خلافت  
 سواروہ حال تیغ زبان استعارہ یعنی زبان گل کا ٹنا تعجب آمیز باتیں کرنا  
 اور چھتیے کا کام کرنا اس محل پر گل کتنا بھی بولتے ہیں جیسے آج صیاد  
 جفا کرتے کیا گل کترے یہ دو ریلجا کے چمن سے پر پیل کترے یہ مطلب

اسب لوگ جو اُس گھوڑے پر بھینٹیاں کتے تھے میں زیادہ اُسکا حال کیا بیان کروں  
 عجیب عجیب باتیں کر رہے تھے جیسے آگے مذکور ہیں ایضاً کہ تاتھا کوئی  
 ہجر بڑ کو ہی نہیں یہ اسپ بڑ کہتا تھا کوئی ہو گا دلایت کا یہ ہمارے بڑ کو ہی پہاڑی  
 بکری چکی تھا جسی بڑ خالہ جو یہ بانو بڈ رنگا پسند قدر ہوتا ہو پہاڑوں کے درون  
 میں رہتا ہو پست قامتی کے سبب سے اُس گھوڑے پر بڑ خالے کی بھینتی ہجر  
 ہمارا گدھا مصاب۔ کوئی کہتا تھا یہ گھوڑا نہیں بلکہ بڑ خالہ ہوا یہاں چھوٹا ہوا  
 کیا تو ان تھا کہ یہ دلاتی گدھا ہوا اتنا دراز گوشہ ہوا ایضاً کہتا تھا  
 کوئی مجھے ہوا تجھے کہا گستاہ نہ کہتو ان نے گدھے پر تجھے کیوں کہا سوار یہ  
 کتوال کو تو ان کا مختلف اور تہذیبیں نکال باہر وہ حاکم عمد شاہی جس سے  
 مفسدین شہر کا بندوبست منعول تھا اسکی عربی عرس اور انگریزی سیتی اور بڑ  
 جو سیتی یعنی شہر مجبزیب حاکم فوجدار سی۔ ہندوستان میں جب کوئی  
 سخت خطا کرتا ہوا تو آدھا منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھا کر کو تو ان اُسے شہر میں  
 ہنڈتا ہوا چلا۔ مطلب۔ کوئی مجھے بھینتی کے طور پر کہتا تھا کہ ای شخص سے مجھے  
 کو تو ان نے گدھے پر چڑھا کر کیوں ہنڈتا ہوا ہے تجھے کون ایسی خطا ہوئی۔  
 کہنے والے کا مطلب یہ کہ گھوڑا نہیں بلکہ گدھا ہے اور سوار نہیں بلکہ گستاہ۔  
 جیسا آگے بیان ہوا ایضاً کہنے لگا پھر اُسے مجمع میں ایک شخص +  
 مرکب نہ یہ گدھا نہ یہ راک گنا ہاگا رہے پھر یعنی چپ۔ اگر۔ مجمع انہوہ خلایق  
 اسکی ہندی بھیڑ ہے۔ مرکب سواری کی چینہ۔ راکب سوار ہونے والا  
 شخص۔ مطلب۔ اسی ہنگامے میں ایک صاحب اور دو ہونٹے و ہ  
 کیا فرماتے ہیں کہ سنو صاحبو تم سب کا کنا غلط میں جو کہوں وہی درست  
 فی بحقیقت نہ یہ گھوڑا گدھا ہے اور نہ یہ سوار گناہگار بلکہ میری رائے یہ ہے

جو آئینہ مذکور ہے اور ایضاً سمجھو ان ہون بہن نوہ کہ سپاہی کے بھیس ہیں  
 ڈاٹن چلی ہو سپر کو جو سپرغ پر سوار ہند سمجھو ان ہون غلط سمجھنا ہون صحیح -  
 بھیس ہندی یعنی وضع - ڈاٹن موجب تحقیق صاحب غیاث اسکی فارسی گفتار -  
 ہو وہ جادو گرئی عورت کہ ایک نظر دیکھتے ہی جادو کے زور سے آدمی کا کلیجہ اٹکا لکھ  
 کھا جاتی ہے اور معلوم نہیں ہوتا اور گفتار ہندو کو بھی کہتے ہیں بھیرے کے برابر  
 جو پاپہ ہوتا ہے کتے اسکی خوراک ہیں چونکہ ڈاٹن ہندو یعنی گفتار کو جادو سے  
 مسخر و مطیع کر کے اسپر سوار ہوتی ہے بدین نسبت گفتار ڈاٹن کو بھی کہتے ہیں -  
 چرخ بقول غیاث الدین شکر کے برابر ایک حائر شکاری لیکن بعض محققین کے  
 نزدیک وہی ہندو اسپر ڈاٹن چڑھتی ہے اسپر سے شاعر نے یہاں چرخ کو گھوڑے  
 سے تشبیہ دی ہے (تحقیق مؤلف) اگر چرخ پرندہ ہوتا تو جو پاپے یعنی گھوڑے  
 سے شاعر اسے کیونکر تشبیہ دیکتا آئیے چرخ بیشک ہندو ہے کو کہتے ہیں -  
 یہاں راکب کو ڈاٹن سے اور ڈاٹن کو سپاہی سے تشبیہ ہے مگر صحتی کے طور پر -  
 مطلب - میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ یہ راکب سپاہی بنا ہوا گھوڑے پر سوار  
 نہیں بلکہ ڈاٹن سپاہی کے جامے میں جا گئی ہے اور گویا چرخ پر سوار ہو کر گھٹ کو  
 چلی ہے اور ایضاً اس شخصے میں تھلہی کہ ناگاہ ایک اور ہفتے کو آسمان نے کیا  
 شخصے پھر دو چار ہندہ منحصہ جائے خصوصیت مراد ہی منہی جھگڑا اور بکھیرا - ناگاہ قیوت  
 مراد ہی منہی دفتہ - فتنہ عذاب و دیوانگی مراد ہی منہی بلا سے ناگہانی - دو چار  
 کرنا مقابل کرنا - مطلب - یہ جھگڑا بھی ٹیکانہ تھا کہ ایک نیا فساد اور ہندہ کھڑا ہوا  
 جیسا آئینہ بیان ہے اور ایضاً و خوبی تمہارے گدھے اس دن ہرے تھے  
 گم ہے اس ہارے کو سن کیا دونوں نے دان گذارہ کھار ہی شہر میں گدھے  
 اور خچر پالٹے ہیں اسپر اپنے پیچھے کے باسن لاو کر یا زار کو لیکھتے ہیں

ماجرا جو چیز کہ جاری ہو مادی منی احوال یہ مطلب کہہ میں دھوبی اور کھار کے  
 آس دن گدے کھو گئے تھے جب اُنکے کان آواز پڑی کہ ایک عجیب خلقت جانور پر  
 لوگ بنیادیں کہ رہے ہیں تو وہ بھی اپنے گدھوں کی فکر میں وہاں آکر موجود ہونے  
 ایضاً ہر ایک نے اُنکو اپنے گدے کا کیا خیال بہ پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچنے  
 تھا دم کھار بہ پکڑے تھا غلط پکڑتا تھا صحیح - کھینچے تھا کساں باہر پکھینچتا تھا درست -  
 مطلب - دھوبی سمجھا کہ یہ میرا گدھا ہے کان پکڑ کر کھینچنے لگا کہ جل بے جل  
 کھار سوچا کہ اس گدے کا مالک ہیں ہوں گھوڑے کی دم پکڑ کر گھسیٹنے لگا تاکہ  
 اپنے گھر لے جائے ایضاً دریا کے کشمکش ہے اُس ان موج زن بہ تھا غصہ تیرا  
 ڈوبے سخت سے کہ کنار بہ کشمکش کھینچا کھینچی اور چین چھپت دریا سے  
 کشمکش ہتھارہ یعنی کشمکش - آن وقت موج زن جوش کرنے والا سخت  
 نہامت کنار کنارہ - مطلب - میں دھوبی اور کھار کی چین چھپت سے قریب تھا  
 کہ نام دم ہو کر کہ میں ڈوب مروں ایضاً بد نشی اسکی دیکھ کے کہ خرس کا خیال  
 لڑکے بھی وان تھے جمع تماشے کو بشمار بہ بد نشی بڑے اور موٹے رو گئے ہو جانا اور  
 یہ گھوڑے کی بد صورتی جو - خرس ریچھ - خیال کر یعنی خیال کر کے تماشہ مادی منی  
 سیر مطلب - اُس گھوڑے کے رو گئے اس قدر بڑے بڑے تھے کہ لڑکے سمجھے یہ گھوڑا  
 نہیں بلکہ ریچھ ہے اور تماشہ دیکھنے کو اکٹھا ہو گئے ایضاً رکتا تھا کوئی  
 لاکے شپاری کو سنہ کے بیچ بہ مواس کے قن سے کوئی اگھارے تھا بار بار بہ  
 شپاری چھالیا ڈولی - سنہ کے بیچ یعنی سنہ میں - ہوبال - جن جسم - اگھارے  
 تھا اختلاف محاورہ اگھارے تھا محاورہ - دستور ہے کہ جب ریچھ والا چھپت رہ  
 مادی منی ریچھ لانا ہے تو لوگ ریچھ کے سنہ میں چھالیا ڈولی رکھ کر اور پھر وہ نکال کر  
 لڑکوں کے گھلے میں ڈال دیتے ہیں اور نیز ریچھ کے بال اگھارے کو تو یونہی بنا کر

لڑکوں کو پہناتے ہیں اور یہ دونوں باتین خوف اور نظر بد کے واسطے دھیمہ ہیں  
 مطلب - کوئی اس گھوڑے کے منہ میں سپاری رکھتا تھا تاکہ پھر نکال کر بچوں کو  
 پہنائے اور کوئی اسکے بدن سے بال اکٹیرتا تھا کہ تو یذبتائے ان دونوں باتین  
 سے یہ فرض کہ گھوڑے پر ریچھ کی بھٹی تجو بی جم جاے ایضاً گتے بھی  
 بھونکتے تھے کھرب اسکے گرد و پیش بہ ساتھ اس سمندر خرناماکے ہوشم  
 چارہ گرد و پیش اس پاس - سمند وہ گھوڑا جبکی رنگت صندلی مائل زبروی  
 ہو ہویاں مراد عام گھوڑے سے ہر نرس نما ریچھ کے مثل - سمندر خرس نما  
 قرنگ دیکھو چشم چار ہونا وید بازی ہونا - دوسرا مصرع بطریق ترکیب  
 فارسی ہر مثلاً فارسی نثر اسکی یون بنے گی ابا ان سمندر خرس نما دو چار گشتہ  
 سگان عفت عفت می کر دندم مطلب - گتے بھی اس عجیب انخفت کو ریچھ  
 سمجھ کر اس پاس بھونکتے تھے - یہ فعل گھوڑے کی بدشمنی ظاہر کرتا ہے -  
 چشم چار ہونی چشم چار ہو کر ایضاً کتا تھا کوئی مجھے کہ مہلکو بھی  
 لے چڑھا بہ دو گامکابھے میں ہر نو چندہ اتوار بہ نکادو پیسے - نو چندہ  
 دن وہ کہلاتا ہے جو چاند دیکھ کر پہلے پڑے جیسے نو چندہ می جیواست یا  
 نو چندہ جمعہ یا نو چندہ اتوار ایسے اتوار میں اگر ریچھ طباے تو لوگ بچوں کو  
 اسدن اسپر سوار کرنا نیک سمجھتے ہیں اور اسکے منہ کی بجائے لڑکوں کو  
 دلاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس سے لڑکا دیکھو اور نڈر ہو جاتا ہے - مطلب -  
 کوئی لڑکا مجھے کتا تھا کہ آج نو چندہ اتوار ہے تجھے ایک نکادو گامکابھی  
 سمجھے بھی اس ریچھ پر چڑھے - اتوار ہر وزن بے کمال غلط اتوار ہر وزن  
 ارشاد صحیح ایضاً اسوقت میں نے اپنے نصیبوں پر کی نظر بہ  
 کئے لگا خدا سے یہ رُو رُو کے زار زار بہ نصیب قسمت و تقدیر نظر بہ



کرتا کیخیا اور خیال کرنا۔ وزارتِ ارونا بقترت رونے کا تار باندھنا۔ مطلب -  
 اسوقت مجھے یہ خیال گذرا کہ بہن بڑا بے نصیب ہوں جو ایسا گھوڑا میرے پاسے  
 پڑا اس سوچ میں رو رو کر خدا سے یہ شکایت کرنے لگا جو آگے نہ کو رہو۔  
 ایضاً **۱۹** جب گھڑوں میں دھو بیوں سے کہ لڑکوں کو دونوں جواب دہ کتوں سے  
 یا لڑوں کہ مروں اپنا پیٹ مار چہ اپنا پیٹ مارنا اپنے کو آپ ہلاک کرنا مطلب  
 بہن کب تک دھو بیوں سے کہوں کہ یہ گدھا نہیں اور نہ گامہ چساؤں اور  
 کہتا ہوں کہ یہ لڑکوں سے کہوں کہ یہ رچہ نہیں نہیں نہیں خیر یہ دونوں  
 تو سمجھ دار تھے مگر کتوں کو کیا کردان اُنکے زمین میں کیونکر اتاروں کہ یہ  
 سمجھ دار سن نما ہوں نہیں نہیں ہوں یا سب کس اپنے کو آپ ہلاک  
 کروں کیا کروں۔

صفحہ ۱۰۶ - بارے دعا ہوئی میری اسوقت منجانب بدوین سے بہر نط کیا جنگاہ تک  
 گذر رہے بارے اتفاقاً منجانب قبول کردہ شدہ بہر نط ہر ایک دستور و طریق سے۔  
 جنگ لڑائی - گاہ جگہ جنگاہ مرکب میدان جنگ ایمان پہلا گات دوسرے گات میں  
 ادغام ہو گیا ہر کسی ہندی رن جو مطلب - اتفاقاً میری دعا اسوقت قبول  
 ہو گئی اور بہ صورت وہ اڑیں ٹو مورچے تک پہنچا ایضاً دست دعا  
 بڑھلکے یہ پھر وقت روز جنگ بند کہنے لگا جناب آہی میں یوں پکار رہے دست دعا  
 وہ ماٹھر جو دعا کے واسطے پھیلائیں۔ وقت روز جنگ وقت مضاف روز  
 مضاف الیہ پھر روز مضاف جنگ مضاف الیہ لڑائی کے دن کا  
 وقت جناب جنب کی جمع جنب پہلو اور دروازے کے بازو جناب  
 کے مراد میں درگاہ دوسرے مطلب - میں نے لڑائی کے وقت خدا  
 کی درگاہ میں وہ دعا مانگی جو آئندہ بیان ہو۔ یہ شب رہنے ما بعد سے

قطعہ بند ہوا ایضاً پہلے ہی گولی چھوٹے اس گھوڑے کے لگے یہ ایسا لگے نہ  
 تیر کہ ہووے دشمن سے پارہہ مطلب جب دشمن کی طرف سے پہلے بند ووق رہنے  
 تو یا رب اسکی گولی اسی گھوڑے کے لگے اور وہ تیر کس کام کا جو اسکے لگے اور  
 توڑ نہ جاے بلکہ ایسا تیر لگے کہ اس گھوڑے کے بدن سے پار ہو جاے یہ گھوڑے  
 کے حق بین بد و عا ہوا اور بتا کہ ایضاً یہ کہنے میں خدا سے ہو استمد  
 بچنگ ہے اتنے میں مرہٹا بھی ہو اچھے آدو چار یہ استمد آمادہ - بچنگ  
 لڑائی پر مجھے کے بعد اگر کم چاہیے - دو چار ہونا مقابل ہوتا - مطلب - میں نے  
 خدا سے وہ دعا مانگی جو اوپر بیان ہوئی اور پھر دشمن سے لڑنے کو مستعد ہوا  
 انقض مرتے سے سانسنا ہو گیا ایضاً گھوڑا تھا بلکہ لاغر و پست و ضعیف  
 و خشک ہے کہ تاہو یوں ضعیف مجھے وقت کا زار بہ لاغر و خشک یعنی ڈوبلا -  
 پست پنچا ضعیف ناتوان - خفیت نام و دشمنندہ - کارزار لڑائی - مطلب -  
 چونکہ وہ گھوڑا چھوٹی کھوٹی کا اور نا طاقت اور پست ڈوبلا تھا جیسا نرکل مجھے  
 لڑائی میں وہ ایسا شرمندہ کرتا تھا جیسا آگے مذکور ہے ایضاً جاتا تھا  
 جب ڈپٹ کے میں اسکو حریف پر بہ دوڑوں تھا اپنے پانٹوں سے جیون  
 طفل فرسوار بہ ٹو پٹنا جھپٹانا - حریف مقابل مراد ہی معنی دشمن - دوڑوں  
 تھا غلط ڈوڑتا تھا صحیح - طفل لڑکا فی نرکل اور بانس - مطلب - جب  
 میں اسے جھپٹا کر دشمن پر حملہ کرتا تھا تو مجھے اپنے پانٹوں سے دوڑنا پڑتا تھا  
 اور گھوڑا میرے ساتھ گھٹتا جاتا تھا جیسے لڑکے بانس کو گھوڑا  
 بنا کر اسپر چڑھتے ہیں اور گھسیٹے ہوئے دوڑاتے اپنے پانٹوں سے جاتے ہیں  
 پھر اس امر پر سوچتے ہیں کہ ہمارا گھوڑا خوب دوڑتا ہے پس میرا بھی  
 یہی حال ہوتا تھا کہ گھوڑا نہیں دوڑتا تھا بلکہ میں خود ہی دوڑتا تھا

ایضاً جب دیکھائیں کہ جنگ کی یاں یوں بندھی ہو شکل بہتے جو تینوں کو ہاتھ میں  
کوڑا بغل میں مار بہ بین کے بعد (نے) علامت فاعل مقدر اور غلط - شکل  
بندھنا و جنگ جتنا - ما کے بعد (کم) مقدر و غلط - جو تیان ہاتھ میں اور  
کوڑا بغل میں دبا کر چل دینا بھاگے ہوے سواروں کی شکل ہو - بغل میں مارنا  
بغل میں دبا لینا - مطلب - جب میں نے دیکھا کہ لڑائی بگڑی جاتی ہے اور گھوڑا  
کام نہیں کرتا تو ننگے پاٹوں کوڑا لیکر بھاگ کھڑا ہوا - راقم کے نزدیک کوڑے  
کے مقام پر گھوڑا ہوتا تو خوب تھا یعنی وہ گھوڑا ایسا خشک اور دہلا تھا کہ میں نے  
اٹھا کر بغل میں دبا لیا اور جو تیان ہاتھ میں لیکر بھاگ کھڑا ہوا - اگر کوڑا ہی  
بھیجا جائے تو پھر مالک اسپ کے پاس گھر میں پہنچ کر وہ گھوڑا کہاں سے آتا  
جو آئندہ تیسرے شعبہ میں سو اسے گھوڑا دے دینے کا وعدہ کیا جاتا وہ تو جنگ  
میں رہ گیا ہوتا سو اسے اسکے (گھوڑا) کہنے میں گھوڑے کی لاغری کی ابھی  
ہو جی ہوتی ہے **ایضاً** و مردھکا وان سے لڑتا ہو شہر کی طرف بہ - القصد  
میں نے آنکے گھر میں لیا قرار بہ و مردھکا چلہ نیا مگر جلد اور دوڑ کر - القصد  
قصہ مختصر - تزلزلینا دم لینا - مطلب - قصہ کوتاہ وہاں سے لڑتا ہو شہر کو چلا  
اور گھر میں آکر دم لیا **ایضاً** گھوڑے کے کی شکل یہ چہتے جو سنی بہ  
اسپر بھی دل میں آوے تو اب ہو جیے سوار بہ (گھوڑے کے کی) آمین تعقید بہ  
شعر ۱۹ - صفحہ ۵۱ - دیکھو یعنی میرے گھوڑے کی چاہیے شکل صورت و حال - دل  
میں آنا سوچنا اور خیال میں آنا اور منظور ہونا - مطلب - میرا گھوڑا ایسا چوبیسا  
آپ نے سنا اگر اسپر بھی منظور ہو تو بسم اللہ سوار ہو جیے **ایضاً** شکر  
تب اُس سے میں نے یہ قصہ دیا جو اب بہ اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا جو ضرور  
یا بہ قصہ کی ہندی کہانی مراد سی معنی احوال - مطلب - میں نے یہ باتیں شکر

دوست سے کہا کہ لاجول ولاقوۃ اتنا جھوٹ بولتے سے کیا فائدہ **ایضاً** گفتن  
 یہاں بسبت کہ اسپ من ابلق ست بہ مجھو نکا اپنے دل میں اگر ہوں میں ہجو پار  
 گفتن کتنا چہین یہی بسبت کافی ہے۔ اسپ من میرا گھوڑا۔ ابلق است  
 چٹلا ہے۔ ہوشیار فہیم اور سمجھ دار مطلب جب نہ دینا منظور ہو تو اتنا ہی بہا  
 عقلمند کے واسطے کافی ہے کہ (اسپ من ابلق ست) بن خود سمجھ لو گا کہ دینا منظور  
 نہیں ورنہ یہ بھی کوئی بات کہنے کے لائق تھی۔ دوسرے معنی یہ کہ لفظ اسپ من  
 ابلق ست اسوج سے کتنا زیادہ ہے کہ وہ گھوڑا کئی رنگ بدلتا ہے کبھی گھوڑا ہر  
 کبھی سپرنگ ہے کبھی بڑکوی ہے کبھی گدھا ہے کبھی بچھڑ ہے کبھی سڈنگ ہے  
 کبھی گلی ہے کبھی گاڑی ہے کبھی ناڈو ہے کبھی شرج کا گھوڑا ہے کبھی ہمار  
 کی دھونکتی وغیرہ ہے جیسا تمام قصیدے میں بیان ہو چکا غرض درزنگا  
 گھوڑا ہے اسے ابلق کتنا مناسب ہے **ایضاً** سودا نے تب قصیدہ  
 کہا سن یہ ماجرا ہے ہوتا اس قصیدہ کا تضحیک روزگار ہے قصیدہ سطرہ  
 صفحہ ۹۹۔ مجھو سخن حصہ دوم دیکھو سن کے بعد علامت ماضی معطوفہ  
 یعنی (کر) درکار ہے اور اسکی تقدیر خلافت مساورہ حال۔ ماجرا مادی  
 معنی کیفیت تضحیک روزگار زمانے بھر کا مسخر اپن مطلب جب گھوڑے کا  
 یہ قصہ سودا کے کان تک گیا تو انھوں نے گھوڑے کی ہجو میں ایک قصیدہ  
 کہا جسکا نام تضحیک روزگار ہے (سودا نے یہ قصیدہ کہا) یہ مقولہ سودا  
 شاعر ہی کا ہے اور کسی غیب کا نہیں اور شاعر اکثر ایسا کہ جاتے ہیں  
 شعر ۱۱ صفحہ ۴۴ کا بیان دیکھو **ایضاً** اسقدر مغزور کرتا ہے مرا  
 فیض زبان بہ خامہ بل کرنے لگا مثل مزارج نوجوان بہ مغزور گھنڈہ کرنے والا  
 فیض بخشش مراوی معنی برکت خامہ قلم۔ بل کرنا غرور کرنا مطلب۔ میری

زبان کے فضل و برکت سے یعنی میرے اشعار لکھ کر قلم ایسا فرور ہو گیا کہ نوجوان  
 آدمیوں کے مزاج کی طرح ہون پر آگیا۔ قلم کی پشت چونکہ خمیدہ نہیں اس لیے  
 مزاج نوجوان سے اسے تشبیہ ہر ایضاً گھورتی جو صرف مضمون شکل ارضی بار بار  
 پوچھتی ہے کون دیکھے گا مر حسن نہان بہ گھورنا آنکھ لڑانا۔ صرف مضمون ہمارا  
 یعنی مضمون شکل مثل۔ ارضی کالاناگ۔ حسیل سانپ کو جب دھمکاؤ تو  
 وہ بھاگتا نہیں بلکہ سینے کے جل پین اٹھا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور لوگوں کو  
 گھور کر تاہر حسن نہان سے غرض یہاں معافی ہیں۔ مطلب۔ میرے  
 مضامین کالمے کی طرح لوگوں کو گھور کر اشارہ کرتے ہیں کہ ہاں ہمارا حسن  
 پوشیدہ کون دیکھا جاہت جو ذرا سامنے آئے یعنی ہمارے معنی کون سمجھا  
 چاہتا ہے ہمارے عبارت میں غور کرنے ایضاً آنکھ کھتی ہے خیال  
 پاک و امن کی قسم بہ مس کہ مجھکو تصور یہ مجال اسکی کہاں ہے فکر یہاں  
 وہ سوچ جو شور کہنے میں مرت ہو۔ خیال پاک و امن وہ مضامین شاعر  
 جھکی بندش دوسرے شاعر نے نہ کی ہو۔ مس کرنا چھوٹا۔ تصور وہ صورت جو  
 خیال کرنے سے داغ میں گئے۔ مجال طاقت۔ مطلب۔ میری فکر کا قول ہے  
 کہ تصور یہ مجال اور تاب نہیں رکھتا کہ مجھکو چھو بھی پائے اس بات کی  
 تصدیق پر وہ فکر خود خیال پاک و امن کی قسم کھاتی ہے۔ اسکا خلاصہ یہ کہ  
 جو مضامین میری فکر سے نکلے ہیں انکو کوئی دوسرا شاعر نہیں پاسکتا۔  
 ایضاً شوق کہتا ہے مساؤ اقتدر میں وہ چیز ہیں بہ پاس ہر مغز و  
 بین پہناؤن برسوں بیڑیاں بہ مساؤ اقتدر خدا کی پناہ۔ مطلب۔ میری  
 طبیعت کا شوق یہ ڈینگ مار رہا ہے کہ تو بہ تو بہ میں وہ بلا ہے درمان  
 ہون کہ خامہ اور مضمون اور فکر پختہ ہے مغز و بین سبکو اپنی تپید ہون کر لوں

اور اٹکا کفر توڑ کر دیکھ ہی لوں میرے آگے ان سبلی کیا اصل ہو۔ خلاصہ یہ اگر بین  
چاہوں تو وہ مضامین جو آج تک کسی نے نہ باندھے ہوں باندھ لوں ایضاً  
حافظ نازک یہ کہتی ہے تو قوت چاہیے بہ وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا  
امتحان بہ خاطر نازک وہ طبیعت جو کسی سختی کی برداشت نہ کر سکے۔ تو قوت  
عظم نامرادی معنی مائل وقت نظم مدح ترکیب اضافی یعنی تعریف کے  
نظم کرنے کا وقت۔ مطلب۔ اوپر کی سب باتیں شکر سیری خاطر نازک یہ کہتی ہے  
کہ اچھا میں ذرا مائل کرتی ہوں جب بادشاہ کی مدح کا وقت آئیگا اُس وقت  
خامہ و مضمون و فکر و شوق ان چاروں کا امتحان کر لیا جائیگا جو انہیں بڑھا  
ہوا ہو گا کھل جائیگا ایضاً مر جیا ہی جو شصادق ہو کوئی دم آشنا بہ  
جندا او شوق تو بہر خدا ہو مہربان بہ مر جیا و جندا و دونوں بڑھا دینے کے  
کلمے ہیں جیسے ہندوستان میں کیا بات اور کیا کہنا اور یا تمہارا نام لہنے ہیں  
جو شصادق کی اُتنگ۔ آشنا ہونا ملنا اور روشناس ہونا مرادی معنی توجہ  
کرنا۔ مطلب۔ او میرے دل کی خواہش دم بھر مجھے موافقت کر اور او میرے  
شوق خدا کے واسطے بچھر رحم کر یعنی سیری سچی اُتنگ اور شوق دونوں مجھ  
میں پیدا ہو جائیں۔

صفحہ ۶۱۔ فرودہ ای دل فیض اُستاد ازل ہے جو ش پر بہ ہمت او طبع عالی ہے  
زمان امتحان بہ فرودہ خوشخبری۔ فیض مرادی معنی برکت اُستاد ازل طبع حدیث  
الشعرا و تلامذہ تلامذہ کے خدا سے مراد ہے یعنی شاعر لوگ خدا کے شاگرد ہیں۔ جو ش ترقی  
طبع عالی اونچی طبیعت۔ مطلب۔ ای دل تمہکو مبارک کہ اُستاد ازل کا فیض ترقی  
پر ہو اور امتحان شکر گوئی کا وقت آہو تیا پس او طبیعت بلند ذرا مجھے ہمت  
ابند حاد سے ایضاً باش ای خامہ کہ حسن بدعا ہو جلوہ گر بہ صفحہ ۶۱

ہر آئینہ رو سے تہان بہ باش کلمہ تبتیہ اردو میں اس مقام پر (میں) بولتے ہیں  
 حاتمہ قلم حسن مدعا بیان کی خوبی۔ جلوہ گرد کھائی دینے والا صفحہ ورق کا  
 ایک حرف۔ قرطاس بکسر اول کاغذ۔ آئینہ رواستخارہ یعنی چہرہ تہان معشوق  
 لوگ بطلب۔ اے قلم بس بڑک جا کہ مقصد کی توجہ صورتی نمود ہونے لگی کاغذ کا  
 صفحہ معشوقوں کے رخسار کے آئینے کی طرح چمکنے لگا اور اس کاغذی آئینے میں  
 حسن مدعا و کھائی دینے لگا یعنی کاغذ پر میرے دل کا مقصد تحریر ہونے لگا  
 ایضاً ۳ شوخیان و کھلا رہی ہو فکر رنگین کی بہار بہ کثرت کلمہ سے  
 مضمون سے ہو سینہ بوستان بہ شوخی ہر خیر کی تیزی فکر رنگین جس سے  
 مضامین شگفتہ شکل سکین۔ بہار کی شوخی مراد ہو بہار کے خوب تیز اور چھاتے  
 رنگ سے۔ کثرت زیادتی۔ کلمہ مضمون استعارہ یعنی مضمون۔ برستان  
 پھولوں کا باغ۔ بطلب مضمون کے پھولوں کی کثرت استدر میرے دل  
 میں ہو کہ سینہ اسکے سبب سے گویا ایک چمنستان بن رہا ہو اور اس باغ  
 کی بہار کون ہو وہی فکر رنگین۔ خلاصہ یہ کہ فکر شعور کرنے سے میرے سینہ میں  
 کہ مقام دل ہو ہزار مضمون بھرے ہوئے ہیں ایضاً ۴ نوجوانان  
 چین استادہ ہیں چالاک و حجت بہ نئمہ زاہر نالہماے عنذیب خوش بیان بہ  
 نوجوانان چین و جوانان چین درختوں سے مراد ہو خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے  
 سرور و گل اور دریاں سب پر جوانان چین کا اطلاق ہو سکتا ہو حافظ سے  
 اچھا بگاڑ جوانان چین بازرسی بہ خدمت ماہرسان سرو و گل دریاں را بہ  
 استادہ خاتم۔ چالاک و حجت آمادہ۔ نئمہ ذراگ پیدا کرنے والا نئمہ سہانی  
 آواز۔ نالہماے عنذیب بلیل کے شور یہ تیز و موصوف اور خوش بیان اسکی  
 صفت بطلب۔ نصل بہار کے سبب درخت لہلہا رہے ہیں اور

بلبل کے شور سے عجیب راگ پیدا ہو ایضاً ابرہہ جو کھیلوں پر برقی ہو بیتاب  
 حال ہو چھے ہین طائران خوش نوا کے ہر زمان ہو ایک میلی کڑا کڑا نواز سے چلنا تختہ  
 اسکی عربی ہو۔ بیتاب حال اسم صفت وہ شخص جسکے حال سے چیننی ظاہر ہو۔ طائر  
 پرندہ۔ خوش نوا کی ہندی سٹریلا مطلب۔ بادل ہو ابر ناز سے اُتر چلا جاتا ہو  
 بجلی تڑپتی ہو جیسے کوئی چین شخص۔ چڑیاں چھپاتی ہین ہر وقت باغ کی کیفیت  
 ہو ایضاً ہو کہین لطف تبسم ہین کسی جانتے ہو کوئی مینا درنبل کوئی  
 سب پر پاسبان ہو لطف مزہ او کیفیت تبسم وہ نہی حسین آواز ننگے اور  
 تھوڑے تھوڑے ذرت دکھائی دین سب نہ ٹھلین اسکی ہندی سسکاہٹ ہو  
 تقہمہ وہ نہی حسین دیر تک شور سے آواز ننگے ہندی ٹھٹھا ہو۔ مینا بوتل مینا در  
 نبل اسم صفت شیشہ نبل مین دہائے ہوے سب بفتح اول و دو معروف کٹرا  
 پاسبان کی ہندی رکھو لا مطلب۔ اقصہ بہار مین کوئی سکر آتا ہو کوئی قہقہ  
 مارتا ہو کوئی بوتل نبل مین دہائے ہوے کہ شراب دو کوئی شراب کا کٹرا ایسے  
 بیٹھا ہو کہ شراب کو پیچھلین ہو رہی ہین ایضاً ہو زبان زاہد صد سالہ  
 صرف اکھڑ ہو، دیکھ کر زندون کی باہم کیفیت مین مستیان ہو زاہد صد سالہ  
 بڑا پرانا پرہیزگار۔ اکھڑ خدا کی پناہ۔ زبان کسی خیر مین صرف ہونا محاورہ اسی  
 خیر کا ابر ذکر کیے جاتا۔ رند وہ شخص جو جان بو ٹھکر شہرح و شاستر پر عمل  
 نہ کرے بلکہ اُس سے شکر ہو۔ کیف نشاۃ و مستی اور جو چیز کہ بیوشی پیدا  
 کرے اور نشاۃ کی کیفیت اسکی ہندی ترنگ ہو۔ مطلب۔ شراب کے  
 نشاۃ مین زندون کی ہوتی دیکھ کر سو سو برس کے زاہد خدا کی پناہ مانگتے ہین  
 اور خوف ہو کہ کوئی بزبردستی شراب نہ پلاوے ایضاً اسکے ہو  
 پیش نظر ہر دم یہ لطف و لفریب ہو، کیا عجیب بیباختہ مستی سے اگر ننگے نغان ہو



لطف و فریب دل لہانے والی کیفیت، بیجا ختمہ خود بخود۔ نمان بقول خبات بضم  
 اول و تحقیق ثلث بفتح اول وہ آواز جو اسے سے بھی سخت ہو، مطلب۔ چونکہ بہار کا  
 لطف چسپول فریفتہ ہر ہر وقت دکھائی دے رہا ہے اور فغان کرنا عاشق کا کام  
 ہے اس واسطے کہ تجھ نہیں کہ باتوں کے برسہا برسہا سے فریاد ٹھنسنے لگے۔ خلاصہ یہ کہ  
 بہار کی کیفیت دیکھ کر لوگ دیوانہ بنے ہو جائیں تو ظہر نجیب نہیں رہی وہ  
 بہار آئی ہے **ایضاً** خاطر نازک و فور شوق سے بیتاب ہے کہ کتنی ہے  
 کچھ تو بھی کہ یہ لطف صحبت چسپ کمان ہے، خاطر نازک وہ طبیعت جو کڑی بات  
 کی تحمل نہو اور مضامین خیالی اُس سے پیدا ہو سکیں۔ و فور زیادتی۔ لطف  
 صحبت جلے کی چمیلین۔ پھر کسان یعنی چسپ نہو گا۔ مطلب۔ شوق  
 اس قدر بڑھا ہے کہ طبیعت پچین ہو کر کتنی ہے کہ اسے نیم تو بھی شعور کہ ورنہ اب  
 جاہ پیر نہیں نہو گا **ایضاً** صہ تون سے آج تو فغانی کوئی دم، سو  
 کنارہ، کھول دے بند نقاب رو سے معنی بیان ہے، حسرت ڈاہ اور فسوس  
 کنارہ گو۔ نقاب باسد اول وہ پردہ جو چہرے پر ڈالین۔ رو سے معنی بیان  
 استعارہ یعنی بیان۔ مطلب۔ بھلا اب تو تھوڑی دیر کے لیے اسے نیم تیرا آغوش  
 حسرت سے خالی ہو یعنی حسرت دور کر اور بیان کے متحر پر جو پردہ پڑا ہے اُسے  
 اٹھا دے یعنی توریف پاوشاہ بیان کر۔ یہ شو خاطر نازک کا مقولہ ہے **ایضاً**  
 تعلق کو خست عطا ہو مدح ظل اللہ کی ہے، لے متنا لفظ نیکر جو کام و زبان ہے  
 تعلق گویائی۔ رخصت عطا ہونا اجازت ملنا۔ مدح توریف نیک ظل اللہ کے  
 معنی خدا کا سایہ عطا ہا پاوشاہ کو کہتے ہیں۔ متنا آرزو۔ کام تالو۔ مطلب۔  
 پاوشاہ کی توریف کہنے کے لیے سخن کو اجازت ملے اور دل کی آرزو گویائی  
 نیکر تالو اور زبان کو چوم لے کیونکہ اُس سے پاوشاہ کی توریف نکلنے والی ہے۔

یہ امر از روئے ادب ہے **ایضاً** بیگ کر چنگ لب انظار مطلب کی اُتنگ ہے یون  
دکھائے جو شِ مضمون باریش ابر بیان ہے لب انظار مطلب استعارہ یعنی مطلب کا  
ظہور۔ اُتنگ جوانی کا جو شِ اُتنگ کا بیگنا مسین بھگنے یعنی سبزہ خط کے نمود  
ہونے سے مراد ہے جو شِ مضمون مضمون کی ترقی۔ باریش باریدن کا حاصل مصدر  
اُسکی ہندی جھڑی ہے۔ ابر بیان استعارہ یعنی بیان۔ مطلب۔ بیان کی  
توضیح سے مضمون میں ایسا جو شِ ہے کہ انظار مطلب خود نوجوان ہو جائے۔  
خلاصہ یہ کہ بیان سے ایسا مضمون پیدا ہو جس سے ولی مقصد ظاہر ہو جائے  
**ایضاً** اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین ہے یادگار خسروان و اجد علی  
شاہ جہان ہے اعتبار کی ہندی ساکھ۔ آفرینش آفریدن کا حاصل مصدر زینت رونق  
تاج کے معنی پادشاہی ٹوپی۔ نگین پادشاہ کا سکہ و مر۔ خسرو فتح راے حملہ  
بمعنی پادشاہ مبض اسے کسری کا مفرس سمجھتے ہیں بدین صورت خاصے سمجھ  
کسور چاہیے وزنہ مضموم۔ مطلب۔ و اجد علی شاہ کے باعث سے خلق اللہ کا  
اعتبار ہے تاج اور کہ شاہی کو رونق ہے یہ پادشاہ اگلے بادشاہوں کی  
نشانی ہے۔ پہلے تین تیلے و اجد علی شاہ زمان کے القاب ہیں۔  
**ایضاً** دل بڑے سینے سے استقبال کو دل سے امید ہے جس طرف  
رخسار تابان کے نظر آئین نشان ہے استقبال پیشوائی کرنا۔ رخسار تمام  
چہرہ۔ تابان روشن۔ مطلب۔ جس طرف پادشاہ کے متمنی کی جھلکی دکھائی دے  
اُس طرف دل اور دل کی امید و نون بڑھ کر پیشوائی کر کے اُسے دل میں  
لے آئین **ایضاً** اگر طرف آستان میں ہو تو وقت ایک دم بندگیت  
گل پر پزیرن سرج صبا کی قیامان ہے طواف گرداگرد گھومنا دستور ہے کہ جب  
کسی جگہ مقدس مثل کعبہ وغیرہ میں جاتے ہیں تو از روئے تعظیم سات بار

اسکے گرد پھرتے ہیں اسکو طوفان اور طوفان بولتے ہیں ہندی اُسکی پر کرمان ہے  
 آستان و آستانہ یعنی درہند ہندی ڈیورٹھی۔ تو تھن ٹھنرنا۔ نکمت بکانت عربی  
 خوشبو۔ مون صبا ہوا کے جھونکے۔ چچی کوڑا مطلب۔ اگر بھول کی خوشبو  
 بادشاہ کی درگاہ میں طواف کرنے آئے اور وہاں ذرا بھی ٹھنر جائے تو ہوا  
 اس بے ادبی پر خوشبو کو کوڑے لگائے یعنی اڑا لیجائے۔ مون کو بسبب  
 درازی اور طہ زنی کے چچی سے تشبیہ ہے ایضاً اسکا بیٹہ فولاد سے بھلے  
 صدے عندیلب بدگاشن عارض کو ہوا عجاز کا اگر امتحان ہے بیٹہ فولاد وہ  
 لوہے کا بیٹوی گولا جو سکانون کی چھت میں علی الخصوص قیرون پر گنبد وین کے  
 اندر ایک بونچر کے علاقہ میں زینت کے واسطے لگاتے ہیں اور اکثر اُسکے عوض  
 شتر مرغ کا انڈا بھی لگاتے ہیں اور جبکہ دن میں اسکے بدے گنتا بھی ہوتا ہے  
 اور نیز ایک قسم کا خود سر شاید اُسکو ہندی میں کھوپری بولتے ہیں۔ صد آواز  
 عندیلب عربی یعنی بلبل۔ عارض کی ہندی گال۔ گاشن عارض استعارہ یعنی  
 عارض۔ عجاز کوئی مخلوق عادت امر دکھا کر شکر کو عاجز کر دینا جیسے مردہ جلانا  
 یا چاند کو شارہ انگشت سے دو ٹکڑے کرنا یہ مخصوص انبیاء کے واسطے ہے اگر  
 عجاز غیر انبیاء سے صادر ہو تو اسے خرقی عادت اور کرامات کہتے ہیں مطلب۔  
 اگر بادشاہ کے عارض اپنی کرامات کا امتحان لیا چاہیں تو اس سبب سے  
 کہ وہ عارض باغ میں لوہے کے انڈے سے بھی بلبل پیدا ہو جائے۔  
 ایضاً عرب شوکت سے گلستان میں زبانین بند ہیں بد غنچہ سر بستہ  
 کہ سکتا نہیں۔ از زمان بدرب نعیم اول خوف تلبظ عوام اسکو رعاب بولتے ہیں  
 شوکت قوت و دہد بد غنچہ سر بستہ بکلی ہوئی کلی۔ از زمان چھپا ہوا بھید۔  
 مطلب۔ بادشاہ کے دہدے کے ڈر سے باغ دینا بھیر خاموش ہو یہاں تک

کہ غنچہ سب سے بھی جو زبان کی شکل ہو۔ از نہان بیان نہیں کر سکتا چونکہ افشا سے  
 از عیب ہو اس لیے پادشاہ سے ڈرتا ہے **الفصل ۱۸** قدرت حق نے یہ جسم ظاہری  
 پیدا کیا ہے چشم عاشق نگین ہر عقل کی حیرانیاں ہے قدرت طاقت۔ حق خدا۔  
 جسم بدن۔ ظاہری دکھائی دینے والا۔ چشم آنکھ۔ تیرانی جو چمک ہونا۔ جسم چشم  
 بین تجلیں جناس ہے شعر ۱۱ صفحہ ۷۔ دیکھو۔ مطلب خدا کی قدرت سے دیکھنے میں  
 پادشاہ کا ایسا بدن خوبصورت اور سڈول ہے کہ عقل مردم حیران ہو کر عاشق کی  
 نگاہ سے دیکھا کرتی ہے یعنی پادشاہ کے جمال سے عقل حیران ہے کہ ایسا  
 آدمی دیکھنے میں نہیں آیا **الفصل ۱۹** اگر حدیث جرأت سلطان عالم میں لکھو  
 محو کردن بہمن و دارا کی ساری داستان ہے حدیث باتین اور ذکر اصطلاحاً  
 تو نغیب۔ جرأت بہاوری سلطان عالم و جان عالم و اجد علی شاہ  
 کے لقب ہیں۔ محو شانا بہمن و دارا فرہنگ دیکھو۔ مطلب۔ اگر پادشاہ  
 کی بہاوری کا ذکر کروں تو بہمن و دارا ان دونوں کی کہانیاں لوگ  
 بھول جائیں۔

صفحہ ۶۲ جسم اعدا اگر غلش دیکھے سنان تیر کی ہے ہر جہت آفرین کے واسطے  
 کوسے وہاں ہے اعدا اعدا کی حج یعنی دشمنان۔ غلش کٹنگ۔ سنان تیر مضاف  
 مضاف الیہ یعنی نوک تیر اگر معطوف و معطوف الیہ کہکرا و اوعاظہ در بیان میں  
 پڑھ لو جب بھی خوب مگر حالت ثانی بین سنان پر بھی سے مراد ہوگی۔ جہت  
 زخم۔ آفرین وہاں وہاں۔ وہاں منظر مطلب۔ اگر دشمن کے بدن پر تیر لگیں تو  
 ہر زخم تیر مثل وہن اور ہر تیر مثل زبان بگر آفرین کرنے لگے **الفصل ۲۰** جہت  
 خواب اجل مصمام بخنے فہم کو ہے ہو ہرک آغوش جو ہر منزل آرام جان ہے  
 راحت چین۔ اجل موت۔ خواب۔ اجل استعارہ یعنی مرگ۔ مصمام تلوار ہے۔

خصم دشمن - آغوش جو ہر ستارہ یعنی جو ہر جو ہر وہ بار یک بار یک سیاہ لہریں تو ہوتے  
 کی عمرگی سے تلوار پر نمود ہوں - منزل جا سے نزول اور گھر میں طلب - جو ہر کے  
 آغوش میں جان دشمن مقام کرتی ہے گو یا دشمن یہاں رحمت سے صورت ہوا ہے  
 اور نیند اسکی صورت ہے اور یہ نیند تلوار کے باعث سے آتی ہے یہاں جو ہر کو جو ہر  
 وسعت آغوش سے تشبیہ ہے - خلاصہ - پادشاہ کی تلوار سے دشمن مر جائے تو اسکی  
 جان جو شمشیر میں چھنس جائے ایضاً ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج  
 عروج چاہے پوچھتا ہے چرخ ہفتم پر فرار قدس بان ہے عالی مرتبت اسم صفت  
 بلند مرتبہ رکھنے والا - عروج ترقی - عزت - جاہ ترسہ - چرخ ہفتم ساتویں  
 آسمان بمقام اہل سلام ساتویں آسمان سے آگے فرشتوں کا بھی گزر  
 نہیں - فرار پوچھنا خیریت دریافت کرنی اور برابری کرنا - قدسی مقرب  
 ہوتے - طلب - وہ ایسا عالی مرتبہ ہے جسکی عزت ترقی پا کر چرخ ہفتم تک  
 پہنچ کر قدسیوں سے ہمسری کرے یعنی پادشاہ خود قدسی پایا ہے اور فرشتہ  
 فرار ہے ایضاً اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول ہے روز اک  
 صورت بدلتا ہو خیال آسمان ہے تمنا آرزو - قبول بروزن قبول یعنی قبولیت -  
 طلب - آسمان کا جلال ہر روز دنیا میں ایک نیا انقلاب ظاہر کرتا ہے کہ  
 شاید یہی رنگ پادشاہ کو پسند آئے اور میری رسائی اُسکے دربار تک  
 ہو جائے ایضاً صدقے اس ہمت کے حال بیکساں پر رات دن ہے  
 ہر دم افزائش میں جو مانند شوق نوجوان ہے کسی کے صدقے ہونا خوشامد  
 اور پیار کا لگہ ہے - ہمت ارادہ - بیکس بے وارث مراد می معنی غریب -  
 افزائش افزون کا حاصل مصدر ہندی بڑھتی - طلب - جیسے نوجوان  
 آدمی کا شوق بڑھتا جاتا ہے اس طرح اُس پادشاہ کی ہمت بھی غریبوں کے

حال پر ترقی کی نگاہ رکھتی ہو۔ مین اس ہمت پزئار ہوں **ایضاً** اس قدر بخنے  
 جو اہر وہ کہ جسکے شرم پٹے چھینک دے دامن سے الماس کو اکب آسمان ہے جو اہر جو ہر  
 کی جمع جیسا مفرس گوہر جو اہر تو قسم کے مین چنکو ہمت ہی مین نورتن کہتے ہیں  
 الماس سبدا اسکی اصل ہاں ہوا لطف و لام اسپین معرفہ تھا مگر اب یک ذرات  
 ہو کر الماس اسم ذاتی ہو گیا اس تھپس کی رنگت سفید ہوتی ہے سب سے  
 زیادہ سخت اور قیمتی ہندوستان مین جھٹا پٹا کا ہیرا مشہور ہے لوگ کہتے ہیں  
 کہ ہیرا اور کسی چیز سے نہ کٹتا اور نہ ٹوٹتا ہے فقط میسے کے تار سے کٹ جاتا ہے  
 کو اکب کو اکب کی جمع اسکی میندی تارا۔ الماس کو اکب استعارہ یعنی ستارے  
 مطلب پادشاہ سبکو استعد جو اہر پائتا ہے تعجب نہیں کہ اس شرم سے  
 آسمان اپنے دامن سے ستاروں کے ہیرے چھینک دے۔ یہاں آسمان کو  
 وسعت کے سبب سے دامن سے تشبیہ ہے **ایضاً** قطرہ شبنم گہر کی آبر و  
 پیدا کرے۔ بیجی ہر ایکے اگر لطف بہار بوستان ہے قطرہ بوند شبنم اوس۔  
 گہر موتی۔ آبر و غرت یعنی ہم تیر کب قلب یعنی وقت سحر۔ لطف کیفیت و  
 ضرہ۔ بوستان ہولون کا باغ۔ دیکھے کا فاعل پادشاہ ہے۔ مطلب۔  
 اگر پادشاہ ہاں کی ہمار کا لطف بیج کو اگر دیکھے تو شبنم باغ کی بوندوں مین  
 موتی کی غرت پیدا ہو جائے یعنی شبنم موتی کی طرح قدر و قیمت مین  
 تیر بھیجے یہ پادشاہ کے آنے کا فیض ہو **ایضاً** رو سیاہی کلفتون کی  
 ایک قلم جاتی رہی ہے دھودیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان ہے رو سیاہی کا انہ  
 ہونا اصطلاحاً بدنامی کلفت رنج اور کدورت اور تکلیف۔ ایک قلم بالکل  
 ابر کرم استعارہ یعنی کرم مطلب۔ جہان مین رنج کا ایک دفتر ہو گیا تھا اور  
 رنج و کدورت کی سیاہی سے بالکل سیاہ تھا پادشاہ کے کرم نے بادل نگر ہے

اور

وهو ڈالا اور جہان بٹاش ہو گیا ایضاً حکم سے ہر سینہ صد چاک ہوتا ہر زخم  
 زخم چھرتے ہیں شانوں کے بھی گیسو سے بتان ہر سینہ صد چاک نہایت شکستہ  
 سینہ مرادی تھی وہ سینہ چہین بہت غم بھرا ہو۔ رفو پڑانا کپڑا بٹاشا ہوا گانٹسنا  
 زخم شاہ کنگھی کے دند اندنوں کے درسیانی شکاف گیسو وہ بال جو چہرے کے  
 دونوں طرف لاتبے لاتبے شانوں تک لٹکین بہت پتھر کی تصویر صطلاحاً مشہور  
 یعنی معشوق مطلب۔ پادشاہ کا حکم ہو کہ جہان جہان صد چاک سینے ہوں وہ  
 سب رفو کر دیے جائیں کوئی زخمی اور رنجیدہ رہنے نہ پائے یہاں تک کہ شانوں  
 کے زخم بھی گیسو کے تاروں سے رفو کر کے بھر دیے جائیں ایضاً قصداً  
 شرح خلق والا ہو جو منظور فرماں ہو بوسہ گاہ خامہ ہین میرے سخن کی شوخیان ہو  
 قصداً ارادہ شرح پھیلاتا اور واضح کر کے بیان کرنا اسکی ہندی بیگا ہو اور  
 انگریزی کی (بیان سے معروف خلق بضم عادت نیک اور میل جول۔ بوسہ گاہ  
 جس مقام کو جوہین۔ سخن سے غرض بیان کلام موزون۔ شوخی سخن مسدگی  
 مضامین اور چستی بندش مطلب۔ میرا ارادہ ہو کہ پادشاہ کے خلق کی شرح  
 لکھوں اس واسطے نہایت خلق سے قلم بھی مضمون کی چستی کو چوم رہا جو یعنی قلم سے  
 مضمون شوخ نکل رہے ہیں شوخی سخن کو قلم نے چوم لیا تو یہ امر تہذیب خیز اور شوخی  
 ادب ہو ایضاً اسطقت پابوس ہفتہ ماضی ہو اور عمر کو ہر جسم سے  
 روحین بھی کر سکتی نہیں نقل مکان ہو پابوس بوسیدن کا حاصل مصدر پابوس  
 چوننا اسکو پابوسی بھی کہتے ہیں اس میں یا سے تختانی زائد ہو۔ نقل مکان مکان  
 بدل دینا اسے فارسی میں پاتراب اور ہندی میں پرستمان بولتے ہیں۔  
 مطلب۔ پادشاہ کی قدمبوسی سے عمر کو یہ بھٹ ملا ہو کہ سب لوگوں کی  
 جانیں اپنے بدن سے تہین گلتین یعنی آدمی مرتے نہیں گویا پادشاہ کے

پانوں میں مسیحا کی ٹھوکر کا اثر ہو اقدس قدم کی برکت ایضاً ۱۲ جھکنے جھکنے  
 آرزوئیں سریدہ میں ہو گئیں بد بار احسان محبت سے سبکدوشی کمان بد سریدہ امن  
 ہونا نہایت جھک جانا اور خیر منہ ہونا اور پناہ لینا۔ بار بوجہ۔ احسان کسی سے  
 سبک کرنا سبکدوشی کی ہندی چھٹکارا کمان یعنی نہیں مطلب پادشاہ نے  
 اپنی محبت کے احسان کا بوجہ خلق اللہ کی آرزوئوں پر اقدس ڈالا ہے کہ سب  
 آسائیں جھک کر دامن تک پہنچ کر روپوش ہیں یعنی آسکے احسان محبت آمیز  
 سے کوئی آرزو باقی نہیں رہی ایضاً ۱۳ قدرت حق نے نہیں پیدا کیا جسکا  
 شریک نہ جس طرح سے آہ عاشق جو خدنگ بے کمان بد شریک کی ہندی  
 ساجھی آہ آواز و آواز آواز جو نامے سے کم ہو آسکی ہندی کراہ جو۔ خدنگ  
 ناوک کا تیر اور وہ نہایت چھوٹا بالکل لوہے کا ہوتا ہے ایسے اُسے ناوک پر اور  
 ناوک کو کمان پر رکھ کر چھوڑتے ہیں اور ناوک ایک لوہے کی نلی جیسے جلا ہون  
 کی بنا اس کے ایک سرے میں سوراخ آسمین ناگا ڈاکر رودہ کمان میں  
 باندھتے ہیں اور دوسرا سوراخ برکھا رہتا ہے ایسے اندر ہو کر تیر کھلتا ہے۔  
 مطلب۔ عاشق کی آہ اگرچہ مثل تیر ہو لیکن کھینچتے وقت اسے کمان  
 دیکھ نہیں ہوتی بے کمان وہ تیر چلتا ہے اس طرح خدا کی قدرت سے  
 پادشاہ کو کام کرنے میں کوئی شریک نہ رکھتا۔ یہاں پادشاہ کو تیر سے  
 اور شریک کو کمان سے تشبیہ ہے جس طرح تیر آہ کو کمان کی حاجت نہیں  
 اس طرح پادشاہ کو شریک کی ضرورت نہیں ایضاً ۱۴ میں بھی ہوں امیدوار  
 امیر شاہ والا عزت ہے جو شہت گرا جازت سے تو کچھ ہو مہربان ہے اس  
 شہر سے شاعر نے حق مطلب شروع کیا صفحہ ۹۹۔ مجموعہ سخن حصہ دوم  
 دیکھ لیکن آسمین حسن مطلب نہایت ناگوار اس طرح سلیم ہے یہ لطف آوازمین ہوا



اشعار ماقبل سے کچھ لگاؤ نہیں۔ شاہ والا مرتبہ ذی رتبہ پادشاہ۔ جوش بہت بلند  
 حوصلگی۔ اجازت دینا حکم دینا مراد سی معنی آمادہ کرنا۔ مہربان توجہ کرنے والا۔  
 مطلب۔ امیر شاہ بین بھی تیری مہربانی کا امیدوار ہوں اگر تیری بلند حوصلگی کچھ  
 دلا سکے تو وہ ایضاً<sup>۱۵</sup> خواہش پابوس ہو ایسی کہ مثل روزگار رہے گو کہ ہوں  
 یک جا لگ کر خوش بین بہن شوق و گمان بہ خواہش آرزو۔ روزگار زمانہ۔ یکجا  
 اکٹھا۔ گردش گھومنا شوق طبیعت کی آرزو گمان شک۔ مطلب۔ جیسے زمانہ  
 سب دنیا میں اکٹھا ہو اور پھر گردش کر رہا ہو یعنی گردش زمانہ مشہور ہو سب طرح  
 میرا شوق پابوسی اور گمان مایوسی قدیموس کی خواہش میں چکر رہا ہو یعنی  
 شوق قدیموس نہایت ہو اسیر خوف لگا ہو کہ خدا خواستہ کہ میں قدیموس سے  
 مایوس نہ رہوں ایضاً<sup>۱۶</sup> کیونکہ صدقے ہوں ہجوم آرزو کے ہر گزری بہ  
 سانسے آنکھوں کے ہو تصویر سلطان جہان بہ ہجوم بغیر مجاز سلطان جہان  
 دنیا کا پادشاہ یہاں مراد واجد علی شاہ سے ہو۔ مطلب۔ میری آرزو میں اس قدر  
 اکٹھا ہو گئیں ہیں کہ پادشاہ کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہے اس احسان کے  
 سبب میں اپنی تمناؤں کے ہجوم پر فدا ہوں۔ دستور ہے کہ جب کسی کی طرف  
 زیادہ دھیان لگاؤ اس کی تصویر آنکھوں سے گھوم جاتی ہے ایضاً<sup>۱۷</sup> دیدہ  
 چشم تصور سے جمال پاک کی چہ بک رہا ہوں بخود ہی میں صورت دیوانگان  
 تصور وہ خیال باندھنا جس سے کوئی شکل نمودار ہو جاے صوفیہ سیکو دیدتے ہیں  
 چشم تصور استعارہ یعنی تصور۔ جمال حسن و صورت۔ دیوانوں کو اکثر سجااست  
 بیداری بھی طرح طرح کی صورتیں دکھائی دیتی ہیں ایسے وہ بکنے لگتے ہیں۔  
 دیوانہ گی ہائے مخفی نسبتی ہے یعنی دیوانوں کے مثل حرکات نامعلوم کرنے والا  
 اس کی ہندی سٹری ہے اور جمع دیوانگان۔ مطلب۔ میں تصور کی آنکھ سے پادشاہ

کی صورت دیکھ کر رہا ہوں جب تو دیوانوں کی طرح شعر کہہ رہا ہوں ایضاً  
تنگ آیا ہوں نہایت خاطر مشتاق سے + ہر گز ہی کہتی ہو چل ہر وقت سمجھاتی ہو  
مان بہ تنگ آنا وقت ہونا۔ خاطر طبیعت۔ مشتاق اشتیاق رکھنے والی چیز۔  
مان آرزو میں کلید کسباب ہو اور اگر اسپر زور دیا مگر کر لو تو مہنی نمی آتا ہو  
اور قافری میں بجائے تہذیب آتا ہو یہ شعرا اپنے مابعد سے قطع بند ہو۔ مطلب۔  
میں اپنی خاطر مشتاق سے نہایت وق ہوں کبھی تو کہتی ہو کہ پادشاہ  
کے پاس چل اور کبھی روکتی ہو کہ مان مان یہ بے ادبی نہ کر ایضاً  
گدا بے بنوا ہوں شاہ خاقان زمن بد چشم ظاہر سے جو دیکھوں ایسی  
قسمت ہو کسان بد گدا بے بنوا وہ فقیر جو کسی سے سوال نہ کرے۔ شاہ  
بیان واجد علی شاہ سے مراد ہو۔ خاقان پہلے پادشاہان چین و ترکستان  
کا لقب تھا لیکن اب ہر پادشاہ پر عام سے۔ زمن زمانہ اور وقت۔ چشم  
ظاہر صوفیہ نے دو قسم کی آنکھیں فرض کی ہیں ایک چشم سر یعنی چشم ظاہر وہ  
زیر ابرو موجود ہیں۔ دوسری چشم دل یعنی چشم باطن اسیکو بعیرت اور  
عقل کامل بولتے ہیں ایسی قسمت کمان جو کلمہ ناہوسی۔ مطلب۔ میں ایک  
فقیر ہوں اور پادشاہ خاقان زمانہ میں ظاہری آنکھ سے آنکھیں دیکھ لوں  
ایسے میرے نصیب نہیں مان چشم دل سے البتہ دیکھا کرتا ہوں۔ پھر  
کیونکر کنگے پاس چلوں۔ پھر اپنے ماقبل سے قطع بند ہو جیسا  
صدر میں کہا۔

صفحہ ۶۲۔ دل میں رکھتا ہوں جو تسلیم خدا کی آرزو وہ حرف بنتا جو تمنا  
ہو کے ہر لفظ زبان بد تسلیم قبولیت تمنا کے آخر میں یاے تمنا ہی اسکو کہت  
چاہتا فارسیوں کا لغت ہو اسکے معنی آرزو کرنا مطلب۔ میرے دل میں

یہ آرزو ہے کہ خدا میری ستمناگی مراد برائے اسلئے میرا ایک ایک حرف خود پہلے تمنا  
 بننا ہے اور تمنا کا نکلنا یعنی برآنا ضرور ہے اس واسطے وہ لفظ بنتا ہے تاکہ بین زبان سے  
 نکلے اور جب لفظ زبان سے نکلا تو گویا تمنا نکلی یعنی آرزو برآئی اور یہی مطلب تھا  
 کہ کسی پر وہ بین تمنا سے دل نکلے۔ ایسے شعر کو معنی بند کہتے ہیں (معنی بند )  
 وہ مضمون پیدا رجز نہایت نازک خیالی کے سبب سے بذریعہ بیان مسلسل مشکل  
 ہو جائے اور جلد ذہن نشین نہ ہو سکے شعر معنی بند شعرا سے دہلی کے نزدیک  
 حسن اور شعرا سے لکنؤ کے نزدیک عیب ہے **ایضاً** چاہتا ہوں سرفرازی  
 جلد حاصل ہو مجھے بہ تنگ ہو سامان فرصت اور شہنشاہ جہان بہ سرفرازی فرست۔  
 سامان فرصت کا تنگ ہونا مفاس ہونے سے مراد ہے و نیز عدیم الفرست  
 ہونا یہاں یعنی اول ہے شہنشاہ جہان دنیا کے پادشاہوں کا پادشاہ یہاں  
 و اجد علی شاہ سے مراد ہے۔ مطلب۔ اور شہنشاہ جہان مجھے مفلسی کے سبب سے  
 اس قدر فرصت نہیں کہ حضور کی دربار داری کیا کروں اسلئے امیدوار ہوں  
 کہ مجھے جلد تر کا میاب کیجیے **ایضاً** اور نسیم دہلوی بس لکھ لکھ اشعار  
 دعا ہے تا دکھائے شکل انجام سخن حسن بیان ہے جن الفاظ کے آفرین ہاں سے  
 منتفی یا یا سے تھمائی ہو اور پھر اسمین یا سے نسبتی لگائیں تو پہلے آنکو وا و لکسور  
 سے تبدیل کر لین جیسے مارہرہ سے مارہروی اور دہلی سے دہلوی۔ اشعار  
 دعا سے فرض بیان (حسن انجامتہ) ہے یعنی وہ اشعار یا شعر جہین مدوح کو  
 بطریق دعا یاد کریں اس مقام کو دعا ہے بھی کہتے ہیں شکل صورت۔ انجام  
 تامی۔ مطلب۔ اور نسیم تو اشعار دعا ہے لکھ تاکہ بیان کی خوبی قصیدے کے  
 خاتمے کو پیش نظر کر دے یعنی اس حسن بیان سے معلوم ہو جائے کہ قصیدہ  
 تامی کو پہنچا **ایضاً** آیا آنسی فرشتے ہے جب تک زمین بالاسے آب ہے

یا آہی بستیوں جتناک ہو سقفت آسمان بہ خوش کچھی ہوئی چیز۔ بالا اوپر۔ اہل  
اسلام کے اعتقاد میں زمین پانی پر کچھی ہوئی ہے۔ ستون کھمبا۔ سقفت چھت۔  
مطلب۔ اور خدا زمین جب تک پانی پر کچھی ہے اور آسمان کی چھت جتناک  
سعلق قائم ہے یعنی قیامت تک تو وہ ہو جو آئندہ بیان ہے۔ پشور اپنے ماہد سے  
قطہ بند ہے۔ یہی شعر دعا ہے مگر شرط یہ شعر ہر صفحہ ۹۹ مجموعہ سخن حصہ دوم دیکھو۔  
**ایضاً** دوست ششادان مدعی برہم رہیں مانند زلف بہ نقش بند کاف  
ونون حامی رہے ہر ہر زمان بہ ششادان بین الٹ و نون فاعلی ہے خوش  
ہونے والا۔ مدعی دعویٰ کرنے والا مدعی منعی دشمن۔ برہم پریشان زلف کی  
پریشانی مشہور ہے نقش بند معصوم۔ کاف و نون سے فرض کُنْ فیکونْ ہے  
یعنی ہو جا پس ہو گیا یعنی عالم بیا ہو گیا۔ نقش بند کاف و نون خدا سے فرض  
اسی لیے کہ مخلوق کی نسبت پہلے خدا نے کُنْ کا لفظ کہا تھا۔ حامی مددگار۔  
ہر زمان ہر ایک وقت۔ مطلب۔ پادشاہ کے دوست خوش اور دشمن زلف  
کی طرح ہمیشہ پریشان رہیں انکو خاطر جمعی کبھی نصیب نہویا رب اور خدا ہر وقت  
پادشاہ کا مددگار رہے **ایضاً** سودا پہ جب جنون نے کیا خواب و خور  
حرام بد لائے مگر اس طیب کے ہو عقل جسکا نام بہ سودا شاعر کا نام انگلی  
وقات کے ٹکڑے لاہجری اس معرے سے نکلے ہیں (ع) سودا آسودا ومان  
درجیت بہ اور بیان لفظ جنون کی قربت سے لفظ سودا بطریق ایہام  
واقع ہے شعرا۔ صفحہ ۶۶ دیکھو۔ جنون ایک عارضہ دماغی جس سے آدمی بٹری  
ہو جاتا ہے یہ عارضہ فصل ہبسا رہیں زیادہ ہو جاتا ہے۔ خواب نیند۔ خور  
کھانا کوئی چیز حرام ہونا اسکا ترک ہونا اور نہ ملنا۔ طیب کی ہندی  
یہ نبت سچ اول ہے۔ لائے کا فاعل جناب کا لفظ ہے اور یہاں مقدر۔

مطلب جبکہ سودا شاعر پر دیوانگی کی کثرت و جوش کے سبب کھانا پینا حرام ہو گیا  
یعنی سب چھوٹ گیا تو سودا کے دوست آشنا سودا کو اس طبیب کے پاس لے گئے  
جس کا نام عقل ہے۔ یہاں عقل طبیب کا نام فرضی ہے اور ایضاً احوال اٹکا دیکھ کے  
کہنے لگا طبیب ہے اب قصد و سہل ایکے لیے ہی مفید تام ہے قصدرگ کھو لکر  
خون نکالنا اور پٹی باندھنا۔ سہل دست آور چیز یعنی جلاب مفید فائدہ کرنے والی  
چینہ۔ تام کامل و بالکل۔ مطلب جب اس بیمار کا حال اس حکیم یعنی عقل  
نے دیکھا تو بولا کہ قصد اور جلاب اس جنونی کے واسطے بہت مفید ہے اور ایضاً  
کہنے لگا سن سکو وہ دیوانہ در جواب یہ مجھ میں لو کہان یہ تر از خیالی خام ہے  
سن کے بعد راکر مقدر۔ در جواب جواب میں خیال خام وہ خیال کہ پورا نہ ہو سکے  
مطلب طبیب کی بات سن کر سودا نے جواب دیا کہ یہ تجویز تیری بیگنا رہے  
قصد کیونکر لون بدن میں خون ہی نہیں اور ایضاً جو کچھ کہ میرے تن میں  
ہو تھا سو ایک سال ہے حامل نے خیر آباد کے پیکر کیا تمام ہے تن یعنی بدن۔ لو  
پینا نہایت وقتی کرنا اور جان ماری۔ حامل کو اب تحصیلدار بولتے ہیں۔ خیر آباد  
تصنیف لکھنؤ سے پچھ ۲۰۰ کوس پر واقع ہے آگے نوابی میں یہاں چکلہ دار رہتا تھا  
اب اس سے ملا ہوا سیتا پور مقام صدر ضلع ہے خیر آباد اب بھی برائے نام  
اور وہ کی دوسری قسمت ہے۔ خیر آباد مصرع دوم میں غلط ہے یعنی اسکا پہلا لفظ  
تخیر باد کتا ہے یعنی گرجاتا ہے۔ مطلب وہ سودا نے جا کر حکیم سے کتا ہے کہ جسقدر  
تجربہ میں ہو تھا وہ تو سب خیر آباد کا حامل بیگیا قصد میں کیا کتا گیا۔ سودا  
بظاہر طبیب سے باتیں کر رہے ہیں مگر باطناً خیر آباد کے حامل کی شکایت  
آصف اللہ وہ حاکم ملک اور وہ سے کرتے ہیں اور ایضاً اس سہل مطلب  
کرتے ہو غذا کی زیادتی بہت ہو سکتا ہے ماہ میں بھی گزرا یہ میام بہ مطلب کرتے ہو

علاج  
مطلب  
تخیر باد کتا ہے  
یعنی گرجاتا ہے  
مطلب وہ سودا نے  
جا کر حکیم سے  
کتا ہے کہ جسقدر  
تجربہ میں ہو  
تھا وہ تو سب  
خیر آباد کا  
حامل بیگیا  
قصد میں کیا  
کتا گیا۔ سودا  
بظاہر طبیب  
سے باتیں کر  
رہے ہیں مگر  
باطناً خیر  
آباد کے حامل  
کی شکایت  
آصف اللہ وہ  
حاکم ملک اور  
وہ سے کرتے  
ہیں اور ایضاً  
اس سہل مطلب  
کرتے ہو غذا  
کی زیادتی بہت  
ہو سکتا ہے ماہ  
میں بھی گزرا  
یہ میام بہ  
مطلب کرتے  
ہو

نکال باہر اس جگہ طلب کرتی ہے صحیح یعنی چاہتی ہے۔ غذا کھانے کی چیز۔  
 ماہ عید شوال کا مہینا۔ مہینا رمضان کا مہینا۔ مطلب۔ اور طبیب فصد کا حال  
 ہو سکتا ہے اس کی کیفیت ہے کہ غذا کی کثرت و خرابی سے سہل درکار  
 ہوتا ہے یعنی اگر کچھ فساد و مہلک ہو اور مہلک غذا میں فتور ہو تو سہل چاہیے سو  
 اس غذا کی یہ عسرت اور تنگی ہے کہ عید کا مہینا جسم میں لوگ خوشی مناتے ہیں  
 اور عمدہ کھانے کھاتے ہیں وہ مجھے اس فقر و فاقہ میں گذرا جیسے روزوں کا  
 مہینا ہو کہ اٹھین کھانا دن کو نصیب نہیں ہوتا پھر غذا پیٹ میں کھانے سے آنے  
 جو فساد کرے اور سہل کی ضرورت ہو۔ یہاں بھی طبیب کے جامے میں شاعر  
 اپنے روزمرہ کی حقیقت نواب سے کہ رہا ہے **ایضاً** کیا سو دس علاج سے  
 کہ ایک ماسوا چھتا اپنی بین دو اکرون اب کر کے قرض و دم بہ ماسوا جو کچھ اسکے  
 سوا ہو۔ سو فائدہ۔ قرض و دم دونوں مترادف ہندی ادویہ کا مطلب۔ اور  
 طبیب اس دو کرنے سے کچھ فائدہ نہیں اسکے سوا کچھ اور بتا کہ بین ادویہ کے لوگوں  
 دو کی تدبیر کرو **ایضاً** اب ان نے یوں کہا کہ بتاؤن میں یہ علاج ہے۔  
 اس دروسے تو پاک کے شفا ہوتا ہوا کام ہے ان نے غلط اسے صحیح۔ شفا  
 بند رستی۔ شفا و کام سم صفت وہ شخص جس کا مدعا حاصل ہو۔ مطلب طبیب نے  
 جواب دیا کہ میں تجھے ایک تدبیر چھتا ہوں کہ تو اس بیماری سے صحت پا کر  
 اپنا مطلب بھریاٹے۔ یہاں علاج بمعنی تدبیر اور بطور ایہام ہے۔ درو اس  
 شعر میں بعض معیبت ہے دیکھنے کے معنی پر نہیں۔ یہ شعر قصیدے کی گزیر ہے  
 جسے مخلص بھی کہتے ہیں مخلص کی توفیق راقم نے صفحہ ۹۹۔ مجموعہ سخن حصہ  
 دوم میں لکھی ہے **ایضاً** اسکے حضور عرض یہ کر جسکے سائے میں ہے مور  
 ضعیف ذیل سے اپنا مقام ہے حضور ویر و سایہ یہاں بمعنی حمایت۔

موضوعیت نہ تو ان چوٹی - فیل ماتھی - اتقام بدل لینا مطلب - اچھ سو دا اس شخص سے  
اپنا دروہیاں کر کے کبھی حمایت میں چوٹی اپنا بدلانا ماتھی سے لے لیتی ہے یعنی اگر ماتھی  
چوٹی کو مار ڈالے تو صفت الدولہ ماتھی کو بھی زندہ چھوڑے - خلاصہ یہ کہ اسکی  
عدالت کے سبب سے عاجز و ناتوان زبردست و پہلوان سے نہیں دبتے نصیحت  
سنتھوچی یہ تو یہ قصیدہ برائے نذر ہے لیکر اب اس جناب میں حاضر ہو غلام  
نوبہ پنجم اول و کسرتانی ویاسے مچول خوشخبری - برائے واسطے - نیر پشکیش ہندی  
سینٹ جناب یہاں بھی درگاہ اور دربار مطلب - یہ بات میں نے طیب کی  
سنتھی اور نذر دینے کو قصیدہ نظم کر کے حاضر ہوا کہ حضور کو ستاؤں - غلام  
بجائے کمترین نصیحت اچھ وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بنیاد و عام ہے  
نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اتسام ہے اب گویا یہاں سے قصیدہ شروع  
ہو اچھا ذکر شعرا قبل میں آچھا اسی لیے شاعر نے یہ دوسرا مطلع کہا ہے -  
عدل انصاف - نوشیروان کی اصل نوشین اور روان ہے یعنی شیرین جان ایک  
پادشاہ عادل کا نام جو ملک فارس کا پادشاہ تھا جناب رسول خدا کا زمانہ  
اس سے بہت قریب ہے - اتقام تہمت اور بہتان لگانا مطلب - تیرے انصاف  
کے مقابلے پر اگر کوئی کہے کہ نوشیروان پادشاہ بڑا منصف تھا تو گویا اوسنے  
نوشیروان کو بہتان لگایا وہ کب ایسا انصاف کر سکتا تھا جیسا تو کرتا ہے -  
انصاف دیتا ہے تیرے عصر میں اچھ عادل زمین ہے زخم جگر کو سودہ الماس  
الیتام ہے عصر وقت و زمانہ - عادل انصاف کرنے والا - زمین زمانہ سودہ الماس  
ہیرے کی کنیاں اور براہ - الیتام ملانا اور زخم ہیرا مطلب - ہیرے کا کام ہے  
کہ اگر اسکی کنی کوئی کھائے تو فوراً کلیجا چمید کر پار نکل جاتی ہے لیکن اچھ منصف  
زمانہ تیرے انصاف کے ڈر سے کلیجے کے زخم کو ہیرے کی کنی بھرتی ہے اور

وہ اچھا ہو جاتا ہے اور ایضاً کیا کیا کیا ہے جو بیون سے حق نے تج کو خلق کیا۔ ایتنا ہے  
 روزگار کے اور فخر و احترام ہے خلق کرنا فتح خاص ہے مجھ پیدا کرنا۔ ایتنا جمع ابن بھی فرزند  
 ایتنا ہے روزگار برادران وقت یعنی مردم موجودہ زمانہ۔ فخر و احترام یعنی عزت و  
 حرمت۔ ایتنا ہے روزگار کے فخر و احترام نواب کا لقب یعنی اُس کے باعث سے  
 اہل زمانہ کی عزت و حرمت ہے۔ دوسرا مصرع بالکل منادی ہے حرفِ نداء بسبب  
 تعقید یا بین مصرع واقع ہوا ہے تعقید شعر ۱۹۔ صفحہ ۵۱۔ دیکھو۔ مطلب۔ اے اہل  
 زمانہ کی عزت تمہ کو خدا نے بڑا نیک پیدا کیا ہے یا یہ کہ بہت سی نیکیاں  
 جمع کر کے آدمی بنا یا اور اُس کا نام آصف الدولہ رکھ دیا۔ معنی دوم نہایت  
 نازک ہیں ایضاً مذکور علم کا بین کر دین یا بیان خلق ہے یا بین تری  
 شجاعت و ہمت سے اب کلام ہے علم کی سزا دہی میں ڈھیل کرنا اور  
 کسی ایزد انسانی پر صبر کرنا۔ خلق بضم اول عادت نیک و مردت۔ شجاعت  
 بفتح اول نامردی و شہور کے بیچ میں ایک قوت مراد می معنی بہادری۔ ہمت  
 بلند حوصلگی۔ فلاں چیز سے کلام کرنا یہ ترجمہ فارسی یعنی اُس کا ذکر کیے جانا۔  
 مطلب۔ میں علم کا بیان کر دین یا خلق کا مذکور کر دین یا شجاعت و ہمت کا ذکر  
 کر دین کس کس کو بتاؤں تجھ میں تو یہ سب چیزیں موجود ہیں کلام کے بعد  
 (کر دین) مقدر ہے۔

صفحہ ۴۱۔ تیرا ہی بار علم ہو اے صاحب وقار ہے کشتی خاکدان کا جو پانی ہے جو قیام  
 بار بوجہ۔ وقار و قوی جمع یعنی گرانباری و تکلیف۔ خاکدان میں دان علامت عزت  
 جیسے عطر دان وغیرہ یعنی جاے خاک یعنی زمین۔ کشتی خاکدان استعارہ یعنی خاکدان  
 مطلب۔ زمین جو پانی پر ٹھہری ہوئی ہے وہ تیر ہی ہی بر دباری کے بوجہ سے قائم  
 ہے ورنہ کشتی کے مثل ہوتی پھرتی ایضاً اُسے نسیم اگر چن خلق سے تر ہے۔



خوشبو جہان یون کا ابد تک رچہ مشام بد نسیم ہوے نرم و خوشبودار پین غلغلی استارہ  
 جہانی کی تختانی نسبتی جہان بین رہنے والا بہا تین حج اور مرد کل اہل عالم سے ہر  
 خوشبو اجم صفت بمعنی خوشبودار۔ ابد خوشگی۔ شام ہینہ طرت جاے شمار یعنی بیٹی اور ما  
 مطلب۔ اگر تیرے حسن اخلاق کی خوشبو پھیلے تو جہان والوں کا دلخ کا دلخ قہاست تک  
 خوشبودار ہے ایسا شہ نرہ غضب کی یہ دعوت ہو کر سنیں۔ فیصل بہین  
 بروجر کے باشندگان نام بہ نرہ لکار غضب نضر۔ تجہ بیان نماقت محاورہ  
 حال اس مقام پر تیرے ہوتے ہیں۔ صولت و بد بہ فیصل فیصلہ اور قصہ تمام ہوتا  
 یعنی مر جاننا۔ زخشی۔ جو تری۔ باشندہ رہنے والا۔ باشندگان اشکی تیج مطلب۔  
 اگر زخشی و تری کے رہنے والے تیرے غضب کی لکار سن پائیں تو دہشت کے  
 مارے وہل کر جائیں ایسا زہرہ جو آب سینے میں بیٹ سے شہر کا ہے۔  
 ترپے ننگ پیاس سے ماہی ہو جو بدم بد زہرہ الفج اول کی ہندی پتا۔  
 زہرہ آب جو سما ورہ وہل جاننا بیٹ و دہشت ننگ وریانی جانور ہندی اشکی  
 لگر۔ ماہی مچلی۔ بدام یعنی جاں بین۔ مطلب زخشی والوں کا یہ حال ہو کہ تیرا  
 نرہ سنکر نستان بین شیرون کے گلچے وہل جائیں اور تری کی یہ کیفیت ہو کہ تیرے  
 غضب کی لکار سے جو سو کر جائیں پھر ننگ پانی کمان پائیں انکا یہ حال ہو کہ  
 پیاس کے مارے ترپے لگیں جیسے مچلی جاں بین ترپتی ہے۔ یہ شعرا نے ماقبل سے  
 قطع بند اور بطریق اعت و نشر مرتب و ارتج ہر شعرا نے فہم ۴۴۔ دیکھو۔ آب ہونا  
 ننگ و ماہی کے ساتھ بطریق ایسا ہے ایسا شہ شہج تو اسقدر ہے  
 کہ میدان میں روز جنگ بہ کیا تاب رو برو ہوتے رستم اور سام بہ اشج  
 صینہ فعل تفصیل شہر بہا ور۔ میدان کی ہندی رن۔ تاب یعنی مجال۔  
 رستم و سام پہلوانوں کے نام باقی فرہنگ دیکھو۔ مطلب۔ تو اس فو اسب

ایسا سا وقت ہو کہ رستم و سام کی یہ مجال نہیں کہ رن بین منجر سے سامنا بھی  
 کر سکیں۔ فرناور کنارہ ایضاً قالب تھی کرین وہ قلم اسکا دکھ کر بد تصورہ  
 تیری تیغ کی کھینچے جو بے نیام بہ قالب بدن اور سا پنجاہ تھی خالی۔ قالب  
 تھی کرنا ڈر کے مارے مر جانا یہ فارسی اصطلاح کا ترجمہ ہو۔ تیغ تلوار۔ نیام کی  
 ہند ہی میان یعنی تلوار کی کاٹھی۔ مطلب۔ جو تصور تیری ننگی تلوار کی تصویر کھینچے  
 اسکا قلم اگر رستم و سام بھی و کیردین تو مارے ڈر کے مر جائیں۔ یہاں قالب  
 تھی کو تیغ کے نیام سے تشبیہ بھی ہو ایضاً تیغ تنجاہی ایسی ہو جس سے  
 ہلاک دل پہ پارتے ہیں گڑھ نمون کے بیکہ ساعت اندوم بہ تنجا سخاوت  
 تیغ تنجا ستھارہ یعنی سخاوت۔ ہلاک دل زمین باسے مودہ ہوسہ فی ہو  
 یعنی دل کے ملک میں۔ ملک دل استعارہ یعنی دل۔ گڑھ کی فارسی  
 ڈنڈا اور علی قلمہ ساعت گھڑی۔ اندوم مکان کا ڈھر جانا۔ مطلب۔ تیرے  
 ہوسے کی تلوار کا حال تو ہو چکا اب سخاوت کی تلوار یعنی خود سخاوت کا حال  
 یہ ہو کہ اس سے دل بین غم نہیں رہتا پانا جہاں سرج ملک میں تیری  
 تلوار کے زور سے سرکشوں کے قلمے ڈھانے جاتے ہیں یہاں دل کو ملک سے  
 تشبیہ و پروردہ ہو ایضاً سائل کے گھر میں کب تری بخشش ہاں کے ہو  
 جب اشکے گھر کا تا بھلاک ہونہ پشت بام بد سائل سوال کرنے والا۔  
 پشت بام کوشے کی اوپری چھت۔ مطلب۔ اگر سائل کا گھر اتنا اونچا  
 اور وسیع ہو کہ اشکی چھت آسمان سے ٹکرنے تو البتہ تیرا دیا ہو اماں و  
 دوست آسمین سما سکتا ہو اور اگر خانہ تنگ ہو تو گھر گزیرے فیض کی آسمین  
 گنجائش نہ تو اسقدر فیاض ہو ایضاً باغ جہان میں آج تو  
 وہ اصل سینہ ہو بہ ہونچے ہو چار فصل خمر تھے سردم و شام باغ جہان

استعارہ یعنی جہان - آج یعنی آج کل - نخل درخت - پہنچے چو پُر انا سکے اور  
 اب پہنچتا ہے بڑے ہیں - چار فصل شعرہ صفحہ ۲۴ - دیکھو - نمبر نتیجہ دفا نمبر ۱ و -  
 پھل - مطلب - دنیا میں اندون تو اب فیاض ہو کہ ہمیشہ روم و شام تک  
 تیرا فیض جاری ہے شام کے بعد آگ - **ایضاً** تیرا ہی اب برو سے  
 زمین اور فلک جناب یہ بے نفع بے کلید در فیض جو درم یہ رو سے زمین سے  
 مراد تمام عالم - فلک جناب ہم صفت آسمان سی در گاہ رکھنے والا - کلید گنجی -  
 در فیض بخشش کا دروازہ - درم ہمیشہ - دروازہ بے نفع و کلید ہونا دروازہ گنجی  
 اور کئی روک ٹوک نہ ہونا - مطلب - تمام دنیا میں فقط تیرے ہی فیض کا دروازہ  
 کھلا ہے اور تیرا ہی یعنی دولت بیدار ہے تو ہی دیتا ہے **ایضاً** پیدا خواص  
 سائے میں اسکے ہما کا ہو - پتھر مزرع کرم سے چنے دانہ گر حمام بہ خواص خاصہ  
 کی جمع یعنی خاصیتیں ہر ما ایک نیست و نابود طائر جسکے سایہ پڑنے سے پادشاہت  
 ہونا خیالی پلاؤ لوگوں کا ہے - مزرع کھیت - مزرع کرم استعارہ یعنی کرم - تجرہ بیان  
 غلط تیرے چاہیے تھا - حمام بفتح اول و تحریک دوم حمامہ کی جمع جسکے معنی کبوتر -  
 مطلب - اگر تیرے فیض کے کھیت سے کوئی کبوتر دانہ چن لے یعنی جو کبوتر  
 تجھے فیضیاب ہو جائے تو وہ ہما کی طرح جبر اپنا سایہ ڈالے وہ شخص پادشاہ  
 ہو جائے **ایضاً** کچھ کم نہیں جہان میں سلیمان سے تیری جاہ - گو اسنے  
 پہ آصف دولہ ہے تیرا نام - سلیمان ایک پادشاہ دینی کا نام گل مخلوقات  
 انکی مطیع تھی اب پادشاہ صاحب جاہ کوئی نہیں ہوا - اسنے زبانین - جاہ  
 عزت و ترمیم - آصف بفتح صا و حضرت سلیمان کے وزیر کا نام اسکا باب  
 پر خیا نام تھا اسلئے اسکو آصف بر خیا کہتے ہیں یہی شخص ملکہ بلقیس کا تخت شہر  
 سبا واقع میں سے سلیمان کے مان لایا تھا - مطلب - اگرچہ تیرا نام تمام وزیر

سلیمان لوگوں میں مشہور ہے یعنی لفظ آصف الدولہ سے تو زبان زد ہو مگر تیرا  
 مرتبہ جہان بین سلیمان ابن داؤد سے کچھ کم نہیں بلکہ برابر ہے **فیض** تو وہ  
 ازبچہ تھا کہ جہان ہو رہا تھا انھوں نے تیرا یہ اختتام ہوا وہ اس کے  
 بعد وہ دار نصف الدولہ کے بعد سعادت علی خان نامک بھی شاہ دہلی کے وزیر  
 کہلاتے رہے آخر الام غازی الدین حیدر سے لقب شاہی و تاج و تخت  
 قائم ہوا پھر چار بادشاہ اور چھ بادشاہی ختم ہو گئی اور انگریزی عہد ارسی  
 ہوئی اسی لیے مصلحت الدولہ کو شاعر نے وزیر ہند کہا ہے۔ شاہان شاہ کی  
 جمع - اختتام دیدہ - مطلب - اگرچہ تو وزیر ہند و ستان ہو مگر تیرا وہ  
 دیکھ کر اس زمانہ کے بادشاہ و سوبک ہو جائیں **فیض** مطب کا ایک  
 شرح تیرے گریبان کردہ ہے اس ذکر کو کثافت نمود زبان بکام بہ مطب  
 باورچی خانہ - کثافت بفتح کات آمدنی قابل گزارہ اور کفایت کرنے والی  
 چیز - صدر زبان سوزبانین - بکام تالوہین - مطلب - اگر میرے تالوہین ایک  
 زبان کی جگہ سوزبانین چھوٹیں اور تیرے باورچی خانے کا خرچ بیسیان  
 نہ نہ گنیں تو ایک خرچ بھی بیان نہ کر سکیں اسقدر تو جو کون کارونی دیوا  
 ہو **فیض** اسکا استدرج جو اس کے ہین ریزہ چین بہ خوان کرم پہ  
 دسے ہین وہ اپنے صلاے عام بہ فیض بخشش و برکت - فیض کے بعد  
 (اوس) ضمیر مطب ہے جو شعر صدر میں موجود ہے - ریزہ چین جو نما کھانے والا  
 خوان وہ طرف چہر کھانا رکھیں - خوان کرم استوارہ یعنی کرم - دسے ہین  
 نکال باہر - دتے ہین درست - صلا بفتح اول آواز دعوت طعام -  
 عام نکل - مطلب - تیرے مطب کا فیض ایسا ہے کہ لوگ یہاں سے ٹکڑے  
 پارے چن لیا کرتے ہیں اور اپنے گریبان دوسروں کو مہمان بلا تے ہین

اس کثرت سے اٹھا لیا جاتے ہیں ایضاً رتبہ تراہر دو جو کہ قصہ اور ذکر کو  
 وجم بہ پہونچے نہ مانگی ہے کہ بیٹک کوچ ورو مقسام بہ نہیہ تہہ و عادت قصہ  
 اور وہ وجم ایک تو ہے، دماغی کا نام کہ وہ غالب چیترون کو قبول کر لے۔  
 ماندگی تلکن کوچ پلٹنا اس سے لفظ کو چہ بتا ہے جسکے معنی روزہ اور کچھ منسوب۔  
 تیرا تہہ باندھی کے سبب استہدردو بہ کہ اگر وجم انسان پہنچا اور یا  
 وان چلکر و مقام کرتا جائے جب ہی ایسا تک جائے کہ تیرے مرتبے کے  
 دریافت تک نہ پہونچ سکے ایضاً ذرہ کرے ہو خاک کا اسکے ظاہر ہے  
 تازہ جس گل زمین پر سیر کو کرتا ہے تو تہہ ام بہ ذرہ خاک کا ریزہ۔  
 کرے بہ چو نکال یا ہر کرتا ہو صحیح۔ خاک آسمان۔ تازہ کرنا فسد و رکنا۔  
 گلہ بین باغ۔ زراعت چلنا۔ طلب۔ جس باغ میں تو سیر کو جائے تو تیر ہی  
 چال سے زمین کا یہ تہہ ہو جائے کہ وہاں کا ہر ایک ذرہ آسمان سے  
 تازہ نہ ہو کہ ہونے لگے ایضاً تجھے کی کوئی مدح و ثنا تجھے ہو سکے بہ  
 میں کیا ہوں کیا زبان مری اور کیا مر کلام بہ تجھ کے بعد (سے) حرف  
 تشبیہ۔ کوئی بہ لفظ اکثر کہاے کب اور بھلا کے بھی آتا ہے۔ مدح و ثنا تو ہے۔  
 میں کیا مری زبان کیا اصطلاح یعنی دونوں کی کچھ اصل نہیں۔ زبان کا  
 فون یہاں غنہ پڑھو تو وزن صحیح ہوا کے معنی یہاں گفتگو۔ کلام کے  
 مراد ہی معنی شاعری۔ مطلب۔ جیسا تو ہے ایسے آدمی کی تعریف تجھے ہو سکی  
 یعنی نہو سکی مری اور زبان اور کلام کی کچھ حقیقت نہیں جو تعریف بیان  
 کرے ایضاً اس نظم سے فرض ہو مجھے عرض مدعا بہ مقصد مرا قلیل ہے  
 پہونچے بالصرام بہ نظم بند و بست و کلام موزون۔ فرض یعنی مطلب۔  
 عرض مدعا بیان حاجت۔ قلیل تھوڑا۔ انصرام پورا کرنا۔ فرض و عرض

تجلیس پنجم پر شعر اور صفحہ ۶۔ دیکھو۔ یہ شعر حسنِ اطلب کا ہے۔ مطلب۔ اس  
 قصیدہ سے ہے میں اطلب یہ ہے کہ اپنا مدعا بیان کروں اور وہ ذرا سا ہے اسید کہ  
 پورہ لکھیے۔

۹۵۔۔ زنی تری جناب میں اتنی ہی عرض ہے کہ کس کس کا ملتی ہوں  
 کہا کہ ترا غلام ہے بلتی التجا کا اسم فاعل آسرا لینے والا۔ جناب یہاں بمعنی خدمت  
 ہے۔ کہا کہ معنی مشہور ہو کر مطلب۔ فقط ایک ہی تری خدمت میں میری عرض  
 ہے کہ میرا غلام مشہور ہو کر پھر لوگوں کی التجا کیا کروں یہ تو بڑے غضب کی بات  
 ہے اور ایضاً منہ رکھو روایہ ہمیشہ کہ عمال کے تین ہیں تیری سلامتی میں  
 کروں مجھ کو سلام پہ نہ رو جائز۔ عمان عامل کی جمع۔ سلامتی موجودگی۔ محب را  
 روان کہ وہ مشہور اصطلاحاً سہم بندہ۔ عثمان میک کہ سلام کرنا اور شیکر گو توں کا  
 گمانا اس لفظ کے اخراعت ہے اور وہ یہاں تقطیع میں دب گیا مجھ سے سلام چاہتا  
 ہے۔ باوجود کہ تو موجود اور سلامت ہو اس لیے عالموں کو میں محب را اور  
 سلام لیا کروں یہ بات بظہیر جائز نہ کہ یعنی اس قدر مجھے تو مال و زر دے کہ پھر  
 وہاں جانے کی حاجت نہ رہے ایضاً انصاف ہے کہ جو وہ عطا اس  
 جناب سے ہے اور وہ کی میں سماجت و منت کروں مدام ہے۔ انصاف ہے یہاں  
 استفہام انکاری یعنی انصاف نہیں ہے عطا ہونا ملنا۔ سماجت خوشامد  
 کرنا صاحبِ منتجب یعنی عیب ناک کی بتاتا ہے ظاہر خوشامد بھی ایک عیب ہے  
 اس لیے بجائے خوشامد متعل ہے۔ منت احسان اٹھانا اور وہاں بجائے  
 خوشامد بھی متعل ہوتا ہے۔ مدام ہمیشہ مطلب۔ یہ بات غیر منفی کی ہے کہ  
 بس اس قدر بے آپ دینے ہیں جہاں میری تجویزیں بہتین ہوتی اور  
 خوشامد کی خوشامد کرنی پڑتی ہے وہ نہ چاہیے ایضاً یہاں جو بہت صرف

مطلع کے انہیں سے ہوا اس بقعہ کے عرض مجھے ہر صنفک طعام ہے وہی اسے جمع و یہ  
 یعنی گاؤں یہ جمع غلط الحام ہے۔ الف فارسی کی جمع الفت و تاسے اور  
 نہیں مگر مستعمل ہے علی الخصوص وفاترین۔ معرفت جہاں سے شرح ہے اسے کہتے ہیں  
 سٹی کی رکابی۔ طعام کھانا۔ مطلب یہ آپ کے قرب پہنچنے کے جو گاؤں ہیں  
 انہیں سے کوئی دیکھے اسے عرض جاگے رہیں سے بھٹک سے وہاں وہاں  
 گاؤں مقصود ہے ایضاً اور گنج بخش خلق مراد ہے یہ وہ علاقہ کہ ناروا حضور  
 ترسے کہ قدر پر کام ہے گنج بخش خلق یہاں نواب کا لقب ہو کر سادھی ودا  
 اسکے معنی لوگوں کو خزانہ بنانے والا یعنی بڑا سخی۔ حضور نزدیک اور سنے۔  
 کس قدر ہے یعنی کچھ نہیں ہے۔ مطلب۔ اور نواب صاحب میرا بھی مدعا ہے جو  
 اوپر بیان کیا میں اسکو برلانا آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں ایضاً  
 سو اسباب تموش کہ جائے ادب ہے یہ اس نظم کا تو کہ یہ دعائیہ اختتام ہے  
 جموش خاموش کا محقق یعنی جب۔ جائے ادب ادب کی جگہ۔ نظم سے  
 فرض یہاں ہی قصیدہ۔ بدعائیہ یعنی شعر و عائیہ پر شعر و عائیہ کی تعریف  
 اوپر جو چسکی جسکا حسن اختتام بھی نام ہے۔ اختتام تمام کرنا۔ مطلب۔  
 اور سو ادب کا مقام ہے بہت تک۔ چنانچہ اس قصیدے کو دعائیہ  
 شعر پر تمام کر دے ایضاً تا بندہ جب تک بنگلہ ہو دین ہر ماہ ہے  
 تا جلوہ گر بہن بھان صبح اور شام ہے تا بندہ تاقتن کا اسم فاعل قیاسی  
 چمکنے والا۔ بنگلہ آسمان پر۔ ہر سورج۔ ماہ چاند۔ جلوہ گر ظاہر ہونے والی  
 پینسز۔ بھان و نیسا میں۔ یہ شعرا اپنے ماہدے قطر بند اور طبع برق و عا  
 شہ طیب ہے صفحہ ۹۹۔ حصہ دوم مجموعہ سخن دیکھو۔ مطلب۔ جب تک چاند اور  
 سورج آسمان پر چمکتے رہیں یعنی قیامت تک اور جب تک دنیا میں

صبح اور شام اُن سے ہوا کہتے یعنی حشر تک وہ ہر جو آئینہ بیان ہو۔  
 ایضاً دُنیا جو اور تو ہوا تو ہوا کبھی بہ تیرے نصیب جام و عیش ہو  
 مدام وہ دُنیا ہو اور تو ہو یہ جملہ اصطلاحاً و عانیہ آتا ہے یعنی تو ہوا عینہ سلامت  
 رہے جو بھی تو خوشی سے۔ جام میاں۔ جو شراب۔ عیش خوشی اور گی اسپر کرنا۔  
 جام و عیش بہ شمارہ یعنی عیش۔ مدام ہمیشہ و معنی شراب و سمان بطریق  
 ایہام واقع ہو شعرا۔ معنی م۔ و کبھی مطلب۔ تو خوش و فرم و تیا میں ہمیش  
 سلامت رہ اور عیش ہدای تجھے نصیب رہے ایضاً قسم بذات  
 خدا ایسے کہ جو سمیع و بصیر ہے کہ تجھے حضرت شہر میں ہوئی نہیں تقصیر و قسم  
 بذات قدر نے یعنی قسم اُس خدا کی ذات کی۔ خدائی پین و دوسری ہا سے محتافی  
 تکمیری یہ ترکیب آروہ میں اصلاً جائز نہیں سمیع سننے والا بصیر دیکھنے والا۔  
 حضرت شہر ہا و شاد کی خدمت میں یہ تقصیر کی کرنا مراد ہی معنی خطا و گناہ۔  
 مطلب۔ اُس خدائی ذات کی قسم جو سمیع و بصیر ہے کہ تجھے ضرور کی خدمت میں  
 کچھ گناہ نہیں ہوا ایضاً اسوائے اسکے کہ حال اپنا کچھ کیا تھا میں  
 عرض ہے سو وہ بطور شکایت تھی اندک کے تقصیر یہ میں کے بعد  
 (نے) خلاصت فاعل مقدر اور نکساں باہر شکایت گلا کرنا۔ رندک  
 تھوڑا دسین محتافی بطور نکرہ جو اور اندک کے بنا جو گراں وضع پر آروہ  
 میں نہیں آتا۔ تقریر گفتگو میں مراد ہی معنی ذکر مذکور۔ مطلب۔ مان اسکے  
 سو اور کوئی تقصیر نہیں ہوئی کہ میں نے اپنا حال عرض کیا تھا اور وہ کیسے قدر  
 شکایت آمیز تقصیر تھی ایضاً اگر اس سے خاطر اقدس پر کچھ غبار  
 آیا اور اس گنہ سے ہوا بندہ واجب التذکرہ خاطر طبیعت۔ اقدس بہت  
 پاک۔ جبار ہو میں ملی ہوئی تاک مراد ہی معنی رنج و ملال جب تک کم ہو۔

و کبھی



واجب التعمیر لائق سزا یعنی مجرم - مطلب - اگر اس عرض سے آپ کے مزاج پر  
کچھ کہورت آئی ہو اور اس سے بندہ قابل سزا وہی ٹھہرا ہو تو اسکا بیان شعہ  
آئندہ میں جو ایضاً سو وہ بھی ہو چکی یعنی بصورت ایجا وہنگلی گلی تو ہوئی  
سارے شہر میں تشہیر بہ بصورت ایجاہ کے معنی نئی پیدائش کے طریق پر یہاں مراد  
بچا کے سانگ سے ہو (بچا کا سانگ) زمانہ سابق میں جب ایک شاعر دوسرے  
کی ہجو کیا چاہتا تھا تو شمار ہجو یہ نظم کر کے خوش آواز لڑکون کو سکھاتا تھا  
اور اپنے مخالف کی شکل پر ایک شخص بنا کر اسکے منہ پر چہرہ باندھ کر گدھے پر  
چڑھا کر اپنے مخالف کے دروازے پر نکالتا اور ساتھی لوگ ڈنڈوں پر بجا کر  
وہی ہجو گاتے تھے ایک بار انشاد اللہ خان نے بھی مصحفی کے حق میں ایسا ہجو  
کیا تھا اس ہجو کا ایک مصرع جو فحش سے خالص ہے یہ ہے (ع) اور حرمی بن محمد  
کے ملون بذر فطونا - اور بیچنے لگی گت بد الفرض یہ بدعت شیخ نامح کے زمانے  
سے آئے گئی - تشہیر ہندانا مراد ہی معنی مشہور - مطلب - بہری سہ ایسی تو  
ہو چکی یعنی بن طلبیق بد نامی تمام شہر میں مشہور ہوا اور انشانے سانگ  
بنایا ایضاً عوض رویوں کے بلین مجکو گالیان لاکھوں بد عوض و ہوسا  
کے خلعت بشکل نقش حریر بد بشکل مثل نقش حریر ریشم پر کے گل بوٹے اور پتیا  
اب یہاں تحریر ہجو سے مراد ہجو - مطلب - رویوں کے بدلے میں نے گالیان  
کھائیں اور دو شاہ کے عوض مجھے ہجو کا خلعت البتہ نصیب ہو رہی بہری  
ہجو ہوئی ایضاً اسلٹ میں تھا کوئی شاعر نواز ایسا کہ بد جو جو تو شاہ  
سلیمان شکوہ عرض سہر بہر بد سلٹ زمانہ گذشتہ شاعر نواز اسم فاعل ترکیبی  
شاعر کو خوش کرنے والا شکوہ دیدہ - سلیمان شکوہ سلیمان ساس شکوہ  
رکھنے والا عرض سریر اسم صفت عرض کے مثل بلند تخت رکھنے والا

مطلب۔ احوال سلیمان سے وہ بدبو اور عرش سے تخت رکھنے والے بادشاہ جیسا اب تو  
 شاعر نواز جو ویسا کوئی دوسرا لکھے زمانے میں نہیں گزرا ہوا ایضاً افران  
 میں یہ صفا ہے کہ کر لیا باور ہے کہ کسکے حق میں کسی نے جو کچھ لکھی تفسیر یہ صفا یعنی  
 صفائی۔ باور یقین۔ مطلب۔ آپ کے افران میں استقدر سادگی اور صفائی  
 ہے کہ جو کسی نے کبھی شکایت کی وہ آپ نے مان لی۔ ظاہر ہے کہ صاف چیز میں  
 اثر جلد ہو جاتا ہے ایضاً صاحب ایسے کہ اگر کچھ کسی سے لغزش ہو تو اسکی  
 رفع کی ہرگز نہ کر سکیں تب یہ بہ صاحب رفیق اور شریک صحبت۔ لغزش لغزین  
 کا حاصل مصدر رہند ہی بھسلن مراد ہی معنی بھول جو کہ اور خطا و تقصیر۔ رفع  
 دور کرنا۔ مطلب۔ آپ کے رفیق ایسے ہیں کہ اگر کوئی کچھ خطا کرے تو  
 بخشوا نہیں سکتے ایضاً اور کریں تو پھر ایسی کہ نارطیش غضب ہے۔ افران  
 شاہ میں ہوش متعلیٰ بصد تشویر بہ نارآگ پیدش نفتح اول عقل جانا ہندی تاؤ۔  
 غضب غصہ مشتعل بٹھرنے والی آگ۔ تشویر خجالت سے عرق سرد ہونا  
 مطلب۔ اور اگر صاحب خطا بخشائیں تو اس طرح کی باتیں کریں جس سے  
 غصے کی آگ زیادہ بٹھرے اور خجالت سے پادشاہ کو اور غصہ چڑھے۔  
 ایضاً سوتاب ذرہ کمان نور آفتاب کمان بہ کمان وہ سطوت شاہی  
 کمان غرور فقیر بہ تاب چمک۔ ذرہ تہم کاریزہ جو بالو میں چمکتا ہے۔ نور  
 روشنی۔ سطوت و بدبو۔ مطلب۔ پس حضور کے غصے کی بد وقت کترین سے  
 کب ہو سکے کمان ذرہ ناچیر کی ذرا سی چمک اور کمان آفتاب کی وسیع روشنی  
 کمان پادشاہ کا بدبو کمان ایک فقیر کا گمنام میرا آپ کا مقابله  
 نہیں ہو سکتا۔

صفحہ ۶۶۔ مقابلہ ہر دو کچھ کیسے بہ کمان ویتی و دنیا کمان پلاس و

حصیر بہ مقابلہ سانساکرنا۔ دینی منسوب بہ دینی یہ ملک مصر میں ایک مقام کا نام و مان  
 دیا خوب نیتی ہو سیکو دینی کہتے ہیں۔ و سیا ایک ریشمی کپڑا ہے کہ تعمیرین بھی ہوتی ہیں  
 انکو صورت دیا کہتے ہیں۔ پلاس ٹاٹ بعضے کنبل کو کہتے ہیں۔ حصیر پوریا یعنی  
 چٹائی۔ اس شعرا و شعرا قبل میں صنعت تضاد ہو شوہر۔ صفحہ ۵۔ و کھو۔ مطلب۔  
 اگر برابر دالے سے مقابلہ ہو تو آدمی سب کچھ کہہ سکتا ہو جہاں دینی اور پلاس  
 اور ویا و حصیر کا کون مقابلہ یعنی اسیر و غریب کی کب برابری ہو سکے استغفر اللہ  
 ایضاً میں اک فقیر غریب الوطن سا فرام ہو رہے ہو انہر بہ جسکو قوت کی تہیز  
 فقیر عاجز و مسکین۔ غریب الوطن جو اپنے وطن سے دور ہو یعنی مسافر۔ رہے  
 جو نکال باہر رہتی ہو درست۔ قوت ہو او معروف روزی۔ مطلب۔ میں چارہ  
 ایک غریب الوطن جسے لوگ مسافر کہہ کر پکارتے ہیں اور پھر اسے غریب و روز  
 یعنی روزی کی فکر جہاں میں کیا آپ کی جو کر ونگا ایضاً مراد ہیں جو کہ  
 مع حضور اقدس کو پلاس کے حصیر حرف و سیمہ دون تیسیر بہ مراد ہیں جو یعنی  
 میری کیا تاب اور مجال ہو اصطلاح اب اس جگہ میرا کیا منہ بولتے ہیں۔ مدح  
 تعریف۔ حضور بزرگ کی نسبت بجائے ضمیر مخالف آنا ہو۔ اقدس نہایت پاک۔  
 یہ حصیر یعنی باتر محاورہ قدیم اب اسے بے پائے تختانی بولتے ہیں۔ حرف بیان  
 یعنی بیان و الفاظ و سیمہ مذمت اور جو اور عادت بد تیسیر از باب تفسیل پر لٹا۔  
 مطلب۔ میری یہ تاب و طاقت نہیں کہ آپ کی تعریف کو بدل کر جو کر ڈالوں۔  
 ایضاً یہ فقر ہے جو نایا ہو سب انشا کا پد کہ نرم و نرم ہیں جو پائے تخت کا  
 وہ مشیر بہ فقر بہتان اور سکی بندی لگائی سجائی۔ انشا انشا، اقد خان نکلس  
 جو صحیحی کا مخالف تھا۔ نرم محل۔ نرم میدان جنگ۔ نرم و نرم مادی  
 یعنی ہر حال پائے تخت وہ شعر جو دار اسطنت ہو ہندی راج دھانی

تھیہ مشورہ تھئے والا مطلب۔ چہ سب بہتان انت اراشد خان کا بنایا اور لگایا ہوا ہو  
کیونکہ وہ ہر حال میں حضور کا صلاح کار ہوا **ایضاً** نزع شاہ ہو یوں نہ صرف  
تو محکمہ بھی ہدیہ چاہیے کہ کروں شکوہ اسکا پیش وزیر بہ نہ صرف برگشتہ یعنی میرا ہوا  
مراد ابو یعنی خفا شکوہ گلہ۔ پیش سنے اور پہلے اور پاس مطلب۔ اگر بادشاہ  
بھیسے ناراض ہو تو لازم ہے کہ بین وزیر سے جا کر اپنے مخالفت کی شکایت کروں  
تاکہ وہ میرا حامی ہوا **ایضاً** اگر وزیر بھی بوسے نہ کچھ خدا لگتی ہے تو جاؤں  
پیش محمد کہ ہر بشیر و تذریر ہے وزیر نائب بادشاہ اسکی ہندی شتر ہی۔ خدا لگتی  
اتہ صلاح دہی وہ بات جو خدا پسند اور حق ہی ہو محمد صلعم پیغمبر کا نام باقی ہونگ  
و کچھ ہیشیر بہشت کی تو تجسہ ہی دینے والا۔ تذریر دوزخ کے عذاب سے  
قوانے والا۔ یہ دونوں الفاظ محمد کے القاب ہیں مطلب۔ اگر وزیر بھی  
حق ہی بات نہ کہے تو دینے میں جا کر قبر رسول پر فریاد کروں کہ وہ ہشیر و  
تذریر ہوا **ایضاً** شیعہ روز جزا بادشاہ او اودنے بد نہ کردہ جرم پہ جسے  
نہیں لگتی تشریر بہ شیعہ بخشانے والا۔ روز جزا بد لالینے کا دن مراد ہی معنی  
روز قیامت۔ بادشاہ او اودنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب  
ہوا او اودنے مراد ہوا **قَاب قَوْسَيْنِ** آؤ اؤ کئی سے یعنی خدا کے نزدیک  
گئے دو کمانوں سے بھی کم فاصلے پر۔ چہب سراج میں ہوا تھا۔ بگردہ جرم  
جسے گناہ نہ کیا ہو یعنی بے گناہ۔ جرم گناہ۔ تذریر سزا مطلب۔ محمد رسول اللہ  
روز قیامت گناہگاروں کے بخشانے والے ہیں اور بادشاہ شب سراج  
بین او شرف عا س بات کے حکم دینے والے کہ بیگناہ شخص کو سزا نہ دو۔  
**ایضاً** کمون یہ اس سے کہ او جرم بخش پگتھان چہ ترمی غلامی میں  
ایا ہوا داخواہ فقیر ہے جرم بضم اول گناہ۔ جرم بخش اسم فاعل سامی گناہ بخشنے والا ہے

پڑ گئے نہایت گنگا پڑ گئے نہان اسکی حج - جرم بخش پڑ گئے نہان تبرکب اضافی گنگا بھارت  
 کے جرم بخشنے والا پیر پیر کا لقب ہو کر منادی ہوا غلامی نہ دست - داد خواہ فریادی  
 اور انصاف چاہنے والا - داد خواہ فقیر تبرکب مطلوب تو صیفی فقیر داد خواہ  
 اسلئے لفظ خواہ میں اضافت نہ درود - مطلب - حضرت رسول خدا سے جا کر یہ  
 عرض کروں کہ اے گنگا ہگارون کے گناہ بخشنے والے یہ فقیر داد خواہ تیری رحمت  
 میں آیا ہے میرا انصاف چکا دے ایضاً خطا ہو میری جو پہلے تو کرا سیر  
 نہ تھے وہ وگرنہ وہ کی چھا اسکو طوق اور زنجیر - خطا گناہ - اسیر قیدی - عدو  
 دشمن - عدو کی اسکے بعد (خطا ہوم) مقدر ہو - طوق لوہے کا بھاری حلقہ جو مجرم  
 کے گلے میں ڈالتے ہیں - مطلب - اگر میری خطا پہلے ثابت ہو تو مجھے قید  
 کرنے اور اگر میرا مخالفت کی خطا ثابت ہو تو اسکے گلے میں طوق اور پائون  
 میں بیڑیاں ڈال دے ایضاً اگر چہ بازی انشا سے بے حمت کو چہ رہا بخش  
 سمجھکر میں بازی تقدیر بہ بازی کھیلنا اور شرط لگانا مگر بیان بہرہ و مقام سنی نوبت  
 اور گردش کے ہے - بے حمت اسم صفت یعنی بے غیرت - نموش چپ -  
 تقدیر نصیب - لفظ بازی انشا سے بیان سچا کا سانگ مقصود ہے جسکا ذکر اوپر  
 ہو چکا شعر ۱۲ صفحہ ۶۵ - وکیو - مطلب - اگرچہ میں انشا، القہ خان کے سانگ کو  
 اپنی تقدیر کی گردش سمجھ کر چپ ہو رہا لیکن وہ بے غیرت اب اور کچھ چاہتا ہے  
 جیسا آگے بیان ہے ایضاً اسلئے غضب ہے بڑا یہ کہ اب وہ چاہے ہو پھیلا  
 میں بھی نہ کھینچوں میں جو کی تصویر بہ غضب شکل بات اور اندھیر - چاہے ہے  
 غلط احوال اب چاہتا ہے بولتے ہیں - ہجو نفع اول و سکون و دم نہ دست کرنا -  
 تصویر صورت کھینچنا - مطلب - مگر ٹہری قیامت کی بات ہے کہ اب انشا  
 یہ چاہتا ہے کہ میں کیسی ہجو کرنے کا خیال بھی نہ کروں اسکو کینا وہ کیا میرا

حاکم ہو ایضاً سو میں ملک نہیں ایسا بشر ہوں تاکہ و چند بہ کے سے اُسکے  
 کر دنگا نہ ماجر اتھر یہ بہ ملک نعتین فرشتہ - بشر آدمی - تاکہ کب تک - تا چند کہا تک  
 ماجر اقصہ مراد می اضی ہجو - تخریر لکھنا مطلب - میں کچھ ایسا فرشتہ نہیں کہ اُسکے اس  
 کتنے سے کیسی ہجو نہ کر دن اور پھر کب تک خاموش رہوں اُسکی بات میں کیوں  
 مانوں ایضاً کیا میں فرض کہ میں آپ اُس سے درگزر اہم پھر یگانہ مجھے  
 کوئی گرم و منتظر کا ضمیر بہ فرض کہ نابے دل کی ٹھانی ہوئی بات مان لینا -  
 میں کے بعد رنے) علامت قائل مقدر اور تک سال باہر - درگزر نا کسی حسینہ کو  
 ترک کرنا - گرم آمادہ - منتظر انتظار کرنے والا - ضمیر مجنی پوشیدہ اور خاطر اور  
 دل مطلب - بفرض محال میں خود ہجو سے درگزر لیکن میرے دوستوں  
 کی طبیعت اور میرے شاگردوں کے فرائج مجھے نہ برکتہ ہونگے وہی لوگ  
 انشا کی وجہ ان اُڑائینگے وہ سب نہایت آمادہ اور میرے اشارے کے  
 منتظر ہیں ایضاً اور اُنہ بھی جو کیا ہیں نے تازیانہ منع بہ تو ہو سکے ہجو  
 کوئی انکی وضع کی تدبیر بہ تازیانہ کوڑا اونچی - منع روک - تازیانہ منع کرنا کسی  
 کام کو بہ سختی روکنا - ہو سکے ہجو غلط ہو سکتی ہجو صحیح - ان ضمیر قریب اسکا مرج  
 انشا و اجاب انشا ہیں - وضع طہ ریقہ و زور یہ مطلب - اگرچہ میں نے اپنے  
 اجاب اور شاگردوں کو روک بھی لیا لیکن یہ تو فرمائیے کہ انشا اور تقد خان اور  
 اُسکے دوستوں کی آپ کیا فکر کرتے ہیں ایضاً ہزار شہدوں میں  
 بیستین ہزار جا پہلین بہ پھرین ہمیشہ لے ساتھ اپنے حج کثیر بہ شہدہ بجا و رُو  
 آرو و تہجا اور بد معاشش آدمی - جیا جگہ - حج مراد می مننی جھا یعنی آدمیوں  
 کی بیٹھ جھاڑ مطلب - انشاء تقد خان کی صحبت نہایت پسنگت و دو کوئی  
 کی ہجو شہدے تھے ساتھ تہری بیٹھ جھاڑ سے پھرنا ہوا ایضاً نہ مانین تیغ

سیاست نہ قہر سلطانی بد نہ بھجین قتل کا وعدہ نہ ضربت شمشیر بہ سیاست دھمکی  
 دینا اور سزا وہی تیغ سیاست استعارہ یعنی سیاست یا وہ تلوار جو بد مہاشون  
 کی گردن زدنی کو کھینچی جائے۔ قہر سلطانی پادشاہی غصہ ضربت شمشیر تلوار  
 کی جوت مطلب۔ پادشاہ کے حکم اور قہر اور تہد پید اور گردن زدنی سے مطلق  
 یہ بد معاش نہیں درتے **ایضاً** فرائج انکا تحتمول مقدر پڑا ہو کہ  
 وہ پھنسی سکتے ہیں اس بات کو نہ جرم کبیرہ پھنسیوں دل لگی باز پڑا ہو یعنی  
 واقع ہو پھنسی سمجھنا اصطلاح کسی بات کو تحیف و ہمل و کم قدر سمجھنا۔ جرم کبیرہ  
 بڑا گناہ۔ گناہ کی دو قسمیں ہیں ایک گناہ کبیرہ یعنی حرام چیزوں کا ارتکاب  
 اور واجب و فرض چیزوں سے انحراف کرنا دوسرے گناہ صغیرہ یعنی سنت  
 کو ترک کرنا اور مکروہ چیزوں کو عمل میں لانا اہل شرع نے گناہ صغیرہ چالیس  
 قسم کے بیان کیے ہیں مطلب۔ ان لوگوں کا فرائج ایسا دل لگی باز ہو کہ  
 وہ سخرہ بن کر جانے اور کھیل سکتے ہیں اور گناہ کبیرہ نہیں جانتے۔  
**ایضاً** پیر اسپہ یہ بھی ہو یعنی کہ اس مقام کے بیچ وہ جو ہو و سے  
 نشئی تو کچھ نشرین کرے تسلیم بہ مقام کے بیچ یعنی موقع پر۔ نشئی علم انشا جاننے والا  
 شربانفح پر گندہ کرنا اور سخن پر گندہ اور وہ عبارت جو ناموزون ہو۔ تسلیم  
 لکھنا۔ مطلب۔ اسپرہ یہ ہے کہ اس محل پر یعنی جو کہتے وقت اگر صرف نشئی  
 ہو تو وہ بیچارہ نشرین اپنے دل کی بھڑاس نکالے اور اگر شاعر ہو یعنی  
 جیسا ہیں تو پھر اسکا وہ حال جو آئندہ مذکور ہو **ایضاً** فلیف جنکو قدانے  
 کیا ہو موزون طبع وہ اور اپنے فضل سے بخششی پھر چون تو قیسرہ فلیف  
 لغوی معنی اسکے پس چکو نہ لیکن استفہام حالت کے واسطے آتا ہے  
 موزون طبع اس صفت طبیعت موزون رکھنے والا یعنی شاعر فضل

بخشش مرادی معنی عنایت تو قہر عزت مطلب۔ مگر خدا نے جن لوگوں کو شاعر بنایا ہے اور اپنی عنایت سے شاعروں میں انکو نامور کیا ہے تو اُسے وہ ہرگز نہوگا جو آئندہ بیان ہے۔

صفحہ ۶۶۔ یہ کوئی بات ہو سوسکے وہ فرخوش رہیں یہ ہوا ہے مصلحتاً گو کہ تصنیف بانہیہ مصلحتاً از روئے مصلحت۔ گو کہ معنی اگرچہ تصنیف فیصلہ۔ بانہیہ از امر پر مطلب۔ یہ بات ہرگز قابل پذیرائی نہیں کہ وہ لوگ جکا ذکر شعور میں ہوا اپنی مذمت سنکر کھا بہین اگرچہ مصلحت کے واسطے ہے اور انشائے یہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ ایک کی ہجو ایک نہ کرے پھر اُسے کیوں لگا لگایا۔

ایضاً اگر یہ بات میں مانی کہ سانگ کا بانی یہ اگر میں ہوں تو مجھے دیکھے بدترین تزیینت میں کے بعد رنم علامت فاعل کی تقدیر غلط۔ سانگ بہت سے آدمیوں کا اکٹھا ہو کر یہ کی نقل بنا کر پھرتا۔ بانی بنانے والا۔ بدترین اسم صفت در چند سو م نہایت ہی بُری چیز مطلب۔ اچھا میں نے یہ بات قبول کی کہ اگر سانگ بنانے والا میں ٹھہرون تو مجھے سخت سزا دیکھے ایضاً میں آپ فاقہ کش آنا مجھے کمان مفد و رہد کہ فکر اور کردن کچھ نہیں ریشش شعیرہ فاقہ کش ہتھو کون مرنے والا مرادی معنی مفلس۔ مقدور طاقت آردو میں سب سے فراخ دستی آتا ہے۔ بنیر سوا سے۔ آتش وہ تپلا کمانا جسے پی سکیں جیسے حریراد غیرہ۔ شعیرہ خوشم غلہ۔ آتش شعیرہ کو ہندی تصبائی میں جو کا لگاتا اور شعیرہ میں آتش جو بولتے ہیں۔ مطلب۔ میں بیچارہ خود کنگال ہوں مجھے اتنی فارغ البانی نہیں کہ سوا سے روزی کے اور کچھ وہاں بات فکر کردن ایضاً اُسے جو اس پریشان باین پریشانی ہے ہو جیسے لشکر شکستہ کی خراب بیہوش جو اس شعیرہ صفحہ ۶۷۔



و کھینچو۔ پریشان چلی ہوئی چیز بائیں پریشانی یعنی اس پریشانی کے ساتھ۔ شکر  
 بیشکستہ ماری ہوئی فوج۔ بہیر بر وزن امیر فوج کے شاگرد پیشہ اور بازار  
 فوج وغیرہ جسکو عوام گذر بولتے ہیں۔ مطلب۔ فاقے کے سبب سے بہر سے  
 جو اس پریشانی کے ساتھ آئے ہوئے ہیں جیسے شکست کھانے ہوئے شکر  
 کی بہیر تمام خراب اور نئی نئی ہوئی جو ایضاً اگر اسپرٹ کی عمدہ ہی رہے  
 تو صلیب سے ہوا۔ اگر ہو عیسائیت شہ ہوں میں ہی شہر بہر صلیب مایا۔ چھب  
 اس عمل پر غلط چہرے تھمائی صحیح۔ شہرارت بہ ذانی۔ بشر آدمی۔ شہر شوش۔  
 بند ہی۔ مطلب۔ باوجود مستعد پریشانی کے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر صلیب کی تجویز  
 قائم رہے تو غیر صلیب سے منظور اور اگر بہر نشا، اندخان کچھ شوخی کر لگا تو بند ہی  
 چہرہ گردن کا نہیں بیشک میں بھی ناخبر یا ٹون بناؤ لگا جو کر لگا ایضاً  
 جو اب ایک کے بائیں وں بہن اور وں کے۔ و ہنگاہ کرنی تھی اول بائیں  
 ہمایہ و کثیر ہنگاہ کرنا غور اور مائل کرنا۔ قلیل تصور اکثر بہت۔ مطلب۔ اگر نشا  
 ایک شہر جو کاکے گانو میں وںس کنو لگا اور جو وہ وںس کے گانو میں تلو شہر  
 کنو لگا عرض اس سے وںس گناڑہ جارہو گنا نشا کو لازم تھا کہ پہلے ہی اس  
 کمی و زیادتی کو سمجھے رہتا ایضاً حصول یہ ہے کہ جب کو تو ال تک قضیہ بہ  
 گیا ہوا ز پڑتد پیر شاعران شہر بہر بہ حصول حاصل سخن۔ قضیہ بہ تشہرید بایہ تھمائی  
 بعضی مطلب و حکم لیکن آرد و بین بسکون ضا و مجہد یعنی فاد اور کثیر کے ستمل  
 ہو۔ از پورہ اسطے۔ تہدیر و حکمانا مطلب حاصل کلام ہے کہ جب شاعر وں کی وںکی  
 کے واسطے کو تو ال تک بات پہنچ چکی تو وہ ہو جو آئندہ بیان ہو ایضاً  
 تو کو تو ال ہی بس اُسے اب سمجھ لیا کہ یہ وہ دم کی شکایت کی جو عیش و سر بہ  
 سمجھ لینا کسی سے ہر لالے لینا وہ دم ہر وقت۔ شکایت گلہ کرنا۔ عیش

بیفائدہ - تحریر لکھنا - مطلب - کہ تو ال آپ ہی شہ - بیرون کو چھان لیگا، نشا آپ سے  
گھڑی گھڑی تاقی لکھتا ہوا ایضاً یہ وہ نسل ہے کہ جس طرح سارے شہر کے  
بچ بڈ بلند قاشی اپنے سے متم ہو بیہ بہ نسل کی ہندی کہاوت - بلند قاشی  
لبا ڈیل ہونا - متم تہمت زدہ و بدنام - ہمیرا متم یعنی اونٹ - اس شعر میں  
شاعر نے کامل نسل کا ترجمہ کیا وہ مکروہ ملیج سلیم جو نسل جیسی ہو ویسی ہی متم  
کرنا جائز ہو - مطلب - انشا ہر بار مجھ ہی کو بدنام کرنا ہے تو وہی مثل ٹھہری کہ  
شہر بھر میں اونٹ بدنام - یہ نسل تہمت زدگی کے محل پر متم ہے ایضاً  
سو متم مجھے نادان نے ہجرت سے کیا ہے قباحت اسکی جو تھے شہر اسکو  
و سے تعزیر بد نادان جاہل و بیوقوف - ہجرت بادشاہ کی ندمت - قباحت  
بڑائی - تعزیر نہروینا - مطلب - یہی سمجھ کر اُس بیوقوف نے مجھے بہتان  
لگایا کہ مصحفی نے بادشاہ کی بچو کی ہے بادشاہ کو اس مقام پر غورا و انصاف  
ضرور ہے اور مناسب ہے کہ اگر تہمت اور جھوٹ کی قباحت ذہن میں آنے  
تو نیش کو مزاد سے کہ کیوں ہمیں اور مصحفی کو بدنام کیا ایضاً و سے  
فراج مقدس جو لابیالی ہے نہ نہیں خیال میں آنا خیال حرف حقیر ہے و سے  
ولیکن کا مخف جمعنی لیکن - مقدس پاک - لابیالی صینہ واحد مکمل مضارع  
عربی بمعنی خوف نہیں رکھتا ہوں میں ایمان (لا) کے بعد ہمزہ شکل الف ہے  
الف کے عوض و اولکھنا یا پڑھنا خطا ہے فارسی میں بجائے بے پروا کے مستقل  
۱۱ رہبان بھی یہی ہے - خیال میں آنا ذہن نشین ہونا - حرف بمعنی گفتگو -  
۱۲ لابیالی چیز مرادی معنی بندہ کترین - مطلب - چونکہ حضور کا فراج بے پروا ہے  
۱۳ لابیالی کترین کی بات کا خیال حضور کے ذہن نشین نہیں ہوتا ایضاً  
۱۴ لابیالی ہے اسو ہوا مصحفی بس اب چپ رہ ہے زیادہ کرنے صداقت کا ماجرا تحریر ہے

مصحفی قرآن سے نسبت رکھنے والا لیکن بیان شاعر کا تخلص جبکہ نام غلام بہداری تھا شعروہ صفحہ ۳۲ - دیکھو - صدقت بچائی - ماجرا کیفیت تحریر کرنا لکھنا - مطلب -

۱۱ مصحفی درگزر کر چپ ہو کر بیٹھیرہ بہت اپنی راستی نہ جتا کون سنتا ہو -

۱۲ ایضاً خدا پہ چھوڑوے اس بات کو وہ مالک ہو بہ کرے جو چاہے جو چاہا کیا

بجلم قدر بہ کسی پر کچھ کام چھوڑ دینا اسکے حوالے کرنا - بجلم قدر یہاں تبرکیت اضافی نہیں بلکہ تبرکیت تو مصحفی پر جو ورنہ شرک ہو جائیگا یعنی اس حکم جو قدرت رکھنے والا ہے

مطلب - ۱۱ مصحفی اپنا جھگڑا خدا کے حوالے کر خدا مالک ہو جو چاہے سو کرے اور جو اسنے چاہا وہ کیا ایسے حکم سے جس میں کمال قدرت حاصل ہو ایضاً

یا آئی یا آئی یا آلمہ بدین ترا ہوں بندہ بے دستگاہ بد یا آئی بدین ریام حرف

نہا ہو یعنی (دوم) اور یا سے تمنا فی اخیر واحد تکلم یعنی من یعنی اے میرے خدا جب

سناوی مکر لاتے ہیں تو قوت ندائین تاکید ہو جاتی ہے - بیدستگاہ اسم صفت

یعنی بے سامان - مطلب - ۱۱ خدا میں تیرا ایک بندہ بے سامان ہوں ایضاً

پہونچوں تجھ تک مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے دور ہوں تو طاقت وقت نہیں ہے

ہمت ار اوہ بلند - فرقت جدائی و دوری - مطلب - اسقدر اپنی ہمت نہیں

پاتا ہوں کہ خدا سیدہ بجاؤن اور نہ یہ تاب ہو کہ خدا پرستی چھوڑ دوں اگر خدا پرست

نہ ہوں تو کیا کافر ہو جاؤں یہ میری طاقت نہیں ایضاً

۱۶ اگر بیان ربی کروں میں بیکلی بد فاش یا اپنا کروں راز ولی ہے بیکلی بے چینی - فاش ظاہر -

راز ولی دل کا بھید - یہ شعر اپنے مابعد سے قطعہ بند ہو - مطلب - اگر اپنی بچینی اور

راز ولی ظاہر کروں یعنی یہ کہوں کہ یا رب تو مجھے اپنا بندہ خاص بنا لے تو وہ ہو

جو آئندہ شعر میں ہو ایضاً

۱۷ تو وہ گستاخی وہ بے باکی ہو آہ ہے چپ رہوں تو

جان ہو غم سے تباہ ہنگستاخی بے ادبی - بے باکی ڈھٹائی - آہ یعنی افسوس -

تباہ بر باد و مطلب۔ جو غم صدر میں بیان کیا اگر وہ امر کم ہون تو خالی آگست ساجی رہے اور بی  
 نہیں اور اگر خاموش بیٹھا رہوں تو غم سے جان گھلتی جو۔ جو ہو چھب۔ کیا کروں  
 گویم شنل و گرتہ گویم مشکل۔

صفحہ ۶۴۔ عالم برزخ میں ہوں بین بین بین بنہ جان کو میری تمہیں یک کلمہ غیبی  
 عالم یعنی حالت۔ برزخ وہ شو کہ دو مخالفت چیزوں سے ملتی جلتی ہو اور اسی میں دونوں کا  
 اثر ظاہر ہوتا ہو مثلاً انبی رنگ سیاہی و سفیدی کے بیچ میں برزخ ہو یا بیسے بندر  
 وریان انسان و بہائم کے برزخ ہو یعنی انسان و بہائم دونوں کی صورتیں بندر  
 میں ملتی ہیں اور برزخ اس زمانے کا نام بھی ہو کہ وقت مرگ اور وقت قیامت  
 کے بیچ بیچ ہے بین بین ٹیک وریان۔ نقطہ ایک بار پاکستہ نہی کی مدت۔  
 مطلب۔ یا رب نہ مجھے مل سکتا چون نہ غلطی رہ سکتا ہوں پس میں  
 برزخ کی حالت میں ہوں اسی سبب سے پتہ چلتی ہے کہ حاضر کو کیسوی نہیں۔  
 ایضاً زندگان کی ہومرے جی کا وبال ہے حضور کے ترے انہو و اجلال  
 زندگان کی زندگی کا فریہ علیہ۔ وبال سختی و گرائی و عذاب اور بدلا۔ حضور  
 حضور کا فریہ علیہ کیونکہ حضور کے معنی خود حاضر ہونا اور خدمت میں رہنا اسپر پاسے  
 سخانی زائد ہر حالینا فارسیوں کا تصرف ہے۔ حافظ حضور کی گریہ میں خور ہی  
 از و عائب مشو حافظہ ذو اجلال صاحب عزت مرادی معنی خدا۔ مطلب۔  
 بے تیرے سنا ہوا ہے اسی خدا کی میرے جی کا جنجال ہے ایضاً ہون نفس  
 ہر اک تفنگ چانستان ہے ہوسر ہوسے قرہ نوک ستان ہون نفس بفتخیر سانس۔  
 تفنگ اصل ہون تو تفنگ تھا تو توپ کا میدان نگ کلمہ تہ تشبیہ یعنی مانند بیسے  
 و رنگ میں ہوا کے لفظی معنی توپ کے مثل مرادی معنی بندوق یعنی تفنگ کو  
 ہوائی بندوق بتاتے ہیں کہ وہ بے باروت اور آگ کے منہ سے

پھونکنے پر چلتی ہے اور اس میں کم آواز بھی ہوتی ہے بقول شیخ مانج سے خوشبو یہ ہے  
 ترے وہیں غنچہ رنگ سے بہ شرمندہ ہو گلاب کا نیچہ ننگ سے بہ گلاب کا نیچہ یعنی  
 عرق کھینچنے کا جو بہن میں کما۔ جانستان احمد فاعل سماعی جان لینے والی چیز یعنی ماہ  
 ڈالنے والی۔ غنچہ کی ہندی برنی ہے اسپر لفظ موسے از روسے توضیح ہے سہ موسے  
 غنچہ پکون کے ہاں کی نوک سمنان برتھی اور تیر کی نوک مطلب۔ تیری جدائی  
 میں جو سانس نکلتی ہے وہ گویا ایک بندوقی و غنچہ میری جان لیتی ہے اور جو غنچہ  
 ہلتی ہے وہ برتھی بنکر کھینچے کے پار ہو جاتی ہے ایضاً بے ترے دیکھون تو کیا  
 دیکھون بھلا ہے ترے بولون تو کیا بولون بتا ہے مطلب۔ پہلا مصرع اشارہ  
 ہوتی آیتما تو لوقتہ و جبہ اللہ کے یعنی جہد و کیوروس خدا نظر آتا ہے  
 پس بغیر تیرے دوسرے کو کیونکر دیکھون چارون طرف یارب تو ہی تو ہے اور مصرع  
 دوسرا اور شیون کا قول ہے یعنی انسان میں جو چیز ہوتی ہے وہ خدا ہے پس  
 بغیر تیرے یا اللہ کیونکر بولون جب تو ہی بولتا ہے ایضاً بندن ہے جو جھکو بند  
 آہنی بند جسکی گزبان سخوت و کب و منی بند بند تن اعضا کے جوڑے بند آہنی  
 لوہے کا پنجرہ اور زنجیر۔ گڑھی بیری کا لکڑا۔ سخوت بک۔ نون بزرگی و کب۔  
 کبر بڑا بول۔ منی خوب یعنی امین یا سے تختانی مصدر می ہے یعنی من شدن ہندی  
 میں اسکا ترجمہ امین ہے جیسے ع خوب زادہ کو بہن سمائی ہے یہ مطلب۔ میرا قالب  
 نہیں ہے بلکہ ایک ٹوہے کا پنجرہ جو جسکی تیلیاں سخوت اور کبر اور منی بہن یعنی میں  
 کبر اور غرور اور خوب منی میں قید و مبتلا ہو رہا ہوں تو ہی چھڑانے تو اس قید سے  
 چھوٹوں ایضاً مع و حرص و نخل و حب مال و جاہ بہت بے و پند اور پاپن  
 یا آگہ بہ طبع نفع اول و سکون میم اور نیز نفع تین جیسے ع طبع راسہ حرف است  
 وہ ہے تھی بہ یعنی لایح کرنا۔ حرص بکسر اول باوجود ایک چیز کے اسکی کثرت کی خوشبو

عجب بضم اول گنہ گرانہ پندار پنداشتیں کا حامل مصدر اپنے کو بہت کچھ سمجھنا وہ  
بھی فردوسی شہرہ ریا بیکبر سے ملکہ و فتنہ یاسے تختانی ٹکرائے تیز نیت - مطلب - انقض  
طلوع اور حرم اور بخل اور حسب مال و جاہ اور حسب اور پندار اور ریا پے سات چیزیں  
بھی اسی خبر سے کی تیلیاں ہیں یعنی ان ساتوں میں بھی میں تمہیں ہوں اور تمہیں  
رکو مری شہر ہمت ہمان پر ہوا شہ جو یہ بند میں سے ہو وہ شہیر تلوار شہیر ہمت  
استعارہ یعنی ہمت ہمان وہ شہیر ہر سلام تیز کرنے میں اس کی قاسی فرمان  
ہو شہیر ہمت ہمان پر کہتے سے مراد ہمت و راکر ہیا - قطع کا تار اور گتھا - بند  
قید سے بھر جا کل - مطلب - قید سے ہمت کی تلوار پر بارہ رکھ سے کہ اس سے  
بند کو کوڑا اصد رکے جاتے ہی بارہ میری ہمت بڑھا دے جس سے میں اٹا  
سیکو ترک کروں ایضا کہ نہ تیری عنایت کی نگاہ بند ہو اس بند میں  
بند و تیار بند عنایت کی نگاہ ہوتا ہو بند دیکھا - بند و بند میں تجھ میں عزت ہو شہرا -  
صفر - دیکھو - تیار بر باد و مطلب - اگر نہ مجھیر توجہ کی گاتو میں ان - یہ میری کے  
باعث سے جو اوپر بیان ہو سے فراب ہو جاؤنگا اور کہیں کا نہ ہو گا ایضا  
دوم میں حرم و ہوا کے کہے بند چاہتا ہو مجھے پرواز بند وہ دام جالی - ہو  
خواہش نفسانی پرواز پریدن کا حاصل مصدر اڑتا ہے اور ان اور اٹھان  
برکتے ہیں پلند اور چا - مطلب - یارب تو نے تو مجھے حرم اور خواہش  
دنوی میں قید کیا ہو اور اسپرہ حکم کہ ان سب سے بچتا رہ جیسے کسی طائر کو  
جال میں پھانس کر کہو کہ اڑ کر آسمان میں ڈوب جا یہ غیر ممکن بات ہے -  
ایضا آہنی اکی خبر سے میں تو کہے قید بند حکم فرماتا ہو کہ نفا کا صید ہے  
آہنی لوہے کی چیز خبر فارسی میں بلاغظ نون آتا ہو ہر دن پیشو از ہستی ہر  
سورنہ و اپیر اور نفس جانی - مع دی چون خوبہ سورنہ سورنہ

گھر اور وہیں ہون غنہ استعمال ہو عطا بفتح اول منسوب بہ عشق بستی گردن بہ ایک  
 طائر اور اگر گردن ہو جسکو سپر بھی اس لیے کہتے ہیں کہ قیس چڑیوں کے رنگ  
 آسمان ملتے ہیں مشہور ہے کہ یہ طائر زمین سے ایک ارب اربس میں پیدا ہوا تھا عظیم الجثہ  
 چار ہاتھ پانچوں تاروں کا متعبر ہر لون پر مختلف رنگ۔ لائینی گردن۔ بہ آری کہتے  
 ہیں تو شہر ہاتھ تھا۔ منصفان کی وہاں سے حکم خدا کسی زمین سے ہوا ہے اور  
 اور وہاں نامی اور ڈوہون کا شکار کرتا ہے کھانسی نفاکہ میں اللہ تعالیٰ  
 لیکن راقم کے نزدیک یہ وحول کی رتی ہے۔ صید شکار عفا کا شکار کرنا عمدوم  
 چیز کی تلاش کرنا اور غیر ممکن کام کرنا۔ مطلب۔ لوسہ کے پیر سے یعنی سخت  
 میں مجھے ڈا لکر تو یہ چاہتا ہے کہ عفا طائر عمدوم کا شکار گردن یعنی دنیا کی بیوی  
 بیاہن میں رہ کر تجھے تلاش کر دے یہ بات ناممکن ہے تو یہ تو وہی بات ٹھہری  
 کہ ہم خدا خواہی وہم دنیا سے دون بہ این خیالی است و محال است  
 جنون بہ ایضاً اگر یہی منظور ہو تو رہ بتا ہے اور یہ نہ سخت کر مجھے جدا  
 منظور پسند۔ رہ راہ کا نصف ہو یعنی لڑتہ و قاعدہ۔ بند سخت قید گران مطلب۔  
 یارب اگر تجھے یہی امر پسند خاطر ہے کہ میں تجھے تلاش کر دے تو اسکا طریقہ اور  
 اسکی تدبیر بتا دے اور آفات و نیاسے تجھے چھڑا دے ایضاً ہون میں  
 آہن تو ہو خود آہن رہا بند گاہ میں ہون کر تو کار کمر رہا بند آہن لوبا۔ آہن رہا  
 سنگ متھائیں کو کہتے ہیں یعنی اسے کچا لوبا اور بعض مکتب بتاتے ہیں۔  
 الغرض یہ لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسکی ہندی چپک ہے۔ گاہ گمانس۔  
 کار کام و خاصیت۔ کمر یا ایک زرد رنگ مہرہ ہوتا ہے اگر اسے چھڑے پر  
 رکھ کر گمانس کے قریب بیجا تو اپنی طرف اسے کھینچتا ہے۔ کمر یا آہن رہا  
 میں ایطس تھی رو گیا شعر ۱۶۔ صفحہ ۴۔ وکیو۔ مطلب۔ میں اپنی سنگ ولی کے

سبب سے آہن اور اپنی حقارت کے سبب سے گاہ ہوں تو آہن رہا اور کھربا  
 کی طرح مجھے اپنی طرف کھینچنے لے ایضاً ۱۳ تب برآوے کچھ تماشے دلی بندہ ورنہ  
 جو سب جستجو سچا معلیٰ ہے برآنا پورا ہونا۔ تنہا آرزو۔ ولی یعنی دل کی جستجو تلاش و  
 ترو و بر سچا صلہ اس کے آخریے تھمائی مصدری ہے یعنی بیفائدہ ہونا۔ مطلب۔ اگر  
 مجھے تو اپنی طرف کھینچ لے تو البتہ دل کی آرزو پوری ہو نہیں تو سب تلاش و فکر و  
 ترو و پیکار و بیفائدہ ہے ایضاً ۱۴ لے اگر مولیٰ نہ بندہ کی خبر ہے جو تلاش اسکی  
 سراسر دروسہ۔ مولیٰ آقا و غلام بیان یعنی اول ہے۔ خبر لینا سر پرستی کرنا۔ تلاش  
 ڈھونڈنا۔ دروسہ اصطلاح بمعنی تکلیف بیفائدہ مطلب۔ اگر مالک اپنے غلام  
 کی سرپرستی کیسے تو غلام کی فکر اور مالک کے در پر ہونا بیفائدہ ہے ایضاً ۱۵ سرٹاپ  
 مرگے صدقہ شہید ہے۔ کہ ہونے منت نہ آئی کارگر بندہ سرٹاپ کہہ جانا بہت تکلیف سے  
 مرنا۔ صدقہ مراد ہی شہید بہت۔ بشر آدمی۔ کارگر شردار و فائدہ مند۔ مطلب۔ سیکڑوں  
 آدمی خدا کی تلاش میں ہیں حیران و سرگردان ہو کر نیست و نابود ہو گئے اور انکی محبت  
 کچھ فائدہ مند نہ ہوئی ایضاً ۱۶ وہ بتا رہے کہ اک مقررہ لاہ میرے ہر اک بندہ کو  
 کر دے جدا بندہ رستہ یعنی طریقہ۔ مقررہ قہنجی اسکی بندی کتنی ہی پہان مقررہ  
 مشبہ بہ موجود اور محبت خدا مشبہ فائز اس طرح بندہ مشبہ بہ موجود اور علاقہ دینا  
 مشبہ فائز ہے اس لیے مقررہ و بندہ استوارہ بالتصریح ہے استوارہ کا بیان شعور  
 صفحہ ۱۰ میں ہو چکا ہے اسکی یہ قسم ہے (استوارہ بالتصریح) مضاف مشبہ بہ ہو  
 اور وہ موجود ہے اس کے بعد مضاف الیہ مشبہ ہو اور وہ عبارت میں موجود نہونو  
 ایسے مضاف اور مضاف الیہ کو استوارہ بالتصریح بولتے ہیں جیسے ع متاب  
 میں آفتاب بروسے یہ شاعر کی مراد ہے کہ متاب جام بین آفتاب شراب بروسے  
 دیکھو بیان جام اور شراب مشبہ ہیں اور دونوں موجود نہیں اور اگر اس کے برخلاف ہے



جو اسکو استعارہ بالکنایہ کہنے ہیں اس میں شبہ بہ غائب و متروک اور شبہ حاضر و  
 ترک اور یہ تا جو جیسے ع ترے رخ سے روشن ہو سارا جہان بہ یہمان رخ مشبہ ہو اور  
 موجود ہو اور آفتاب مشبہ ہو اور غالب و متروک ہو گو یا اصل عبارت بون نمی کہ میرزا  
 آفتاب رخ سے روشن ہو سارا جہان بعباب مجھے یہ طریقہ بتانا بہتر ہے کہ ایک  
 تپنچی لاکر میرے جال کو کھڑے یعنی اپنی محبت سے مجھے تارک الدنیا بنا دے واضح  
 ہو کہ جس چیز کو کسی سے تشبیہ دیتے ہیں اسے مشبہ کہتے ہیں اور جس سے تشبیہ دیتے ہیں  
 اسے مشبہ بہ کہتے ہیں جیسے سہ نازکی انکے لب کی مست ہو چھو بہ نیکھری اک گلاب  
 کی سی ہو یہ یہمان لب مشبہ ہو اور گلاب کی نیکھری مشبہ ہو چونکہ لب کو برگ گل  
 سے تشبیہ دی ہو **ایضاً** کھینچ لیا جاسم و حدت تک مجھے بہ دے تو پہونچا شہر  
 الفت تک مجھے بہہ جو سندر۔ وحدت خدا کو بعد ق دل ایک لاشریک جانتا۔ جو وحدت  
 استعارہ یعنی وحدت۔ الفت میل کرنا۔ شہر الفت استعارہ یعنی الفت۔ مطلب۔  
 یارب بین وحدت پرست ہو جاؤں اور تیری الفت کامل مجھے نصیب ہو **ایضاً**  
 کر عطا دل کو مے ایسی پیش بہ جس سے جل کر خاک ہو سب غل و غش بہ عطا کرنا  
 دینا پیش تبیدان کا حامل مصدر بیتیاری۔ غل بالکسر کہینہ و حیانت و کدورت غش  
 بالکسر طہارہ واری و تشویش و تردد۔ غل و غش تعلقات و بنا سے مراد ہو۔ مطلب۔  
 بیتیاری محبت کی سوزش میرے دل میں یارب استقدر بیدار کر دے کہ تعلقات و بنا  
 جل کر خاک سپاہ ہو جائیں یعنی تیری محبت میں بین و بنا کے علائق کو ترک کروں۔  
**ایضاً** ۱۹ مور کو جو سیر کعبہ کی ہو س پہ پر ہو چہ چارے کو کب یہ دسترس بہ مور  
 چو نہی۔ سیر تماش و کینا اور جلنا۔ کعبہ زمین بلند اور چہار گوشہ چیز اور پتہ کی کی ہری  
 عرب میں اہل اسلام کی پرستش گاہ وہ زمین بلند پر چہار گوشہ واقع ہو اور قبول ہفتے  
 حضرت شیث کا پتہ کی تہی و مان مد فون نمی بہین سبب کہ نام جو اب سبکی

جانیبِ سخن کہے نماز پڑھا اور مت ہو۔ بوسِ حرم۔ بیچارہ مجبور۔ دسترس مقدور اور  
 قدرت۔ میان ہی مور و کبیرہ استمارہ بالتصریح ہیں۔ مطلب۔ ایک چیز نئی رنج کو کہنے  
 پہلی ہو مگر اتنی قدرت نہیں کہ پہونچ سکے یعنی بھرنے یا تیر کو بارب تیری تلاش ہو مگر یہ طاقت  
 نہیں کہ تھرتک جاسکے۔

صفت ۶۶۔ بال پر اپنی جٹھالے گر ہما بندہ سب براؤ سے اسکے دل کا مدعا ہے بال ہمار  
 کے بازو۔ ہمارا ایک طائر کا نام کہ وہ نہایت دانا بود سمجھا جاتا ہوا اسکے ہاتھ سے پادشاہ  
 ہو جاتا مشہور ہے اسکے سب پر ندون کا پادشاہ کہتے ہیں۔ مطلب۔ پورا ہی مور کو  
 اپنے بازو پر چڑھا ہے تو اس وسیلے سے کہہ تک پہونچ سکے یعنی تیری عظمت بھیر رحم  
 کرے تو میں بندہ نہیں اپنی مراد کو پہونچ جاؤں۔ میان ہمارا کو عظمت اور بال ہمارا کو  
 اور مور کو بندہ مضیف سے استمارہ بالتصریح ہے ایضاً بارے رحمت کا ہمارا  
 حکم ہو ہے۔ تا وہ اس کو نہیں ستم کو نہ بارے یک مرتبہ دانا تھا۔ رحمت اس کا ہانا۔  
 تجھ سے یعنی ناتوان و لاغر مرادی معنی عاجز غصہ زخمی مرادی معنی دردمند۔ مطلب۔ بارے  
 تو ہما یعنی اپنے جلال کی عظمت کو حکم دے تاکہ اس میں نہایت معنی اس بندے کو وہ  
 کہے جو آئندہ بیان ہو یہ شعرا نے نابور سے قطع بندہ ہوا ایضاً بال شفقت پر ہمارا  
 پہلے بد طوف کہے کو آڑا کہ پہلے بد شفقت یعنی بدترین و فتنہ آڑا سے ہر کسی کو ڈرانا اور  
 اصطلاحاً مراد تیری آڑا۔ بال شفقت استمارہ یعنی شفقت۔ طوف یعنی طوفان شہرہ ۱۰۔  
 سفر ۱۱۔ دیکھو۔ اٹھا اور آڑا بین ابلاسے علی ہو شہرہ ۱۲۔ صغیر ۴۔ دیکھو۔ مطلب۔  
 وہ ہما یعنی تیری عظمت اپنے بازو پر اس چیز نئی کو چھالے یعنی مجھ پر رحم کرے اور  
 طوف کہے کو آڑا ابلاسے یعنی تھرتک پہونچا دے خلاصہ کہ تیری رحمت کی نظر سے  
 میں تھرتک پہونچ جاؤں ایضاً اس کو تو بے رنج چاہے گنج و سے ہر چیز  
 چاہے گنج لیکر رنج دے گا۔ گنج خزانہ۔ رنج تکلیف۔ مطلب۔ یہ اشارہ ہو طوف

قَوْلِي الْمَلِكُ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِيحُ الْمَلِكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَقْدِرُ مَنْ  
 تَشَاءُ حَسْبُكَ الْخَيْرُ کے اسکے معنی یہ ہے چاہتا ہوں خدا الملک دیتا ہوں اور  
 جس سے چاہتا ہوں ملک پسین لیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں اور جسے  
 چاہتا ہوں ذات دیتا ہوں مگر اسکا مثل ہمیشہ خیر کے ساتھ ہوا یعنی اَلِیْسَ مِنْ  
 خَلْقِ دَوْلَتِ رَنْجِ رَنْجِ بَدِیْنِ تَرْسِ قَبْضِ یَنْ یَارَبِّ رَنْجِ وَرَنْجِ مَخْلُوقِ بَدِیْ  
 اسی ہوئی ہے یہ قبضہ و تاراج کا پھر مراد ہی معنی اختیار۔ یارب یعنی امیر پروردگار مطلب۔  
 یہ اشارہ ہے ہر طرف اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ کے معنی تحقیق خدا  
 ہر چیز پر قدرت کامل رکھتا ہوا یعنی اَلِیْسَ مِنْ خَلْقِ رَنْجِ حُرْمِیْ كُوْبِرِیْ وَوَرْدِ رَنْجِ عِرْقَانِ  
 سے ہے سمور کریمہ حرمی ناما سی ہی۔ عرفان خدا کو بصدق دل پہنانا۔ گنج عرفان  
 استعارہ یعنی عرفان۔ سمور پھر اس کا معنی آگاہی مطلب۔ پار الہامیری ناما سی  
 کھو سے میں معرفت سے مالامال ہو جاؤں اَلِیْسَ مِنْ خَلْقِ رَنْجِ حُرْمِیْ حُرْمِیْ  
 بتلاہ راہ اپنی تو مجھے یارب بتاؤ سمجھو رمی جدانی۔ بتلا بلا میں پھنسا ہوا شخص  
 مطلب۔ تیری جدائی میں تیرا سبب افسردہ خاطر ہو رہا ہوں یارب تو  
 مجھے اپنی معرفت کی راہ پر لگا دے اَلِیْسَ تُوْبِیْ مَرْسَدِ تُوْبِیْ مَادِیْ هُو  
 مرا بہ دیو غول نفس سے تنگ ہو گیا بہ مرشد راہ حق بتانے والا اُسے اُردو میں پیر  
 اور ہندی میں گرو بولتے ہیں۔ مادی ہدایت کرنے والا۔ دیو یعنی شیطان و  
 خلیفہ یہ بھی جن کی ایک قسم ہے۔ غول بہ واد معرفت شیطان کی ایک  
 قسم جنگل میں مسافروں کو راہ بٹکا دیتے ہیں انکی آگہی چرائی کے مثل روشن  
 ہوتی ہیں شاید ہندی میں اگیا بیتال انھیں کہتے ہیں مگر ظاہر ہے لوگوں کا  
 ہم ہر اصل میں یہ تجارت ہیں کہ روشن ہو جاتے ہیں اسے انگریزی میں  
 (پوری گیاس) بولتے ہیں نفس بفتح اول یہاں نفس امارہ سے مراد ہے

شعر ص ۱۹ - دیکھو - غول نفس استعارہ یعنی نفس - مطلب - اے خدا تو میرا  
 مرشد و نادی بن جا۔ اور نفس امارہ سے جو مجھے غول نیکر بکھاتا ہے چپاٹ۔ **ایضاً**  
 غرق بحر معصیت ہوں آہ آہ ہے انتظار مغفرت ہوں آہ آہ ہے غرق ڈوبتا اور ڈوبتا ہوا  
 شخص۔ بحر سمندر معصیت گناہ۔ بحر معصیت استعارہ یعنی معصیت۔ انتظار راہ  
 رکھنا۔ مغفرت بخشنا۔ یہاں مغفرت کے لفظ کے بعد علامت فروغ یعنی رہن م  
 تقدیر ہے۔ مطلب۔ بین گناہ بین آلودہ ہوں اور مغفرت کے انتظار میں رہتا ہوں  
**ایضاً** میں ذلیل و خوار و زار و مستمند ہے عاجز و مسکین نہ ہوں و ناپسند ہے  
 ذلیل تباہ شدہ۔ خوار بواو سدا و لہ یعنی ذلیل و خراب۔ زار ناتوان و خوار۔  
 مست لضم اول یعنی غم و حاجت۔ مند کلمہ ملکیت یعنی صاحب۔ مستمند۔  
 یعنی غمگین و صاحب حاجت۔ عاجز ناتوان و پندیرت مسکین صیغہ مبہمانہ  
 ہو سکون کا یعنی برابر سحرکت اور سحرکت وہی ہوگا جو بے قدرت ہوگا اور  
 بے قدرت وہی ہوگا جو غریب ہوگا ایسے مسکین غریب کو کہتے ہیں۔ نہ ہوں  
 عاجز و بیچارہ و اسیر ناپسند نالایق۔ مطلب۔ شاعر نے خدا کے جلال و  
 عظمت کے سامنے بے بس الفاظ اپنے القاب بنائے ہیں **ایضاً**  
 تو غنی و معنی و عاجز نواز ہے پادشاہ ذوالجلال و کار ساز ہے غنی بے نیاز  
 و دولت مند یہ خدا کا اسم صفاتی ہے۔ یعنی لضم اول و سکون غین مجہ  
 بے نیاز کرنے والا یہ بھی خدا کا اسم صفاتی ہے شعر ۶ - صفحہ ۸ - دیکھو۔  
 عاجز نواز ناتوان کا سرفراز کرنے والا یعنی خدا۔ پادشاہ موصوف ذوالجلال  
 حضرت یعنی صاحب قدرت پادشاہ یہ بھی خدا ٹھہرا۔ کار ساز اسم فاعل سماعی  
 خلاق کے امور کو درست کرنے والا مراد ہی معنی خدا۔ مطلب۔ یہاں شاعر  
 ہواے نفسانی کے خوف سے خدا کو اپنی مدد کے واسطے پکار رہا ہے۔

یعنی یا اللہ تو میری مدد کر **ایضاً** باسط رزاق ستار عیوب بہ قاضی حاجات  
 عقار و نوب بہ باسط فرخی اور وسعت دینے والا۔ رزاق صیغہ یہاں بہت روزی  
 دینے والا ستار صیغہ یہاں بہت چھپانے والا۔ عیوب عیب کی جمع۔ ستار عیوب  
 یعنی عیبوں کا پر وہ پوش۔ قاضی جاری کرنے والا اور علم کرنے والا اور بر لانے والا  
 حاجات حاجت کی جمع یعنی خواہش و مقصد۔ قاضی حاجات حاجتوں کا  
 بر لانے والا عقار بہت بخشنے والا۔ نوب ونب کی جمع جسکے معنی گناہ۔ عقار  
 نوب گناہوں کا بخشنے والا مراد ہی معنی خدا۔ مطلب۔ رزق کی وسعت اور عیبوں  
 پر وہ پوشی اور حاجتوں کی روانی اور گناہوں کی آمرزش۔ ہند ہی کا کام جو  
**ایضاً** بد تروں سے جو کہ بدترین یہاں بہتھے سو درجہ ہیں بہتر نیکان بہ بدتر  
 اسم صفت درجہ دوم یعنی بہت بُرا آدمی بدتر کو تیر بجذرت وال و تشہیر تاس  
 فوقانی بھی استعمال کرتے ہیں اور یہ او قدام کہلاتا ہے یعنی بوجہ قرب محترم کے  
 حرف تائین حرف وال یہاں او قدام ہو گیا اور اسے تیرہ تخفیف و حذف بھی  
 اساتذہ نے کہا ہے حافظ ع مشکل ایشیت کہ ہر روز تیری بنیم بہ درجہ کسی چیز کا حصہ و  
 مرتبہ بہتر بہت اچھا۔ بے گمان بیشک۔ مطلب۔ اگر تمام دنیا کے بڑے  
 گنتگار رہتے جائیں زمین جو سب سے زیادہ گناہگار شہرے میں بیشک اُس سے  
 بھی زیادہ گناہگار نکلون یعنی مجھے کل گناہگار عالم عیساں میں کم ہیں۔  
**ایضاً** جس سے بدتر اس جہان میں کچھ نہیں ہے۔ اُس سے سو درجہ ہوں  
 بدتر بالیقین بہ جہان جتن کا اسم فاعل سماعی کو دینے والا یعنی ازل و ابد  
 پنج میں جو چیز اُڑی ہو وہی جہان ہے۔ بالیقین اچھی طرح مانکر مراد ہی معنی یقیناً۔  
 مطلب۔ سوائے انسان بھی جو چیز دنیا میں سب سے زیادہ بدتر ہیں اُس سے  
 بھی زیادہ گیا گذرا ہوں **ایضاً** لطف سے کر دے مجھے یارب حسن ہے

ہوں جسے بد کام گیسر سب حسن بد لطف مہربانی۔ یکسر بالکل۔ بد بڑا۔ یا رب معنی اے  
 پروردگار۔ حسن بہتر اور نیک اور صواب۔ مطلب۔ اے پروردگار اپنی مہربانی سے  
 مجھے نیک بنا دے جتنی میری بڑائیوں ہوں ایک سر سے سب نیکیاں تجا میں  
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصّٰلِحِیْنَ وَآلِیْہِ الْمُرْجِعِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ

قطعات تاریخ ختم نام  
 مطبوعہ سابق

از منشی قمبر علی صاحب حاجی افسر قصبہ ٹولی

قدر ذی قدر و خندان بلوغ	کرد شرح سخن موضوع
عطر مجموعہ نہاد اور انام	ہمسہ و کچھپ وہمہ مطبوعہ
مانوشیتم سیھی تاریخ	شرح متن سخن مجموعہ

از پڑت رتن ناتھ صاحب لکھنوی ماسٹر مدرسہ ضلع کھیری

کئی جو قدر نے مجموعہ سخن کی شرح	تمام شرح عجیب نادر و خوب کئی
یہ عیسوی میں رتن ناتھ نے لکھی تاریخ	یہ شرح نثر میں جو قدر نے عجیب کئی

از شیخ محمد عبدالباسط قیس مہولوی

مخدومی استاذی یعنی کہ حضرت قدر	یہ لکھ چکے رسالہ جب ڈاکٹری طرح
ابو قیس میں نے لکھی تاریخ مسائل	مجموعہ سخن کی کیا قدر نے لکھی شرح

از شیخ طبع موجد طرز لومی مولوی محمد عبدالاحد صاحب مہولوی  
 پیشکار تحصیل بسوان

استاد من جو قدر میں قدر و بانگاہ	سخن و معتد اس سخن رہبر زمان
شہر نوشت و عقدہ دلہا کاشاوداد	سحرے و سید و تازہ کثورہ میں مسلم فن

عطر گل عجائب مجموعہ سخن +  
۱۲۵۹

طامی بشاخ نگر گل سال بردید

از تاج طبع شیخ محمد عبد اللہ صاحب قیصری جو راسی

آنکہ استاد سخن آموز ماست  
لفظ لفظش شرح کثافت ادب است  
دلربا از قدر شرح دلکشا است  
۱۲۵۹

عطر مجموعہ رقم و سیر قدر  
حرف و نقش کاشف اسرار رقم  
قیصری نبوت سال عیسوی

از مصنف

حکے پر حنفی سطر ہے کام تعلیم  
عطر مجموعہ سے نازہ اور مشام تعلیم  
۱۲۵۹

شرح لکھی کہ نونہ جانے ہیں قرآنے اور  
کیون نہ ہو غلبہ عطار و مانع تاریخ

فوائد چند تذکره شرح بذاموافق اشعار و صفحیات مجموعه سخن  
 صب تفصیل فریل

ردیف	نام فائده	صفحه	ردیف	نام فائده	صفحه	ردیف	نام فائده	صفحه
۱	مقدور	۳	۲۲	زود اتفاقین	۱۵	۲۳	۳	۳
۲	استاره	۴	۲۳	حذو	۸	۲۴	۲	۴
۳	ایسام	۵	۲۴	نفس اماره	۲	۲۵	۲	۵
۴	سقوط عین	۱۵	۲۵	نفس لوازم	۲	۲۶	۲	۱۵
۵	کلیج	۵	۲۶	نفس ملذذ	۳	۲۷	۲	۵
۶	ایضا	۱۶	۲۷	اعلان نون	۱۳	۲۸	۲	۱۶
۷	اشتقاق	۱۳	۲۸	مگرین	۳	۲۹	۲	۱۳
۸	اقتصاد	۳	۲۹	سقوط نامه صلی	۶	۳۰	۲	۳
۹	سدره	۱۸	۳۰	اقوال	۱	۳۱	۲	۱۸
۱۰	خواجه شادان	۵	۳۱	خوبن شطاهری	۹	۳۲	۲	۵
۱۱	تجنیس	۱۱	۳۲	خوبن شادانی	۹	۳۳	۲	۱۱
۱۲	تجنیس عام	۱۱	۳۳	نظام بطیوری	۵	۳۴	۲	۱۱
۱۳	تجنیس معنی	۱۱	۳۴	نظام شیاقوری	۸	۳۵	۲	۱۱
۱۴	تجنیس خاص	۱۱	۳۵	مناجات اوغری	۸	۳۶	۲	۱۱
۱۵	تجنیس صوت	۱۱	۳۶	قصاید مرم	۱۵	۳۷	۲	۱۱
۱۶	تجنیس حرف	۱۱	۳۷	قصاید معلق	۱۶	۳۸	۲	۱۱
۱۷	عین تجنیس	۱۳	۳۸	فائده قائده سبغتی	۱۶	۳۹	۲	۱۳
۱۸	مخازن و جملات	۶	۳۹	ترتیب	۱۶	۴۰	۲	۶
۱۹	مرادون	۱۵	۴۰	تخلص	۸	۴۱	۲	۱۵
۲۰	سناد	۳	۴۱	فائده مرم	۶	۴۲	۲	۳
۲۱	تجنیس ایضا	۱۵	۴۲	مجموعه کربسی	۶	۴۳	۲	۱۵